तर्क इस्लाम

लेखक:- धर्मपाल जी

सन 1903





اوم اوم

ترکِ اسلام

یعنے

برہمچاری دھرم پال جی۔ بی۔ اے

سابق

منشی عبدالغفور صاحب بی۔ اے

ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ

کا لکچر

جو انہوں نے ۱۹ر جون سنہ ۱۹۰۳ء کو گوجرانوالہ آریہ سماج مندر میں ویدک دھرم کو اختیار کرتے وقت دیا

آریہ پریس گوجرانوالہ میں لالہ گوکل چند چوپڑہ مالک و مینجر کے اہتمام سے چھپا

اوم اوم

بار سوم — تعداد ۲۰۰۰ — قیمت مجلد ۱؍

پیارے ناظرین

مہاشے دھرم پال جی نے جو لکچر ۱۴ ار جون سنہ ۱۹۰۳ء کو دیا تھا۔ وہ پورا تحریر شدہ مضمون نہیں تھا۔ اکثر مقامات پر انہیں بالکل اشارات ہی ظاہر کرنے پڑے تھے۔ کیونکہ وقت بالکل تنگ تھا۔ حاضرین کو پوری توجہ اور خاموشی سے سن رہے تھے۔ اور وقت مقررہ شدہ آدھ گھنٹہ کی بجائے سوا گھنٹہ مہاشے جی بولتے رہے تھے۔ تاہم کل لکچر کا پڑھنا مشکل تھا۔ اسلئے عبارتوں کو چھوڑتے ہوئے جتلایا گیا تھا۔ چھپائی میں پورا مضمون درج ہوگا۔ پس اگر تقریر کی نسبت تحریر زیادہ معلوم ہو۔ تو اسکی یہی وجہ سمجھیگا۔

المشتہر

نیازمند گوکل چند چوپڑہ

یہ کتاب رجسٹری شدہ ہے



اوم

حاضرین جلسہ

میں تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ میں سے بعض صاحبان نے تو اس شہر سے اور بعض صاحبان نے دور دور کے شہروں سے آکر گرمی کی تکالیف برداشت کرکے اس جلسہ کو رونق افروز کیا ہے۔ اس عام شکریہ کے علاوہ میں آریہ سماج کو عموماً اور سماج گوجرانوالہ کو خصوصاً آج تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور آفرین و تحسین کرتا ہوں۔ کہ وہ آج ایک نہایت ہی اعلےٰ اور بالکل نرالا کام کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور اردگرد کی مخالفت اور طعن و تشنیع کی مطلق پرواہ نہ کرکے ایک جنم کے مسلمان کو اپنے ساتھ ملا رہی ہے۔ آریہ سماج گوجرانوالہ کو میں اور بھی تحسین و آفرین سے یاد کرتا ہوں۔ کہ وہ اس معاملے میں حد سے بڑھکر ثابت قدم رہی۔ باوجودیکہ مخالفین کی طرف سے آریہ سماج گوجرانوالہ کے پاس اس قسم کی چھٹیاں بکثرت آتی رہیں۔ کہ یہ مار آستین ہے۔ اس سے بہت بچ کر رہنا۔ یہ فریبی اور دھوکاباز شخص ہے۔ دھوکہ میں مت آجانا۔ یہ بھید لینے کے لئے آیا ہے۔ اور مسلمانوں کی طرف سے ہے۔ مگر شاباش ہے۔ ان کی ہمت پر کہ انہوں نے بیہودہ گوؤں کی کچھ پرواہ نہ کرکے بہمہ وجود اس

کام کو سرانجام دینے کی مستعدی ظاہر کی۔ ہاں جہاں آریہ سماج
کے ممبروں کو اس طرح بدظن کرنے کی کوشش کی گئی۔ وہاں مجھ بھی
اکثر اہل اسلام نے آریہ سماج کی طرف سے بدظن کرنے میں کسر باقی
نہیں چھوڑی۔ کوئی نیوگ کا مسئلہ گھسوڑنے لگا۔ کوئی تناسخ کا مسئلہ
پیش کرنے لگا۔ اور دیگر باتیں سنانے لگا۔ اور جہاں تک
ہو سکتا تھا۔ دیگر واہیات تحریر دل سے میرے قدموں کو متزلزل
کرنا چاہا۔ مگر ان دور افتادگان از حقیقت کو یہ پتہ نہیں تھا۔ کہ
جب کسی کے دل پر صداقت کی مہر ثبت ہو جاتی ہے۔ تو وہ بیہودہ
ملواس اور ارد گرد کے لوگوں کی آئیں۔ بائیں شائیں سے مٹ نہیں
سکتی ہے۔ نہ اسکو تحریر دور کر سکتی ہے۔ نہ تقریر۔ نہ دھمکی۔ نہ ڈر
نہ تلوار۔ نہ خنجر نہ کوئی لالچ وغیرہ وہ صداقت سر کے ساتھ جاتی ہے
جسم کاٹا جا سکتا ہے۔ مگر اس نقش صداقت کو ہم کاٹ نہیں سکتے
پس بہت شکریہ کا مقام ہے۔ کہ آج ہم منگھن روپ سے یہاں پر جمع
ہو کر اس اعلیٰ رسم کو پورا کر رہے ہیں۔ جو صداقت محض صداقت پر
مبنی ہے۔ جسکی تہ میں نہ کوئی لالچ موجود ہے۔ نہ ڈر۔ نہ کوئی بہکاوٹ
موجود ہے۔ نہ کوئی پھسلاوٹ۔ نہ تلوار موجود ہے۔ نہ خنجر بلکہ صداقت
کو لیکر اور صداقت کا دلدادہ ہو کر میں آج ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے
میں داخل ہوتا ہوں۔ میں نے مذہب اسلام کو کیوں چھوڑا؟ اس سوال
کا جواب ہر ایک شخص نہیں دے سکتا۔ ممکن ہے۔ چاروں طرف
تبدیلی مذاہب کی وارداتیں سنکر اکثر لوگ اپنے دل میں کوئی الٹا
جواب حاصل کر لیں۔ اور الٹے طور پر اپنے دل کی تسلی کر لیں۔ مگر
ان کو یقین کرنا چاہئے۔ کہ میں نے ان وجوہات کو لیکر مذہب تبدیل نہیں

گیا۔ کہ جن وجوہات کا ہم اکثر عمل اپنے ارد گرد کے اکثر تبدیل کنندگان مذاہب میں پاتے ہیں۔ مثلاً

(۱) بہت سے لوگ دولت اور روپیہ کے لیے مذہب تبدیل کرتے ہیں

(۲) بہت سے لوگ کسی خوبصورت عورت کے پیچھے دین چھوڑ بیٹھتے ہیں اور اکثر مثالیں دیکھی سنی جاتی ہیں۔ کہ فلاں شخص فلانی بازاری عورت کے لئے فلاں ہو گیا وغیرہ وغیرہ +

(۳) بہت سے لوگ نوکری یا مرتبہ کے لالچ میں آکر مذہب تبدیل کرتے ہیں +

(۴) بہت سے لوگ کسی ڈر سے یا دھمکی سے مذہب تبدیل کرتے ہیں ہاں اکثروں نے تلوار کے ڈر سے مذہب تبدیل کیا ہے +

(۵) بہت سے لوگ کسی مذہب اور حکمران سوسائیٹی کا مذہب اس لئے اختیار کرتے ہیں۔ کہ سوشل اور پولیٹکل حقوق ہمیں مل جائیں گے +

(۶) بہت سے لوگ دوسرے مذہب میں دولتمندوں اور پڑھے لکھوں کی ایک بہت بڑی تعداد دیکھ کر ہی مذہب تبدیل کر لیتے ہیں +

(۷) بہت سے لوگ اپنی برادری یا ماں باپ کو دھمکانے کے لئے کسی رنجش پر مذہب تبدیل کر بیٹھتے ہیں +

(۸) بہت سے لوگ اپنے ہم مذہبوں کی طرف سے کوئی چوٹ کھا کر اور اُن کو اپنے تبدیل مذہب سے دھمکانے کے لئے ہی بغیر سوچے سمجھے ترک مذہب کر بیٹھتے ہیں۔ اور اکثر دھوکے سے ہی مذہب چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ مگر میں نے جو ترک اسلام کیا ہے۔ وہ مذکورہ بالا وجوہات میں سے کسی وجہ کو لیکر نہیں کیا۔ آریہ سماج کی طرف سے مجھے دولت

روپیہ۔ عورت۔ مرتبہ کسی دیگر حقوق کا لالچ نہیں دیا گیا۔ اور اگر
سچ پوچھو۔ تو آریہ سماج کے پاس اس قسم کا کوئی لالچ ہی کہاں ہے
اور اگر بالفرض کوئی ہو بھی۔ تو کیا رشیوں کی سنتان کسی لالچ یا دھوکہ
وہی سے ایک شخص کو اپنے ساتھ ملا کر یہ سمجھ سکتی ہے۔ کہ ہم
نے کوئی دھرم کا کام کیا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جہاں ادھرم اور جہاں
پاپ کا کام۔ تو کیا پھر آریہ سماج نے مجھے بہکا لیا۔ اول تو آریہ سماج
کا کام بعض مذاہب کیطرح بہکا کر تعداد کا بڑھانا مطلق نہیں ہے
بالفرض اگر ہم تسلیم بھی کر لیں۔ کہ آریہ سماج بہکا بھی لیتی ہے۔ تو
کس کو؟ کیا ایک یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ کو ایک ہائی سکول کے
ہیڈ ماسٹر کو۔ اور پھر ایک مسلمان کو سے ایں خیال است و محال
است و جنوں۔ آریہ سماج کے کسی آدمی نے مجھے نہیں بہکایا۔ آریہ
سماج کے کسی آدمی نے مجھے نہیں کھینچا۔ بلکہ اس صداقت
نے مجھے کشش کیا۔ جو آئندہ میری طرح اور بھی کتنوں کو کھینچیگی۔
وہ صداقت کیا؟ وہ ویدک دھرم کہ جسے نت ناات میں یہاں اپنے
ارد گرد کہیں کہیں در و دیوار پر دیکھ رہا ہوں۔ اس آب صداقت
نے میرے پیاسے دل کو سیراب کیا۔ جب قرآن کے ریگستانی مسائل
میری پیاس کو نہ بجھا سکے۔ جب قرآن کی خلاف از عقل باتیں میرے
بے قرار دماغ کو کچھ تسکین نہ دے سکیں۔ جب قرآن کے بہت سے
وحشیانہ اور ظالمانہ مسائل میرے نرم دل کو تسلی نہ دے سکے۔ جب
قرآن کی ادنےٰ درجہ کی تعلیم میرے اعلےٰ خیالات کا ساتھ نہ دے
سکی۔ جب قرآن کے ماننے والوں کی عملی زندگی مجھ پر صحت بخش
اور روح افزا اثر نہ ڈال نہ سکی۔ جب میں اس وادیٔ عظمت

میں ادھر ادھر ہاتھ مار کر حیران و سرگردان ہو رہا تھا۔ تو مجھے اندھیرے سے نکالنے کے لئے وید کی تعلیم کے منور سورج کی کرنوں نے میرے راستے کو روشن کیا۔ اور مجھے چاہ ضلالت سے نکال کر روشن زمین میں پونچایا۔ میں عرب کے ریگستانوں سے نکلکر گنگا اور جمنا کے کنارے پر آیا۔ جہاں وید و کتب تعلیم کا وہ سروت مجھے ملا۔ جس نے میری دلی پیاس کو بجھا دیا۔ میرے دل اور دماغ کو تسکین ملی۔ مجھے پرانے رشیوں اور منیوں کی سنتان میں سے چند ایسے چہرے دکھلائی دیئے۔ کہ جنکے پاس جانے سے اور جن کے پاس سالوں تک رہنے سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ سچ مچ چاروں طرف عربی ریگستان۔ اور عربی ریگستان کے ریگستانی مسایل سے خشک شدہ دل اور دماغ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اس زمانے میں بھی بہت سے دل ہیں۔ جو تاہنوز باد سموم کے جھونکوں سے محفوظ ہیں اور روحانی تاثیر دل کو ہَوَن کی سوگندھی کی طرح اب بھی اپنے ارد گرد اس طرح سے پھیلا رہے ہیں۔ کہ جسطرح ہزارہا برس پہلے گنگا اور جمنا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے رشیوں ہمالیہ پربت کی سرسبز چوٹیوں پر تپ ابراجمان منیوں کے روحانیت میں مستغرق دلوں سے وہ روحانی ہوا چلتی تھی۔ کہ جسکے جھونکے ہزارہا ہزار برس کے بعد بھی یورپ اور امریکہ کے بیدار مغزوں اور روحانیت کے طالبوں کو تاہنوز معطر کر رہے ہیں۔ اور آئیندہ اس سے بھی زیادہ کرینگے۔ یہ معطر جھونکے کہاں سے اور کس کے لئے؟ ویدوں کی تعلیم سے۔ اور صداقت کے دلدادہ اور روحانیت کے طالبوں کے لئے۔ بھلا کیا ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خالی از تعصب دل کو چنبیلی کے تازہ پھولوں کی خوشبو کا جھونکا

سمت کر دے۔ اور وہ پھر اپنے ہاتھ سے برسوں سے پکڑے ہوئے ایک
بوسیدہ پارچہ چرم کو نہ گرا دے؟ کیا ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص
کو سبزہ زار نظر آ جاوے۔ اور وہ پھر ریگستانی باد سموم کے جھونکوں
سے بچنے کے لئے اس سبزہ زار کیطرف نہ بھاگ آوے؟ نہیں ہرگز
نہیں۔ ہر ایک شخص ریگستان کی نسبت سبزہ زار کو زیادہ پسند کرتا
ہے۔ ہر ایک شخص آب شور کی نسبت آب شیریں کو زیادہ چاہتا
ہے۔ ہر ایک شخص بوسیدگی کی نسبت تر و تازگی کا زیادہ دلدادہ
ہے۔ بشرطیکہ وہ عین صداقت سے تعصب کی عینک کو اتار کر حقیقت
کو حقیقت۔ سبز کو سبز۔ اور زرد کو زرد ہی دیکھنے کی قابلیت رکھتا ہو۔
مینے تعصب کی مہلک بیماری سے نجات پائی۔ تعصب کے سیاہ پردے میری
آنکھوں کے سامنے سے دور ہوئے۔ تعصب کی چار دیواری سے میں باہر نکلا
تو کیا دیکھا۔ کہ جس گڑھے میں میں پڑا ہوا ہوں۔ وہ مینڈک کے کنوئیں
کیطرح محدود اور تنگ و تاریک ہے۔ جبکہ اس سے باہر صداقت کا سمندر
لا محدود۔ اور ویدک روشنی سے منور کشتی حیات کو ناتری وت گودے سے
لگائے ہوئے اس کنارے کی طرف لے جا رہا ہے۔ کہ جو زندگی کا مقصد
ہے اگر میں اپنے بعض ہم مذہبوں کی طرح تعصب کا غلام اور حقیقت
و صداقت سے متنفر ہوتا۔ تو میں اس تنگ و تاریک کنوئیں سے ہرگز
نہ نکل سکتا۔ اور مجھے وہ روشنی نہ نصیب ہوتی۔ کہ جس کو میں
(Enjoy) کر رہا ہوں۔ پس میرے لئے ضروری ہوا۔ کہ
میں روشنی اور تاریکی کا باہم مقابلہ کروں۔ اور ان میں سے بہتر کو
اختیار کروں۔ میں نے صداقت کو مد نظر رکھکر اور خالی از تعصب ہو

COMPARITIVE STUDY کر مذاہب مختلف کی آپس میں مقابلۃً مطالعہ

شروع کی۔ ایک طرف قرآن ہے۔ تو دوسری طرف بائیبل ایک طرف بدھ ازم کی کتابیں ہیں۔ تو دوسری طرف ویدک لٹریچر میں نے قرآن اور اسلام کو سب سے نچلے درجے میں پایا بائیبل اور عیسائیت کو اس سے اوپر کئی درجے اوپر اور بہتر پایا۔ میں عیسائیت کو قبول کر لیتا۔ اگر عیسائیت کی دو تثلیثیں معہ چند دیگر واہیات کو میرے راستے میں روک نہ بنتیں۔ ایک پہلی تثلیث عام۔ دوسری تثلیث مادیت۔ گوشت خوری اور شراب خوری کی۔ اس سے آگے میں شاید بدھ ازم کو اختیار کرتا۔ اگر مجھے بدھ ازم سے زیادہ چمکتا ہوا لال بدھ ازم کا منبع و مخرج وید ازم نہ مل گیا ہوتا۔ پس میرے بیقرار دل نے مجھے مجبور کیا۔ کہ ہر ایک قسم کے خوف و خطر کو برطرف کر کے ہر ایک قسم کے طعن و تشنیع کو نظر انداز کر کے اس دھرم کے جھنڈے کے نیچے آ جاؤں۔ اُس سوسائٹی کا ممبر بن جاؤں۔ کہ جس کے PULPIT پر میں آج کھڑا ہونے کا فخر کرتا ہوں مجھے یہ فخر نصیب نہ ہوتا۔ اگر آریہ سماج زندہ اور جاگتی صداقت پر مبنی اور صداقت کی۔ دلدادہ سوسائٹی ہو کر صداقت کے اصولوں کا بغیر روک ٹوک کے پرچار کرنے والی اور کسی قسم کی مخالفت کا اندیشہ دل میں لا کر نہ ڈر جانے والی سوسائٹی نہ ہوتی۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ آریہ سماج کی ہمت پر آفرین ہے۔ وید کی مقدس تعلیم نے ہندوستان میں ایسی سوسائٹی اور ایسے اشخاص پیدا کر دئے ہیں۔ کہ جو بخوبی سمجھتے ہیں۔ کہ صداقت ایک ہی ہے آج سے پچاس برس پہلے ایک جنم کے مسلمان شخص کے قدموں سے شائد یہ مندر اور PULPIT اپوتر ہو گیا ہوا سمجھا جاتا۔ مگر آج

وہ حالت نہیں ہے۔ وید کی تعلیم نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ جیسے ایک
سداچاری جنم کا برہمن وید منتروں اور ان کی صداقت کو پبلک کے سامنے
پرکاش کرنے کا ادہیکاری ہے۔ ویسے ہی ایک سداچاری جنم کا مسلمان
بھی اسی منار میں اور پلیٹ پر کھڑا ہو کر وید کی صداقت کو حاصل کر کے
کتنے ہی وید کے عاشقوں کے کانوں تک اپنی آواز پونچا سکتا ہے۔
بیشک وید کی مقدس تعلیم کا سورج جوں جوں سمت الراس کی
طرف آتا جائیگا۔ توں توں جہالت اور تاریکی دور ہوتی جاویگی
اور بے شمار انسان جو تنگ ڈنڈیوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ اس
روشنی کے ہونے سے ایک شہراہ کو اختیار کریں گے۔ پس
میں آج اپنی اسلامی تنگ ڈنڈی کو چھوڑ کر ویدک دھرم کے
شاہ راہ پر قدم رکھتا ہوں۔ مگر بیشتر اس کے کہ میں بیٹھ
جاؤں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حاضرین کے سامنے چند
وجوہات درباره تعلیم قرآن بیان کروں۔ کہ جن کے سبب مینے
"قرآنی اسلام کو اپنے دل اور دماغ کے ناموافق پاکر ترک
کیا۔ مینے عرصہ دراز تک قرآن کی چھان بین کی۔ مگر مجھے
موتیوں اور جواہرات کی بجائے پتھر اور کنکر ہی ملے۔ میں کہہ سکتا
ہوں۔ کہ روحانیت کا پیاسا جو قرآن کی سرابی جھلک کے
پیچھے بھاگتا ہے۔ وہ باد سموم کے ان جھونکوں سے جو
عرب کے ریگستان کی طرح عربی قرآن میں چل رہے
ہیں۔ اپنے روح کو نقصان پونچا لیتا ہے۔ گو اس سے
بے خبر ہی کیوں نہ رہے۔ کیونکہ مکمل روحانیت قرآن
سے قطبی ستارے اور زمین کے باہمی فاصلے سے

کچھ کم دور نہیں ہے۔ اگر میں قرآن سے روحانیت ڈھونڈنی چاہوں
تو شاید میرا یہ کام اندرائن کی بیل سے شیریں خربوزوں اور نیم کے
درخت سے میٹھے آموں کی تمنا رکھنے سے کچھ کم بیہودہ نہیں ہوگا۔ میں
نے اپنے تجربے سے قرآن اور روحانیت کو دو متضاد سمتوں میں چلتے
دیکھا۔ پہلے کی رفتار جنوب کی طرف اور دوسرے کی شمال کی طرف۔
اور در حقیقت جس تعلیم کو پاکر محمود جیسا شخص امین امنند
اور اورنگ زیب جیسا محی الدین یعنے زندہ کن دین اسلام بن
گئے۔ وہ تعلیم روحانیت کو بائیں کان سے پکڑ کر خانہ دل سے بدر
کر دیتی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ قرآن خدا کو نور آسمان و زمین
بناتا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اس نور پر جو ہزارہا سیاہی کے لوٹے
بھر بھر کر ڈالے گئے ہیں۔ اُن سے خدا کا نورانی چہرہ توے سے بھی زیادہ
سیاہ کر دیا گیا ہے۔ دنیا کی پیدائش کے بارے میں جو تعلیم ہے اُس
نے بائیبل کی گپوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ قرآن میں جو قیامت کا نقشہ
جمایا گیا ہے۔ وہ بالکل نرالے ڈھنگ کا ہے۔ بہشت کے شراب و
کباب حور و غلمان۔ سونے چاندی کے زیورات سے خدا پرستی و پرہیزگار
اور پڑھے لکھے آدمی کو بچا دے معصوم جانوروں کی ہلاکت کر جن
کے خون سے خدا کی خوشنودی۔ اور بہشت کی تحصیل سمجھی جاتی ہے
سوا طالبان بہشت کے پتھر دل کو بھی لرزہ دینے والی ہے۔ خلاف قانون
قدرت قصے کہانیوں اور ڈھکوسلوں نے قرآن کو ایک معمولی سند کتاب کے درجے
سے بھی نیچے گرا دیا ہے۔ مردمان غیر از اسلام کو کافر اور مشرک گردان کر ان کو ناپاک
سمجھنے اور اُن سے دور رہنے کی تعلیم نے صلح کل کے اصول کی جڑ بیخ ہی جو ل تمسخر
بھی لگا دی ہے۔ عورت کو محض کھیتی اور ملکیت سمجھنے کے اصول نے بیچ

خاوند اور بیوی بننے کے آقا اور غلام کا باہمی رشتہ بھی ملت کر دیا ہے۔ میں
اجرات سے کہتا ہوں۔ کہ قرآنی تعلیم نے قرآن کو الہامی مرتبے سے گرا کر
ایک مہذب شخص کی معمولی کتاب سے بھی نیچے گرا دیا ہے۔ اور قرآنی قلعہ کو
قرآنی بارود نے ہی اڑا دیا ہے آجکل کے اکثر نئی روشنی سے بہرہ ور
حامیان اسلام اس قلعے کو بچانے کے لئے اپنے تمام زور سے کوشش کر رہے
ہیں۔ اور اسپر نئے سے نئے کھول چڑھا رہے ہیں۔ مگر سائینس کے گولوں
کے سامنے بودے قلعے دھڑام دھڑام گر رہے ہیں۔ حاضرین قرآنی
تعلیم کیوں قابل اعتراض ہے۔ اسکے لئے میں چند باتیں آپکے سامنے پیش کرتا ہوں
اول خدا کے بارے میں قرآن کی تعلیم بہت ہی بھدی اور سخت قابل اعتراض ہے
خدا کو ایک مطلق العنان بادشاہ تصور کرکے اسمیں منجملہ چند صفات حسنہ کے
وہ تمام صفات ضمیمہ بھی بھری ہوئی دکھائی گئی ہیں۔ جو کسی ادنے
سے آدمی میں پائی جاتی ہوں۔ میں یہانپر بطور نمونہ چند باتیں درج کرتا ہوں

(۱) قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا بڑا مکار اور فریبی ہے۔ دیکھئے۔ وَمَکَرُو
وَمَکَرَ اللّٰہُ۔ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ
ترجمہ کر کیا کافروں نے اور مکر کیا خدا نے۔ اور
خدا بہتر ہے مکر کرنیوالوں میں سے تس۔ آل عمران
آیت ۴۵ اور اسیطرح سیپارہ ۹ سورۃ انفال
آیت ۳۰۔ اور پھر سیپارہ ۳۰ سورۃ الطارق آیت
۱۵ و ۱۶۔ اور چند دیگر مقامات میں بھی خدا کو مکاروں
کا مکار۔ اور فریبیوں کا فریبی لکھا گیا ہے۔
بعض مفسروں نے جب دیکھا۔ کہ یہ خدا
پر الزام لگتا ہے۔ تو انہوں نے مکر اللہ کے

معنے۔ "خدا نے ان لوگوں کو مکر کی خوب سزا دی" کر دیئے۔ مگر یہ سراسر غلط ہے سزا اور جزا کے معنے مَکَرَ اللّٰہ میں سے مطلق نہیں نکلتے۔ اگر گرامر کے لحاظ سے بھی دیکھا جاوے۔ تو بھی مَکَرَ اللّٰہ کے معنے سزا کے نہیں ہو سکتے۔ مَکَرَ ماضی مطلق ہے۔ اس کی گردان یوں ہوگی + ترجمہ

	واحد	تثنیہ	جمع	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر غائب	مَکَرَ	مَکَرَا	مَکَرُوْا	اُس ایک آدمی نے فریب کیا	اُن آدمیوں نے فریب کیا	اُن بہت آدمیوں نے فریب کیا
مونث غائب	مَکَرَتْ	مَکَرَتَا	مَکَرْنَ	اس ایک عورت نے فریب کیا	ان دو عورتوں نے فریب کیا	ان بہت عورتوں نے فریب کیا
مذکر مخاطب	مَکَرْتَ	مَکَرْتُمَا	مَکَرْتُمْ	تم نے فریب کیا	تم دونوں نے فریب کیا	تم سب نے فریب کیا
مونث مخاطب	مَکَرْتِ	مَکَرْتُمَا	مَکَرْتُنَّ	تو نے (عورت) فریب کیا	تم دو عورتوں نے فریب کیا	تم سب عورتوں نے فریب کیا
متکلم مذکر و مونث	مَکَرْتُ		مَکَرْنَا	میں نے فریب کیا		ہم نے فریب کیا

کیا اگر مکر کے معنے صیغہ جمع غائب مذکر میں "ان لوگوں نے فریب کیا" ہوئے تو صیغہ واحد مذکر میں "اُس آدمی نے ان لوگوں کو مکر کی خوب سزا دی" ہو نگے ہرگز نہیں۔ ہاں اگر ہم مکر کے معنے فریب کی سزا دینے کے لیں۔ تو پھر ہمیں جمع غائب میں بھی وہی لینے پڑھینگے۔ یعنے ان آدمیوں نے خوب فریب کی سزا دی۔ اور خدا نے بھی اُنکو خوب فریب کی سزا دی"۔ جو بالکل بیجا اور خلاف قیاس ہیں۔ کیونکہ اس سے یہ پتہ نہیں لگ سکتا۔ کہ اون آدمیوں نے کس کو فریب کی سزا دی۔ آیا پیغمبر نے پہلے اون سے فریب کیا تو انہوں نے فریب کی سزا دی۔ یا کیا حاصل کلام مَکَرَ کے معنے فریب کی سزا دینے کے مطلق نہیں ہو سکتے۔ مفسر صاحبان خواہ مخواہ معنے غلط کر رہے ہیں۔ اسی طرح اور بھی کتنے ہی الفاظ ہیں۔ کہ جہاں معنے غلط کئے ہیں۔ محض اسلئے کہ خدا پر جو مکار۔ فریبی۔ مخولیا۔ لڑاکا وغیرہ کے

الزام لگائے گئے ہیں۔ وہ دھل جائیں۔ مگر غلط معنے کرنیسے الزام نہیں دھل سکا کرتا۔ تفسیریں چنداں قابل اعتبار نہیں ہیں۔ اُن کے تواریخی واقعات کو کسقدر سچ مانا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس بارے میں بھی مفسروں نے اکثر مقامات پر سخت غلطیاں کی ہیں۔ چونکہ میرا مقصد یہاں پر قرآن کی کوئی نئی تفسیر بنا کر آپ صاحبان کو دکھانا نہیں ہے۔ لہذا میں ہر ایک امر پر مفصل بحث سے تضیع اوقات نہیں کرنا چاہتا۔ آئندہ باتوں میں میں محض حوالہ قرآنی پیش کرنا ہی مناسب سمجھونگا۔ اگر کسی کو شبہ ہو وہ قرآن سے دیکھ سکتا ہے +

۲۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا فریب کرتا ہے۔ اور دھوکہ بازی کرتا ہے۔ کسی بھلے مانس آدمی پر جو سچ مچ فریبی نہ ہو۔ یہ الزام لگایا جاوے تو وہ گلے پڑ جائیگا۔ اور عدالت تک پہنچیگا۔ مگر خدا پر فریب بازی کا الزام لگانا کسی بڑے ہی من چلے آدمی کا کام ہو سکتا ہے۔ افسوس میں اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا +

۳۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا روحانی بیماروں کی روحانی بیماری کو دیدہ دانستہ زیادہ کرتا ہے۔ اور پھر اوپر سے عذاب بھی دیتا ہے یہ بیحد پرلے درجے کے بےرحمی اور ظلم ہے۔ کوئی عقلمند پڑھا لکھا خدا کو ایسا ظالم اور بےرحم قرار نہیں دے سکتا +

۴۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا بڑا لڑاکا ہے۔ بھلا جب خدا ہی لڑاکا ہو گیا۔ تو پھر زمین پر صلح اور امن کون قائم کر سکتا ہے۔ لڑاکا شخص خدا

کو بھی لڑاکا کہہ سکتے ہے۔ مگر وہ جو لڑائی سے نفرت کرتا ہے۔ وہ خدا پر
ایسا خوفناک دھبہ نہیں لگا سکتا۔ کاش قرآن میں خدا کو ان باتوں سے یاد نہ کیا جاتا
مجھے والی افسوس ہے۔ کہ میں قرآن کی اس تعلیم کو نہیں مان سکتا ✤

۵۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا لوگوں میں دشمنی ڈالدیتا ہے۔ اور قیامت
کے دن تک باہمی کینہ پھیلا دیتا ہے۔ طالب حق اور عاشق خدا کے لئے
اس سے بڑھکر مکروہ تعلیم کیا ہو سکتی ہے۔ کہ جس خدا کو وہ اپنا مقصد
زندگی اور پریم پیا سمجھتا ہے۔ اس پر ایسے قبیح اور مذموم دھبے لگائے جاویں
اگر فتنہ پرداز اور کینہ انداز شخص خدا کو بھی فتنہ پرداز اور کینہ پرداز تصور
کریں۔ تو ممکن ہے۔ مگر عاشق خدا خدا کی پاک ذات پر ایسا مکروہ
اور ناپاک حملہ نہیں کر سکتا ✤

۶۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ خدا منصف ہے۔ مگر توبہ قبول کرلیتا ہے
اور گناہ معاف کر دیتا ہے۔ بھلا انصاف اور معافی کا میل کہاں۔ جہاں
معافی آئی۔ انصاف اُڑ گیا۔ دنیا کا مطلق العنان بادشاہ جسکو چاہے چھوڑ
دے۔ جسکو چاہے قتل کر دے۔ مگر اس سے وہ عادل اور منصف نہیں
ہو سکتا۔ خدا کے بارے میں یہ تعلیم سخت قابل اعتراض ہے ✤

۷۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا غفار ہے مگر قرآن کو پڑھتے جاؤ
اور دوزخیوں کی آہ وزاری پر خیال کرو۔ کہ کسطرح سے چلا رہے ہیں معافی
مانگ رہے ہیں۔ توبہ کر رہے ہیں۔ مگر خدا کے کان بہرے ہو گئے ہیں۔ کچھ
نہیں سنتا۔ کیا خدا کی غفاری اگر وہ کوئی چیز ہے۔ تو قیامت کے

دن اڑ جائینگی - اور خدا سنگ دل ہو جائیگا - آے آنکھ تو خون کے آنسو بہا - کہ قرآن میں خدا کے بارے میں تعلیم کیسی بھدی ہے +

۸- قرآن کی تعلیم ہے - کہ خدا بدی کو ناپسند کرتا ہے - مگر کتنی شرم کی بات ہے - کہ اسکو بدی کا پیدا کرنیوالا مانا گیا ہے - نادان لوگ تقدیر اور تدبیر اور آزمائیش وغیرہ کا ڈھکوسلا بیچ میں لاکر خدا کو اس الزام سے پاک کرنا چاہتے ہیں - مگر لا حاصل جبتک قرآن کا وجود ہے - قرآنی خدا ان الزاموں سے بری نہیں ہو سکتا +

۹- قرآن کی تعلیم ہے - کہ جو کچھہ ہوتا ہے - خدا کے حکم سے ہوتا ہے تو پھر زناکاروں کی زناکاری - شراب نوشی - ڈاکہ - چوری - قتل - خون لوٹ مار - وغیرہ تمام کام بھی خدا کے حکم سے ہی ہوئے - شیطان بیچارے کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے - افسوس خدا کو نادان لوگوں نے کیا تماشہ بنا دیا ❊

۱۰- قرآن کی تعلیم ہے - کہ خدا لوگوں کی ہدائیت کیلئے نبی بھیجتا ہے مگر جگہ - جگہ قرآن میں دیکھو گے - کہ خدا ہی لوگوں کو صریحاً گمراہ کر رہا ہے وہ آپ ہی اسبات کا معترف گردانا گیا ہے "ہاں ہم گمراہ کرتے ہیں - اور جسکو ہم گمراہ کرتے ہیں - اسکو کوئی راہ نہیں دکھا سکتا" بھلا پھر پیغمبروں کی جان کھپانے کی کیا ضرورت - اور کتابوں کی بھر مار کی کیا حاجت اور شیطانوں کو ملزم گرداننے کی کیوں نوبت آئی +

۱۱- قرآن کی تعلیم ہے - کہ خدا پاکیزگی کو پسند کرتا ہے - مگر قرآن کو

بغور پڑھنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ خدا نے دلکو پاک کرنا چاہا۔ بلکہ ناپاکی کو اور بھی زیادہ کردیا۔ اور گمراہی بڑھادی بچوں کا سا کھیل ہے۔ ایک بے بنیاد باتکو قائم رکھنے کیلئے بہت کچھہ گھڑنت کرنا پڑا۔ مگر فضول +

۱۲۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا تمام عیوب سے پاک ہے۔ مگر دیکھئے شیطان کو بہکانیوالا۔ اور گمراہ کرنیوالا خدا ہی ہے۔ ہم شیطانی ڈھکوسلے سے فرض کرسکتے ہیں۔ کہ شیطان لوگوں بہکاتا ہے۔ مگر شیطان کا گمراہ کنندہ خدا ہے۔ شیطان نے خود خدا کے منہ پر کہہ دیا۔ کہ اے خدا جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا۔ میں بھی اسیطرح تیرے لوگوں کو گمراہ کرونگا۔ خدا شیطان کی اسبات کو سنکر محض دوزخ کی دھمکی دیکر خاموش ہورہا۔ اور اسنے اف تک نہ کی۔ اور یہ نہ کہہ سکا۔ کہ اے شیطان مینے تمکو گمراہ نہیں کیا۔ کہتا تو تب جب اُسنے گمراہ نہ کیا ہوتا۔ افسوس خدا کو کتنا پاؤں کے نیچے روندا گیا ہے۔ گویا شیطان کا شیطان بنا دیا گیا ہے۔ اے دل تو رو۔ اور اپنے بھائیوں کے لئے آنسو بہا +

۱۳۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا ہنسی مخول کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہی خدا مسخرا۔ مخولیا۔ اور ٹھٹھول گردانا گیا ہے۔ خدا کو بھنگڑ اپنے کا بھنگڑہ بنادیا۔ جہاں بھنگی بھنگ پی کر ایکدوسرے کو مخول کرتے ہیں وہاں خدا بھی بیچ آکودتا ہے۔ اور ویسا ہی بھنگڑپن شروع کردیتا ہے یہ کتنی شرمناک بات ہے۔ کہ خدا مسخرا۔ اور ٹھٹھول کہا جاوے۔ خدا پر ایسے الزام وہ شخص لگا سکتا ہے جو یا تو منکر از خدا ہو۔ یا جسنے خدا کی ہستی کو مطلق نہ پہچانا ہو۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں اپنے دماغ کو ایسا روکی کہاں

بنالوں۔ کہ اس تعلیم کو ماننے لگ جاؤں۔ کہاں سے میں اپنے اوپر تعصب
کی سیاہ چادریں اوڑھ لوں کہ خدا مسخر النظر آنے لگ جاوے۔ افسوس

۱۴۔ **قرآن کی تعلیم ہے** ۔ کہ خدا قسم کھانیکو اچھا نہیں سمجھتا۔ مگر قرآن
کی ورق گردانی کرو۔ دیکھوگے کہ ایک کم اعتبار اور جھوٹے شخص کیطرح کہ جسکی
بات کا کوئی بھروسہ نہیں کرتا۔ اور لاچار قسم کھانے پر مجبور رہوتا ہے۔
خدا گھوڑوں۔ اونٹوں۔ درختوں۔ پہاڑوں۔ کتابوں۔ ہواؤں۔
سورج۔ چاند۔ ستاروں وغیرہ کی پے در پے قسمیں کھارہا ہے۔ گویا اسکی
بات کا کوئی اعتبار نہیں کرتا ہے۔ لہذا قسم کھانے پر مجبور ہوتا ہے۔ دیگر قسم
اس چیز کی کھائی جاتی ہے۔ جسکو قسم کھانیوالا اپنے سے بزرگ۔ قابل
تعظیم اور قابل پرستش سمجھتا ہے۔ کیا گھوڑے۔ اونٹ۔ پہاڑ۔ پتھر
وغیرہ کو اپنے سے بزرگ سمجھکر ان کی قسم کھاتا ہے۔ یا کچھ اور بھید ہے۔
آجکل اگر کوئی شخص اپنے بیان کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے لیئے
عدالت میں یا پنچایت میں اپنے گھوڑے یا اونٹ یا پہاڑ کی قسم کھاوے
تو اُسپر ہنسی اُڑائی جاتی ہے۔ معلوم نہیں۔ عربی خدا نے عربوں کی
کیوں تقلید کی۔ اور جن چیزوں کی عرب لوگ قسم کھاتے تھے۔ اُن کی
قسم کیوں کھائی۔ ہندوستان کے آم۔ آڑو۔ آلوچے۔ گنگا جمنا۔ اور
ہمالیہ کی قسم کیوں نہ کھائی۔ یہ صحف رستے بچوں کو سلانے کیلئے لوری
ہے۔ اور خدا کا نام بدنام۔ میں سوائے اسکے کہ اپنے بھائیوں کے لیے
آنسو بہاؤں۔ اور کیا کرسکتا ہوں ؛

۱۵۔ **قرآن کی تعلیم ہے** ۔ کہ خدا کُن کہنے سے سب کچھ کرسکتا ہے۔ مگر کیا
وہ پاگل ہوگیا تھا۔ یا اپنی کُن کی طاقت کو بھول گیا تھا۔ کہ خواہ مخواہ زمین و

آسمان بنانے میں چھ دن لگا دیئے۔ کیوں نہ کن ہی کہہ دیا۔ یا کیوں نہ تین دن میں ہی سب کچھ بنا دیا +

۱۶۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا قدوس ہے۔ مگر قرآن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکی روح ایک عورت کے رحم بھی جا سکتی ہے۔ اور خون حیض کھا سکتی ہے۔ اور نو مہینے غلاظت میں پڑی رہکر برسوں تک انسانی جامہ میں مقید ہو کر بذریعہ پھانسی نجات پا سکتی ہے۔ مجھے دلی افسوس ہے۔ کہ قرآن نے بائیبل کی تقلید کی +

۱۷۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا زمین اور آسمان پر کرسی نشین ہے گویا سب جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اور اسکا کوئی خاص مقام نہیں ہے۔ مگر آسمان کے اوپر عرش کا آٹھ فرشتوں کے سر پر اٹھائے کھڑے ہونا جبرائیل کا خدا کی طرف سے نازل ہونا حضرت عیسے کا آسمانوں پر اڑ جانا۔ پیغمبر عربی کا براق سوار ہو کر آسمانوں کی سیر اور خدا سے بات چیت کر آنا شیطانوں کا آسمانوں پر جا کر چھپ چھپا کر خدا اور فرشتوں کی بات چیت کا سننا اور ان پر ستارے توڑ کر مارے جانا وغیرہ وغیرہ کیا اس قسم کے ڈھکوسلے ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہو سکے۔ کہ خدا زمین پر بھی ہے۔ اگر زمین پر بھی ہوتا۔ تو پھر مذکورہ بالا ڈھکوسلوں کی کیا ضرورت تھی۔ روتے ہوئے بچے کو بہلانیکے لئے یہ کہانیاں مفید ہو سکتی ہیں۔ مگر طالب خدا ان کو خدا کی ہتک اور توہین خیال کرتا ہے۔ پس میں اپنے بھائیوں کے لئے دلی گداز سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ حقیقت شناس ہو سکیں +

۱۸۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا مشرکوں سے بیزار ہے مشرک ناپاک ہیں۔ مگر خدا نے ہی سب سے پہلے شرک کی تعلیم فرشتوں کو دی۔ کہ آدم کو سجدہ کرو۔ اور جب ایک فرشتے نے شرک کرنے سے انکار کیا۔ تو

اسکو ملعون کر دیا۔ اب سزا کس کو ملے۔ شیطان کو یا خدا کو مشرک کون ہوا۔ خدا یا شیطان +

۱۹- **قرآن کی تعلیم ہے**۔ کہ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ بھلا خدا نے چند آدمیوں کی خاطر کہ جنہوں نے نوح کا کہنا نہ مانا۔ تمام دنیا کو کیوں ڈبو دیا۔ کیا انسانوں نے کیا گناہ کیا تھا۔ حیوانوں نے کیا قصور کیا تھا۔ کہ ان سب پر بھی غرق طوفان کیا۔ اور پھر شیخی بگھارنے لگا۔ کہ ہم نے طوفان نوح نازل کر کے سب کو غرقاب کر دیا۔ معصوم حیوانوں اور انسانوں کو غرق کر دینا ظالم کا کام نہیں ہے۔ تو اور کس کا ہے۔ اور ظالم کی جو سزا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اب خدا کو دوزخ میں ڈالا جاوے۔ یا جس نے خدا پر یہ من گھڑت الزام لگائے اسکو +

۲۰- **قرآن کی تعلیم ہے**۔ کہ خدا نے اکثر لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی اور کانوں میں پردے ڈالدیئے۔ تاکہ وہ اسکی بات کو نہ سمجھ سکیں۔ مگر پھر انکو سمجھانے کے لئے نبی بھیجنا سراسر حماقت ہے۔ اور جب اس نے خود ہی دلوں پر مہر لگا دی۔ تو عذاب ان کو کیوں چاہئیے۔ کہ خدا خود دوزخ میں پڑے۔ یا جو اس قسم کے فلاسفی بناتا ہو وہ۔ افسوس صد افسوس راہ ہدائیت کہاں !!

۲۱- **قرآن کی تعلیم ہے**۔ کہ خدا کے ہاں کسی کی سفارش منظور نہیں ہوتی۔ مگر پھر فوراً لکھدیا۔ کہ ہاں بعضوں کی سفارش خدا منظور کریگا۔ بھلا سفارش اور گناہ کا کیا تعلق۔ قرآنی خدا ایک مطلق العنان بادشاہ ہے۔ جس کے سامنے قیدی لائے جاتے ہیں۔ وزیر سفارش کر رہا ہے۔ کارکن دیگر امورات سلطنت سرانجام کر رہے ہیں۔ اور خاصہ اورنگ زیبی دربار لگا ہوا ہے۔ کاش میرے بھائیوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور اُن کو صداقت

نظر آوے - آمین +

مذکورہ بالا چند باتیں قرآنی خدا کے بارہ میں ہیں۔ جنکو پڑھکر قرآنی خدا
کا اندازہ لگ سکتا ہے۔ کہ وہ کیا بلا ہے۔ اور کس دماغ نے اس کو گھڑا
ہے۔ کیا خدا کے بارے میں ایسی تعلیم روحانیت کا خون نہیں کرتی۔ کہ
مکار فریبی۔ لڑاکے کینہ انداز۔ فتنہ پرداز۔ مسخرے۔ ٹھٹھول۔ ظالم بے انصاف
وغیرہ صفات سے موصوف خدا کی پرستش کر نیسے ہم میں مذکورہ بالا صفات
ذمیمہ نہیں آئینگی۔ اور کیا ہماری روح کا ان سے خون نہیں ہوگا۔ اس
اسکا خود ہی جواب دیں۔ خدا کے بارے میں جو یہ تعلیم ہے۔ وہ ان کے نام
پر سیاہی پھیر دیتی ہے۔ جو قرآن میں کہیں کہیں بطور صحرائی نخلستان کے
مذکور ہیں۔ اور قرآن صرف ہی نہیں۔ کہ ایک الہامی کتاب کے درجے سے
گر جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک معمولی کتاب سے بھی نیچے ہو جاتا ہے۔ اس کے
علاوہ دوسری بات جو قرآنی تعلیم میں قابل اعتراض ہے۔ وہ انسانی بائیبل کی
ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ بائبل سے کچھ ہوئے قصے
کہانیوں کا نام الہی کلام رکھدیا گیا ہے۔ مثلاً آدم کا قصہ جو بائبل میں درج
ہے۔ اسی کو کچھ ہیر پھیر کر کے قرآن میں داخل کر دیا گیا ہے۔ قرآنی بیان آدم
کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس کی کہانی سے بچہ بچہ واقف ہے۔ مخفی بات کو نظر
رکھنا کہ ایک الہی کلام کا دم بھرنیوالی کتاب میں ایسی ایسی لغویات کا ہونا کتنا سخت
قابل اعتراض ہے۔ میں چند باتیں یہاں بتاتا ہوں +

۲۲- قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور
اسمیں روح پھونکی۔ یعنے پہلے ایک مٹی کا پتلا بنایا گیا۔ اور پھر اسمیں جان ڈالی
گئی۔ وہ روح کہاں سے آ گئی۔ اگر ہم یہ کہیں کہ خدا نے اپنی روح اسمیں ڈالی
ماننا پڑیگا۔ کہ خدا میں بھی وہ صفات ذمیمہ موجود ہیں۔ جو اس کے ایک حصے روح میں ہیں

آدم میں آیا ہم موجود تھیں - اگر یہ کہیں کہ خدا نے نیستی سے روح پیدا کی - تو یہ بالکل لغو ہے - کیونکہ نیستی سے کوئی چیز پیدا نہیں ہو سکتی - نیستی نام ہی اُس چیز کا ہے - کہ جسکا کوئی وجود مفہوم نہیں ہو سکتا - بہر وجہ قرآن کا یہ مسئلہ میں تسلیم نہیں کر سکتا +

۲۳ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ خدا نے آدم سے اُسکی بیوی کو پیدا کیا مگر یہ صاف معلوم نہیں ہوتا - کہ آدم کی بیوی اس سے کیونکر پیدا کی گئی - آیا آدم میں عورتوں کی طرح بچہ دان یا رحم تھا - اور اگر رحم سے پیدا ہوئی - تو نطفہ کہاں سے آگیا - خدا کے ہاں سے نازل ہوا یا کسی فرشتے نے آدم کو حمل ٹھیرایا - اور کیا پھر ایک بیوی کو پیدا کر کے آدم کا بچہ دان گم ہو گیا - زیادہ اولاد آدم کے رحم سے کیوں نہ پیدا ہوئی - اس لحاظ سے کیا آدم کو ہم مذکر کہیں یا مونث اگر مذکر کہیں - تو اسکے پیٹ سے اسکی بیوی کیسے پیدا ہوئی اگر مونث کہیں تو پھر اسکو بیوی کی کیا ضرورت - اگر ہم یہ کہیں - کہ آدم کے بچہ دان تو نہیں تھا - بلکہ اسکی بیوی اسکی پسلی سے پیدا کی گئی تھی - یہ اور بھی ہنسی کی بات ہے - بھلا خدا کو آدم کی پسلی توڑنے کی کیا ضرورت پڑی تھی - کیا مٹی ختم ہو گئی تھی - یا خدا آدم کا پتلا بنا کر ہی تھک گیا تھا - یا دوسرا پتلا بنانا ہی بھول گیا تھا - جہاں ایک پتلا بنایا تھا - وہاں اس کی عورت کا پتلا بھی مٹی ہی تیار کر کے اسمیں بھی پھونک بھر دیتا - دوسری خدا کی کند ذہنی کی دلیل دیکھئے - کہ جب خدا نے بائیبل نازل کی تو وہاں آدم کی بیوی کا نام بتا دیا - مگر قرآن میں نام تبلانا بھی بھول گیا - شائد اسلئے کہ جہاں بائیبل سے اور بہت سی باتوں کا حل اہل قرآن کو ملجائیگا سو ہاں آدم کی بیوی کا نام بھی ملجائیگا - کاش میرے بھائیوں کو سچی روشنی ملے +

۲۴ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ خدا نے آدم کو معہ اسکی بیوی کے بہشت

میں رکھدیا۔ کہ خوب کھاؤ پیو۔ مگر اس درخت کے پاس مت جانا۔ گنہگار ہوجاؤ گے۔ ہمیں قرآن سے انار۔ انگور۔ زیتون کیلئے وغیرہ درختوں کے نام تو ملتے ہیں۔ مگر اس ممنوع درخت کا نام کہیں نہیں ملتا۔ اسکے لئے پھر ہمیں بائیبل تلاش کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ وہ قرآن کی نسبت زیادہ مستند اور زیادہ پہلے کی ہے۔ ممکن ہے۔ کہ جب خدا نے بائیبل نازل کی اسوقت وہ درخت موجود ہو۔ اور جب قرآن نازل کیا۔ تو اسوقت وہ بالکل مفقود ہو گیا ہو۔ یہانتک کہ اسکا نام بھی لوح محفوظ سے گھس کر مٹ گیا ہو۔ بیدار مغز شخص پوچھ سکتا ہے۔ کہ جب آدم اور اسکی بیوی بہشت کے مزے لے رہے تھے۔ تو اسوقت بہشت کی حوریں اور غلمان کہاں تھے۔ انکو آدم کے ساتھ نیچے کیوں نہ پھینکا۔ یا حوروں اور غلمان کی پیدائش ہی اسوقت ہوئی۔ جبکہ آدم کا قصہ تو تمام ہوچکا تھا۔ اور جبرائیل عرب کے ریگستانوں میں پر مارتا ہوا عربیوں کو حوروں کی خوشخبری دیکر لڑائی کے لئے جوش زن کر رہا تھا۔ میرے خیال میں حوریں محض قرآنی میوہ ہیں۔ قرآن کیساتھ انکی پیدائش ہوئی۔ اور قرآن کے ساتھ ہی وہ ختم ہوجائینگی۔ مگر افسوس کتنے میرے نادان بھائی ایسے ہیں۔ جو حوروں کے پیچھے مر رہے ہیں۔ بھائیو حوریں صرف خیالی پلاؤ ہیں۔ آپ صداقت اور حقیقت پسند بنیں۔

۲۵۔ قرآن کی تعلیم ہے ۔ کہ آدم ہمعہ اپنی بیوی کے بہشت سے نکالا گیا۔ اور زمین پر پھینکا گیا۔ وغیرہ وغیرہ جسکا نہ سر ہے نہ پیر۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا جمع کردیا گیا ہے۔ بائیبل کے پڑھنے سے۔ بابا آدم کا قصہ کم از کم ہمیں ایک مسلسل کہانی معلوم ہوتی ہے۔ مگر قرآن میں سلسلہ بھی ندارد ہے۔ بیسیوں دفعہ آدم کا قصہ شروع ہوا۔ مگر دو تین باتوں کو دہرانے کے سوا اور کچھ دماغ کے اندر سے نہیں نکل سکا۔ آخر انسانی دماغ انسانی دماغ ہی ہے۔ اتنی باتیں جو روز سنی جاتی ہیں۔ انمیں سے کس کس کو یاد رکھے۔ جو

یاد رہ گئی۔ وہ خواب میں نظر آ گئی۔ غرض بابا آدم اور اسکی بیوی کا حال
سچا ہے ایسے کہ ہم بائبل کے خلاصے میں سے ڈھونڈیں۔ خود بائبل میں بھی مطالعہ
کر سکتے ہیں جہاں زیادہ تر توضیح کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ زمانہ جہالت
بدل گیا۔ جبکہ اس قسم کی واہیات کہانیاں سنا کر لوگوں کو معتقد بنا لیا جاتا تھا۔
اب لوگ ایسے ڈھکوسلوں کو ماننے کیلئے تیار نہیں۔ خواہ ان بوسیدہ قصوں
پر روشنی کا ملمع بھی چڑھا دیا جائے۔ اسکے علاوہ وہ قیامت کے بارے میں
قرآنی تعلیم کو میں تسلیم نہیں کر سکتا۔ میرے کتنے ہی بھائی ہیں۔ جو آنکھیں بند
کر کے اسکو صحیح مانتے ہیں۔ مگر مجھے دلی افسوس ہے۔ کہ میں ان کیساتھ
مطابقت نہیں کر سکتا ۔

۴۳۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ ایک دن نرسنگا پھونکا جاویگا۔ تمام جاندار
مر جاوینگے۔ نہ معلوم یہ نرسنگا کس جگہ پھونکا جاویگا۔ اور اس کی آواز روئے
زمین پر کسطرح یک لخت پہونچیگی۔ اور تمام جاندار یک لخت کیونکر تباہ
ہو جاوینگے۔ اور یہ واقعات کب ہونگے۔ اور آیا پھر خدا ساری دنیا کا
خاتمہ کر کے بعضوں کو دائمی بہشت میں اور بعضوں کو ہمیشہ کیلئے دوزخ
کے عذاب میں گرفتار کر کے آپ ہمیشہ کے لئے بالکل بیکار ہو جائیگا۔ اور دنیا
کے مخصوصے آزاد ہو کر سو رہیگا۔ یا کیا کریگا۔ افسوس میں قیامت کے نرسنگے
وغیرہ کو قبول نہیں کر سکتا ۔

۴۴۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا فرشتوں کی قطار کے ساتھ میدان حشر
میں آئیگا اور اسکے تخت کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہونگے۔ بھلا اگر
خدا مجسم اور عرش مجسم اور محدود چیزیں نہیں تو پھر اس کے اٹھانے کے
لئے مجسم فرشتوں کا ہونا چہ معنے دارد۔ اور اگر کوئی کہے کہ فرشتے بھی مجسم
نہیں ہیں۔ تو جبرائیل میکائیل وغیرہ کے پر اور قامت کا بیان کرنیکی کیا ضرورت

تھی۔ مریم کے پاس انسان کی شکل میں فرشتہ بھیجنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔
قرآن کی تعلیم سے فرشتے مجسم ثابت ہوتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس خدا بھی جو عرش
پر بیٹھا ہوا حکم احکام جاری کر رہا ہے۔ اور کبھی کبھی آگ کی شکل میں
پہاڑوں اور میدانوں میں بھی اترتا ہے +

۲۹۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ مردے جاگ اٹھینگے یہ عجیب بات ہے۔
کہ گھاس پات کی طرح مردے زمین سے سر نکالینگے۔ بھلا جو جلا دیئے گئے۔ جنکی
راکھ دریاؤں میں بہادی گئی۔ جنکو شیر بھیڑیئے کھا گئے۔ وہ قبروں میں
سے کیونکر پیدا ہو جاوینگے۔ اکثر اہل اسلام جسموں کا زندہ ہونا نہیں
مانتے ہیں۔ مگر قرآن میں بارہا جگہ جسموں کے زندہ ہونے کی مثالیں دیکر سمجھایا
گیا ہے۔ کہ لوگ اس پر یقین کریں۔ کہ انکے جسم پھر زندہ کئے جاوینگے +

۳۰۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا ترازو لگا کر بیٹھیگا۔ اور لوگوں کے اعمال
نیک و بد تولیگا۔ اور بہشتیوں کو انکے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور دوزخیوں
کو بائیں ہاتھ میں دیگا۔ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ خدا کو دوکانداروں کیطرح
تکری بٹے کی کیا ضرورت پڑے گی۔ بھلا اعمال بھی کوئی مادی چیز ہیں۔ کہ
جنکو وزن کرلیا جاوے گا۔ اعمال کا وزن کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کوئی شخص
تکری بٹے کیساتھ اپنی وہمی خیالات کو تولنے لگ جاوے۔ جو سراسر نادانی
اور بیوقوفی کی حرکت ہے خدا اگر علیم کل ہے۔ تو فوراً سب کو بتلادے
کہ تمہارے اعمال یہ یہ ہیں۔ بیفائدہ رنج و تعصب کی کیا ضرورت ہے؟

۳۱۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ قیامت کے دن پہاڑ روئی کیطرح اڑتے
پھرینگے۔ کیا خوب اگر گپ بھی ماری جاوے تو ذرا وزندار بھلا ہمالیہ کا پہاڑ
جو کئی سو میل لمبا اور کتنے ہی میل چوڑا ہے۔ اڑ کر کہاں جاویگا۔
ادھر امریکہ اور یورپ کے پہاڑ روئی کیطرح اڑ کر کس آسمان میں پہنچینگے۔

۲۳۲- قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ قیامت کے دن چاند سورج کیساتھ جا ملے گا۔ مگر دیگر سیارے جو سورج اور چاند سے بھی بڑے ہیں۔ وہ کہاں جائینگے۔ اُن سیاروں کا کہیں خدا نے ذکر تک نہیں کیا۔ کیا اسلئے کہ عرب کے لوگ اسوقت ان کے نام سے امی تھے +

۲۳۳- قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ ستارے گر پڑینگے۔ بھلا وہ گر کر کہاں جائینگے۔ کیا زمین پر آ جائینگے۔ اگر ہاں تو زمین پر اتنے ستاروں کے لئے کہاں جگہ ہوگی۔ اور پھر جب خدا زمین کو بھی لپیٹ لے گا۔ تو ستارے کدھر بھاگینگے۔ میں اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا +

۲۳۴- قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ قیامت کے دن زمین باتیں کریگی۔ اور خدا کو اپنا سارا قصہ سنائیگی۔ معلوم نہیں۔ سورج اور چاند کیوں نہیں باتیں کرینگے ستارے کیوں خاموش رہینگے۔ یہ سب نادانوں کی باتیں ہیں۔ جنکو میں تسلیم نہیں کر سکتا +

۲۳۵- قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ قیامت کے دن خدا لوگوں کے منہ پر تو مہر لگا دیگا۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کان اور چمڑا وغیرہ بولیں گے۔ اور آدمی کے اعمال کو بتائینگے۔ آدمی انکی اس بیوفائی کو دیکھکر کہیگا۔ کہ تم میرے برخلاف گواہی کیوں دیتے ہو۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ کہ آدمی کے ہاتھ پاؤں وغیرہ زبان کا کام دینگے۔ میں اسکو مان نہیں سکتا +

مذکورہ بالا قیامت کے ڈھکو سلے چھوڑ کر بہشت کے بارے میں جو قرآن کی تعلیم ہے۔ وہ اور بھی مکروہ اور گھناونی ہے۔ سچ پوچھو۔ تو قرآنی تعلیم نے بہشت کو وہ خانہ خراب بنا دیا ہے۔ کہ جہاں جانا بھلے مانسوں کا کام تو ہرگز نہیں ہے۔ مگر کتنے ہی نادان لوگ بہشت کو ٹھیک جانکر رات دن اسکی تحصیل کیلئے دعا کرتے ہیں اور فرضیات سمجھکر اسکی اصلی حقیقت کو ہاتھ دئیے بیٹھے ہیں۔ قرآنی

بہشت کیا چیز ہے۔ اسکا کچھ نقشہ حاضرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

۱۳۱- قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ نیک کام کرو۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے بہشت میں جاؤ۔ جہاں غم کا نشان نہیں ہے۔ اول تو یہی بات قابل اعتراض ہے کہ انسان کبھی بھی ایک حالت پر رہنا پسند نہیں کر سکتا ہے۔ اگر اسکو دائمی خوشی میں ہی رکھدیا جاوے۔ تو وہ خوشی اسکے لئے اسطرح وبال جان ہو جائیگی جسطرح کہ بنی اسرائیل کیلئے من اور سلوی چیزیں ہو گئیں۔ جن کے بدلے انہوں نے خدا سے لسن۔ پیاز۔ موٹھ اور مونگ کی دال کی درخواست کی بہشتی لوگ جب بہشت کی نعمتیں کھاتے کھاتے تھک جاوینگے۔ تو انکو دوزخ کی تمنا کرنی پڑیگی۔ خاصکر جبکہ اس بہشت میں مفصلہ ذیل چیزیں ہونگی۔

۲۳۷- قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ بہشتیوں کو پینے کے لئے شراب اور کھانے کے لئے جانوروں کے کباب ملینگے۔ واہ شراب اور کباب کا کیا اچھا جوڑ کیا ہے۔ بھلا جانور جو ذبح کئے جاوینگے۔ انکا خون کہاں گریگا۔ اور اگر بغیر ذبح کئے کے ہی جانور بھون لئے جایا کرینگے۔ تو وہ حرام نہیں ہونگے۔؟ افسوس ہے۔ کہ میرے کتنے ہی بھائی محض شراب کے پیالوں اور جانوروں کے گوشت کی خاطر نماز روزے۔ حج زکوٰۃ وغیرہ کام کرنے کی تکالیف اٹھا رہے ہیں۔

۳۸- قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ بہشت میں ریشمی کپڑے پہننے کو ملینگے۔ حاضرین ریشم کے ساتھ آپکے سامنے فوراً ریشم کے کیڑوں۔ شہتوت کے درختوں کپڑا بننے کی کلوں کا نقشہ آسکتا ہے۔ اتنا سامان بہشت میں کہاں سے آئیگا۔ اور اتنے ریشمی کپڑے کون بنیگا۔ کیا خدا بنیگا۔ اگر نہیں تو پھر کیا بہشت میں بننے والے آدمی بنینگے۔ اگر ہاں۔ تو پھر وہاں بھی معمولی مزدوروں کی طرح مزدوری کرنی پڑیگی خصوصیت کیا ہوئی۔ افسوس ہے۔ میرے بھائی ریشمی کپڑوں کے قصے اور لالچ سے بنے ہوئے کپڑوں کے والیہ ہو کر کتنے دھوکے

میں پھنس رہے ہیں۔

۳۹۔ قرآن کی تعلیم ہے ۔ کہ بہشت میں دودھ اور شہد کی نہریں ہونگی۔ بھلا اگر دودھ اور شہد کی نہریں ہونگی۔ تو دودھ کے لئے بھینس وغیرہ اور شہد کے لئے مکھیوں کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ جو ایک معمولی بات ہے۔ مفسروں نے تو یہاں تک گپ ہانکی ہے۔ کہ جو شخص ایک دفعہ کوثر اور تسنیم کی نہر سے پانی پی لیگا۔ اسکو پھر کبھی پیاس نہیں لگیگی۔ اگر پیاس نہیں لگیگی تو پھر نہروں کے رکھنے کا کیا فائدہ۔ اگر یہہ کہا جاوے۔ کہ نہانے کے لئے تو کون عقلمند ہے۔ کہ جو شربت اور دودھ سے نہانا پسند کریگا۔ افسوس کی بات ہے۔ کہ نہروں کا پانی پینے کیلئے تشبیہ کی جاوے۔

۴۰۔ قرآن کی تعلیم ہے ۔ کہ بہشتیوں کو سونے اور چاندی کے کنگن پہنائے جاوینگے۔ بھلا یہ کوئی شائستگی اور تہذیب کی بات ہے۔ کہ عورتوں کا گہنا آدمی پہننے لگ جاویں۔ ذرا غور تو کیجئے۔ اگر ایک پڑھا لکھا۔ بی۔ اے ایم اے۔ یا کوئی مولوی صاحب ہی کنگنوں کی جوڑی پہن کر بازار میں پھرے تو اسکو کتنی شرم آئیگی۔ اور لوگ اسپر کتنا تمسخر کریں گے۔ کیا بہشت میں یہ شرم جاتی رہیگی۔ اور کیا ہمارے موجودہ زمانے کے بڑے بڑے ریفامر اور ملہم شخص جو زیور پہننے سے کتراتے ہیں۔ وہاں ہیجڑوں اور عورتوں کی طرح کنگن پہنکر پھرا کرینگے۔ کنگن بنانے کے لئے سونا۔ چاندی۔ سنار۔ کوئلے بھٹی وغیرہ کی بھی ضرورت پڑیگی۔ یا خدا خود بنا کر دیدیا کریگا۔ کتنے ہی میرے بھائی سونے چاندی کے کنگن پہننے کے لئے نمازیں روزے اور حج زکواۃ وغیرہ چیزیں کرتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے۔ کہ کنگنوں کی جوڑی پہننے مزدوری کی جاوے۔

۴۱۔ قرآن کی تعلیم ہے ۔ کہ بہشتیوں کو گوری۔ کنواری۔ ہم عمر

نوجوان سیاہ آنکھوں والی دوشیزہ عورتیں ملینگی۔ حاضرین جس مطلب کے لئے یہ ہونگی
وہ آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں۔ پر ہیچاری اس قسم کی اشلیل باتوں کو منہ پر
لانا بھی مہاں پاپ سمجھتا ہے۔ افسوس۔ افسوس۔ صد افسوس۔ بہتر
ہو کہ بہشت کی جگہ لاہور کا انارکلی بازار یا ڈبلے ہاؤس آدمیوں کو اس
سے نکالکر رکھدیا جاوے۔ شرم۔ شرم۔ نماز روزے۔ اور دیگر کام کس
طرف بہ رہے ہیں۔ اور کیا سودا خرید رہے ہیں۔ اگر میں اپنے بھائیوں کی
ایسی تعلیم پر چار چار آنسو بہاؤں۔ اور ان کو بہشت کے خراب خانے سے
بچانے کیلئے آہ و زاری کروں۔ تو یہ میرا عین فرض ہے۔

۲۴ ہم۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ بہشت والوں کو لڑکے بھی ملیں گے جو
بغیر داڑھی مونچھ کے نوجوان ہونگے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ لڑکوں کی
وہاں کیا ضرورت۔ لڑکے کن کو ملینگے۔ آدمیوں کو یا عورتوں کو؟ انصاف
تو یہی چاہتا ہے۔ کہ جب ایک ایک آدمی کو بہت سی حوریں مل گئیں۔
تو ایک ایک عورت کو بہت سے نوجوان لڑکے ملنے چاہئیں۔ مگر قرآن میں اسکا
ٹھیک حل نہیں ملتا۔ عقلمند اور منصف مزاج خود اسکا حل کر سکتے
ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا اسکو مذکورہ بالا بہشت سے بچائے۔

حاضرین میری دلی دعا کا ساتھ دیں۔ اور ایک قدم اور آگے چلئے میں
آپکو بتاؤنگا۔ کہ مذکورہ بالا بہشت کے علاوہ قرآن کی تعلیم انسان کو رحمدل
مطلق نہیں بنا سکتی۔ کیونکہ جہاں گوشت خوری اور قربانی موجود ہے۔ وہاں
رحمدلی مفقود ہے۔ اور اسلئے روحانیت معدوم۔ قرآن کی تعلیم میں سے کسی
چیز نے میرے نرم دل پر اتنا صدمہ نہیں لگایا۔ جتنا کہ گوشت خوری اور قربانی
کے مسئلے نے۔ اگر آپ میں کوئی شخص مجھ سے سوال کرے۔ کہ دنیا
میں روح کو دغا کرنیوالا سب سے بڑا گناہ یا مہاں پاپ کونسا ہے۔ تو میں

فوراً گھونٹگا۔ کہ گوشت خوری مہاں پاپ ہے۔ جو روح کی ترقی کے راستے میں سب سے بڑھکر روک بنتا ہے جبدل کے پاس ہی معدے میں گوشت کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ اور ہڈیوں کا رس بھرا ہوا ہے۔ وہاں روحانیت کہاں۔ گوشت کا ٹکڑا اندر گیا۔ اور روحانیت کا مادہ باہر ہوا۔ اگر کوئی شخص میرے پاس آکر یہ کہے کہ فلاں جگہ سوئی کے منہ میں سے ہاتھی گذر گیا۔ تو شائد میں اس کو سچ مان لوں۔ ہاں اگر کوئی آکر یہ کہے کہ فلاں جگہ ایک گوشت خور آدمی اولیا اللہ یا پیغمبر ہو کر روحانیت کو پا گیا۔ تو میں اسکو ہرگز تسلیم نہیں کرونگا۔ پتھر ہے وہ دل جو معصوم بکری کی بلبلاہٹ کو جو وہ ذبح ہونے کے وقت نکالتی ہے۔ سنکر پگھل نہیں جاتا۔ وہاں روحانیت کا بیج مطلق نہیں اُگ سکتا۔ میرا دل ردن سے بھر جاتا ہے۔ جبکہ میں ایک معصوم۔ بیزبان بکری کی آنسو بھری نگاہ کو قصائی کی چھری پر لگے ہوئے دیکھتا ہوں۔ جبکہ میں قصائی کو دونوں گھٹنے بکری کے تڑپتے ہوئے جسم پر رکھے ہوئے اور گلے پر چھری چلاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ کیا لوہے کی سلاخوں کو سبز پتے لگ سکتے ہیں۔ کیا قصائی اور گوشت خور شخص کا دل کبھی روحانیت کی سبزی سے سرسبز ہو سکتا ہے۔؟ نہیں ہرگز نہیں اگر کوئی گوشت خور روحانیت کا مدعی ہے۔ تو اسکو کہہ دینا چاہیئے۔ کہ خیال رہے۔ بغیر دیا کے روحانیت کو نہیں پا سکتے۔ "دیا" جسکو دھرم کا مول کہا گیا ہے۔ ہڈی چوسوں کے دل سے اتنی دور رہتی ہے۔ جتنی دور سورج زمین سے۔ سورج کی کرنیں زمین پر پڑ سکتی ہیں۔ مگر "دیا" کی کرن ہڈی چوس کے دل سے ہمیشہ دور رہتی ہے اس لئے ہڈی چوس کبھی دیاوان یا دھرم وان نہیں ہو سکتا۔ مجھے دلی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قرآن گوشت خوری اور قربانی کی تعلیم دیتا ہے۔ میرا دل روتا ہے جبکہ میں بکری کے گلے اور قصائی کی چھری کو بہشت کی تحصیل کیلئے قرآن کے ورقوں میں موجود پاتا ہوں۔

حاضرین دیکھئے۔
۴۳۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا کے نام پر قربانی کرو۔ قربانی کا گوشت
آپ کھاؤ دوسروں کو کھلاؤ۔ بعض مفسروں نے تو یہاں تک بھی بیان کیا ہے۔
کہ جو لوگ اس دنیا میں جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن
اُن کی گردن پر سوار ہو کر پُل صراط پر سے اسی طرح گذر جائینگے جسطرح بجلی
عید الضحٰے کے دن کسی مسجد میں جا کر خطبہ سنیئے "بھائیو۔ شکر کرو۔ کہ خدا نے تم
سے دنبہ بھیڑ بکری وغیرہ کی ہی قربانی لینی منظور کی ہے۔ اگر اسمٰعیل ذبح ہو
جاتا۔ تو آج ہر ایک اہل اسلام کو اپنا بڑا بیٹا ذبح کرنا پڑتا۔ وغیرہ وغیرہ طول و
طویل کہانی سنائی جاتی ہے۔ سننے والے لوگ بھی "شکر ہے" "شکر ہے" کہہ دیتے ہیں
مگر حاضرین غور کیجیے۔ کہ جانوروں کا خون بہانا کہاں۔ اور نجات کہاں۔ افسوس
صد افسوس۔ حیوانی نفسانی۔ اور جسمانی جذبات کے برسوں سے پالے ہوئے
بکرے اندر کی تمام روحانیت کی سبزی کو رات دن چر رہے ہوں۔ انکے گلے پر
تو چھری نہ پھیری جاوے۔ اور معصوم گھاس خور بھیڑ۔ بکری۔ گائے وغیرہ مفید
جانوروں کو ذبح کر کے ان جذبات کو اور بھی بڑھایا جاوے۔ کاش اے اہل اسلام
تم سچی قربانی کرسکو۔ بجائے بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ اونٹ۔ وغیرہ کا گلا کاٹنے کے تم اپنے اندر
کے موذی جذبات کا گلا کاٹ کر خدا کی درگاہ میں پیش کر کے رشیوں اور منیوں
کے مرتبے کو حاصل کرسکو!! جبکہ خدا گوشت پوست اور خون کو نہیں کھاتا
تو پھر خون کیوں بہاتے ہو۔ دل کی پرہیزگاری اسکے سامنے پیش کرو۔
۴۴۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ مردار۔ سؤر۔ اور خون حرام ہیں۔ حاضرین
جلسہ قیاس کیجئے۔ کہ مردار کسے کہتے ہیں۔ وہ جسمیں سے روح پرواز کر گئی ہو۔ وہ
لاٹھی مارنے سے ہو۔ یا چھری مارنے سے۔ وہ شیطان کا نام لینے سے کاٹا گیا ہو
یا رحمٰن کا نام لینے سے۔ مگر مردار وہ ہے۔ کہ جسمیں اب روح نہیں

ہے۔ کیا خدا اسکا نام لینے سے اگر ایک جانور ذبح کیا جاوے۔ تو وہ مردار یا خالی
از روح نہیں ہو جائیگا؟ پھر وہ حرام کیوں نہ ہوا۔ پھر کہئے۔ کہ خون حرام
ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر خون حرام ہے۔ تو پھر گوشت کیوں حلال
ہوگیا۔ وہ بھی سراسر حرام ہوا۔ کیونکہ وہ بھی تو خون سے ہی بنتا ہے
ذرا غور کیجئے۔ مادہ کے رحم میں نطفہ ماں کے خون سے پرورش پاتا ہے
اسکی تمام ہڈی۔ پسلی۔ گوشت پوست۔ خون کے ایک ایک قطرے سے
بنتا ہے۔ اور تمام جسم کی بالیدگی خون سے ہوتی ہے۔ ہڈی خون سے بنتی
ہے۔ پوست خون سے۔ گوشت خون سے۔ چربی خون سے اور بال
خون سے۔ یہ نہیں کہ خوراک میں ہڈی اور چربی وغیرہ علیحدہ علیحدہ جاتے
ہیں۔ پیٹ میں جا کر ہڈی۔ ہڈی کے ساتھ اور گوشت گوشت کے
ساتھ جا ملتا ہے۔ نہیں بلکہ پہلے خون بنتا ہے۔ پھر خون سے دیگر اعضا
بنتے ہیں۔ اگر خون حرام ہوگیا تو پھر گوشت اس سے بھی بڑھکر حرام ہوا
کیونکہ وہ خون کا منجمد ست ہے۔ مگر میرے بھائیوں کو یہہ بات کون سمجھائے
وہاں تو حضرت تعصب حسین کا خیمہ لگا ہوا ہے۔ مجال کیا کہ کوئی چون تک
کرے۔ پھر پوچھئے۔ کہ سور کیوں حرام ہے۔ کیا اسلئے کہ وہ گندگی کھاتا ہے
اگر یہی سبب ہے۔ تو مرغے مرغیاں اور بھیڑیں بھی حرام ہونی چاہئیں۔ جو گندگی
خور ہیں۔ یا کیا اسلئے کہ وہ شہوت پرست جانور ہے۔ اسکے گوشت سے
شہوت پرستی زیادہ ہوتی ہے۔ تو پھر مرغے اور بکروں سے بڑھکر شہوت پرست
کونسا جانور وہ بھی حرام ہونے چاہئیں۔ مجھے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ سور
کیوں حرام کیا جاوے۔ اور دیگر جانوروں کو کیوں حلال سمجھا جاوے۔
۴۵۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خون حرام ہے یہاں تک کہ اگر اسکا قطرہ
کپڑے پر لگ جاوے۔ تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ تو کیا منجمد خون یعنے گوشت کھانے

سے جسم اور روح دونوں ناپاک نہیں ہونگے - افسوس ہے - کہ جسم اور روح کو
کپڑے سے اونچے خیال کیا جاوے -

دہم - قرآن کی تعلیم ہے - بیت اللہ یعنے خانہ کعبہ میں جو حرمت کی جگہ
تسلیم کیا جاتا ہے - خون مت گراؤ - کیا خدا کا گھر جو کہ ایک کونے کی
چار دیواری تک ہی محدود ہے اور باقی تمام دنیا شیطان کا گھر ہے - کوئی
وجہ نہیں معلوم ہوتی - کہ اس گھر میں تو خون بہانا منع کیا جاوے - اور دیگر
جگہوں پر جائز سمجھا جاوے - اس سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے - کہ خدا محدود و مکانی
ہے - اور عرب کے ایک گوشہ میں اپنا گھر رکھتا ہے - افسوس ہے - لوگوں کی
عقل پر - جو ساری دنیا کو خدا کا گھر نہ سمجھ کر جانوروں کے خون سے اسکو ناپاک
کر رہے ہیں - وہ دن کب آئیگا - جبکہ بیکس اور معصوم لیلے اور بکری کے بچے کی
دردناک آواز جو وہ ذبح ہونے کے وقت نکالتا ہے - میرے بھائیوں کے دلوں کو
اسی طرح بے چین اور بیقرار کر دیگی - جیسا کہ ان کے ایک عزیز بچے کی بلبلاہٹ
جسکا گلا خدا نخواستہ کوئی چھری سے کاٹ رہا ہو -

یازدہم - قرآن کی تعلیم ہے - کہ احرام کے دنوں میں شکار کھیلنا اور کسی
جانور کا مارنا حرام ہے - احرام سے وہ دن مراد ہیں - جبکہ حاجی لوگ خدا کے
گھر کی زیارت کرنے کے لئے مصمم ارادہ کرتے ہیں - مگر کیا محض عربی مہینے کی خاص
تاریخ مقرر ہو سکتی ہے جبکہ انسان کو بالکل بے ایذا ہو جانا چاہیئے - اگر ہاں تو ماننا پڑیگا
کہ خدا بھی فصلی بٹیروں کی طرح ایک خاص موقع پر اپنے گھر میں حاضر ہوتا ہے - اور باقی
دن غائب رہتا ہے - مگر ایسا نہیں خدا ہر وقت اور ہر جگہ حاضر ناظر ہے - جو سچا حاجی
ہے - وہ ہمیشہ ہی بے ایذا زندگی بسر کرتا ہے - اور کبھی بھی جانوروں کا خون گرا کر
زمین کو ناپاک نہیں کرتا اور کبھی بھی معصوم جانوروں کا گلا کاٹ کر اپنے اندر سے
دیا کے بھاؤ کو جو دھرم کا مول یعنے جڑ ہے - نقصان نہیں پہنچاتا ۔

ہمیشہ ہی احرام میں رہتا ہے۔ اور اسی لیئے ایک عربی حاجی سے بڑھکر کہ جس کا
احرام چند دنوں کے لئے ہی ہوتا ہے۔ زیادہ عزت کا مستحق ہوتا ہے۔ کاش اہل اسلام
میں ایسے باندا حاجی پیدا ہوں۔ محض حاجی ہی پیدا نہ ہوں۔ بلکہ عقلمند اور
حقیقت شناس لوگ پیدا ہوں۔ جو مذکورہ بالا باتوں کو چھوڑنے کے علاوہ مفصلہ
ذیل خلاف قانون قدرت واقعات کو بھی بہ نظر امکان دیکھیں۔ اور ان
سے روگردانی کریں۔ حاضرین میں قرآنی تعلیم کی اُن باتوں میں سے چند باتیں
کہ جنپر مہذب اور عاقل لوگ ہنسی اڑاتے ہیں۔ آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(۱۴) قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی لاٹھی کو خدا نے
بڑا بھاری سانپ بنا دیا۔ جسکو دیکھکر فرعون جو ایک منکر از خدا بادشاہ تھا۔ ڈر گیا
اُس نے سمجھا کہ موسےٰ بڑا جادوگر ہے۔ تمام جادوگروں کو حاضر ہونے کا حکم
دیا۔ جادوگروں نے لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپ بنا دیئے۔ موسےٰ بھی یہ
تماشہ دیکھکر ڈر گیا۔ خدا نے اُسی وقت فرشتہ بھیجا۔ کہ مت ڈر تو جیت
جائیگا۔ اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دے۔ پس موسےٰ نے حسب ارشاد خداوند
قرآن اپنا ڈنڈا زمین پر دے مارا۔ پھر وہ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ۔
دیکھنے والوں کے دیکھتے ہی وہ ایک بھاری اژدہا بن گیا۔ اور فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا
يَأْفِكُوْنَ۔ جادوگروں کے ڈنڈوں اور رسیوں سے بنائے ہوئے تمام سانپوں
کو کھا گیا۔ مفسروں نے تو یہاں تک گپ ہانکی ہے کہ یہ تمام رسے اور ڈنڈے
چالیس گدھوں پر لاد کر تماشا گاہ میں لائے گئے تھے۔ اور کئی سو من
وزن میں تھے۔ موسےٰ کی لاٹھی نے کئی سو من رسیوں کو کھا کر ڈکار تک
بھی نہ لیا۔ اور جگالی تک نہ کی۔ کہا گیا ہے۔ کہ اور دیگر جو تماشبین
جمع تھے وہ اس عجیب الخلقت اژدہا کو دیکھکر ایسے بے تحاشا بھاگے۔ کہ
اس بھگڈر میں پچیس ہزار آدمی پاؤں کے نیچے روندے جا کر مارے گئے۔

موسے نے جب دیکھا۔ کہ یہ تو بڑا ظلم ہوا۔ اتنی خلق خدایوں ہی ماری گئی۔ تو انہوں نے فوراً سانپ کو پکڑ لیا۔ اور وہ ویسے کی ویسی ہی لاٹھی بن گئی۔ جائے تعجب ہے کہ اس لاٹھی کا وزن کئی سو من رسے اور ڈنڈے کھا کر بھی اتنا ہی رہا۔ جتنا کہ پہلے تھا۔ اور اسکا پیٹ ذرا بھی بڑا نہ ہوا۔ اور نہ ہی کہیں وہ خوراک نظر آئی۔ سچ ہے۔ کہ معجزہ ہو۔ تو ایسا ہی ہو۔ اور اسکو ماننے والے بھی ہوں۔ تو اہل قرآن ہی ہوں۔ جو پہلے قانون قدرت اور عقل سلیم کو پاگل خانے کے داروغہ کے ہاتھ گروی کر دیں۔ ایک انیسویں صدی کے ریفارمر اسلام نے قرآن کی ایسی لغویات پر قلعی تو چڑھائی مگر بیفائدہ ملمع سازی سے حقیقت کو نہیں چھپا سکتے۔ کاش میرے بھائیوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور اس قسم کی لغویات کو وہ دیکھ سکیں +

۴۹۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ موسے نے مذکورہ بالا لاٹھی مار کر سمندر کو پھاڑ دیا۔ اور اسمیں بارہ راستے بنگئے۔ موسے کا سارا لشکر ان میں سے گذر گیا۔ اور جب فرعون کا لشکر گذرنے لگا۔ تو سمندر مل گیا۔ اور وہ سارے ڈوب گئے۔ اور موسیٰ معہ بنی اسرائیل کے بچ نکلے۔ واہ کیا عجب لاٹھی تھی۔ جو موسے کے ساتھ تنہائی میں باتیں کرتی تھی۔ رات کو پہرہ دیتی تھی دن کو چھتری کا کام دیتی تھی۔ اور حسب خواہش چھوٹی بڑی ہو جاتی تھی۔ تب ہی تو اُس نے سمندر کو پھاڑ دیا۔ مگر معلوم نہیں کہ حضرت موسے کی وفات کے بعد وہ لاٹھی کہاں چلی گئی۔ فی الحقیقت ایسی چیز عجائب گھر میں رکھی جانی چاہیئے۔ افسوس ہے ایسے الہامی قصوں پر۔ اور افسوس ہے ایسے الہامی گپوں پر +

۵۰۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ حضرت موسے نے ڈنڈا مار کر پتھر میں سے

بارہ چشمے نکالدیئے۔ بنی اسرائیل نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اعلے او مانغ مفسر صاحبان تو اس گپ کو یہاں تک ہانکتے ہیں۔ کہ جب حضرت موسے خاص شہر بنامی بیتہ میں داخل ہوئے۔ تو راستے میں انکو ایک چھوٹا سا پتھر ملا۔ اُسنے حضرت موسے سے بات چیت کی۔ اور کہا کہ مجھے اٹھالے میں کسی مشکل کے وقت تیرے کام آؤنگا۔ چنانچہ حضرت موسے نے وہ پتھر اٹھا کر اپنے توبرے میں ڈال لیا۔ جب بنی اسرائیل نے پانی مانگا۔ تو خدا نے کہا۔ کہ وہ پتھر جو تیرے توبرے میں ہے۔ اُسکو نکال۔ اور لاٹھی سے مار۔ اس میں سے بارہ چشمے نکل آئینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پُران نے تو شوجی کے سر میں سے گنگا بہادی۔ مگر قرآن نے آپنے بڑے بھائی سے ذرا قدم آگے ہی مارا۔ اور پتھر میں سے بارہ چشمے نکالدیئے۔ افسوس ہے۔ دنیا کی جہالت پر۔

۵۱۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ جب بنی اسرائیل گمراہ ہو گئے۔ اور خدا کی باتوں کو بھول گئے۔ تو خدا نے پہاڑ اٹھالیا۔ اور اُن سے کہا۔ کہ یا تو میری باتوں کو مان لو۔ ورنہ ابھی پہاڑ تمہارے سر پر گرتا ہے۔ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ کہ خدا نے پہاڑ اُٹھانیکی تکلیف گوارا کی۔ قیاس چاہتا ہے۔ کہ پہاڑ اُٹھانے کی کہانی یا تو قرآن سے پران میں آئی۔ یا پُران سے قرآن میں گئی۔ کیونکہ مہاراجہ کرشن کا انگلی پر پہاڑ اُٹھانا بھی کچھ معنے رکھتا ہے۔ ہائے جہالت اور اندھیرا!

۵۲۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ حضرت سلیمان ایک دن میدان میں سے گذر رہے تھے۔ وہاں کی چیونٹیوں نے جب اُن کے لشکر کو آتے دیکھا۔ تو اُن میں سے ایک چیونٹی بولی کہ بھائیو اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ ایسا نہ ہو

سلیمان اور اُسکا لشکر تم کو پاؤں کے نیچے کچل ڈالیں۔ سلیمان اس بات کو سنکر بہت ہنسا۔ اور اُس نے خدا کا شکر کیا۔ کہ وہ چونٹیوں کی بات چیت کو بھی سن سکتے تھے۔ حاضرین ڈاروں جیسے شخصوں نے مکھیوں اور چونٹیوں کے پیچھے عمریں ضائع کر دیں۔ مگر وہ اونکی بولی کو نہ سمجھ سکے۔ افسوس ہے ایسی گھڑنت پر۔ روشن دماغ مفسروں نے یہانتک حاشیہ افزائی کی ہے۔ کہ اس چیونٹی کا قد بھیڑ کے برابر تھا۔ اور اسکا نام مندزہ تھا۔ اور سلیمان نے اسکی آواز تین میل کے فاصلہ سے سُن لی۔ اثنائے گفتگو میں سلیمان نے بی بی چیونٹی سے پوچھا کہ تیرا لشکر کتنا ہے۔ چیونٹی بولی کہ میرے پاس چار ہزار سپاہی۔ اور ہر ایک سپاہی کے ماتحت چالیس چالیس ہزار نقیب۔ اور ہر ایک نقیب کے ماتحت چالیس چالیس ہزار چیونٹیاں ہیں۔ غرض سلیمان اور بی بی چیونٹی کا بہت عجیب و غریب مکالمہ ہے۔ جو بچوں کے بہلانے کیلئے دلچسپ ہے۔ افسوس ہے۔ مفسروں کے دماغ پر اور انکی عقل پر کہ چیونٹیوں کے قصے کہانیوں کو من جانب اللہ کہکر الہام کا نام بدنام کرتے ہیں۔ اے خدا تو روشنی بھیج۔ اور میرے بھائیوں کو سیدھا رستہ دیکھا ٭

۵۳۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ حضرت سلیمان جانوروں کی بولی جانتے تھے۔ چنانچہ ہدہد یا چکی راہے کا جو قرآن میں قصہ دیا ہے۔ وہ عجیب ہے۔ ہدہد کی سلیمان کے ساتھ بات چیت۔ چکی راہے کا ملکہ کیطرف سے خط لیجانا۔ اور وہاں سے جواب لانا۔ ملکہ کا سلیمان کے پاس آنا۔ وغیرہ وغیرہ ایک عجیب فسانہ الہامی اور حکایت الہامی ہے۔ شائد اسی لئے لوگ ہدہد کو سلیمان کا بیٹا کہتے ہیں۔ مگر کیا آجکل وہ اپنی سلیمانی بولی بھول گیا ہے۔ افسوس ہے ایسی گپوں کیلئے جبرائیل کے پر تھکائے جاویں۔ اور جو لوگ ان کو منجانب اللہ

تصور نہ کریں۔ ان کو کافر کہا جاوے۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ زمانہ جاہلیت میں تو لوگ ان گھڑنت باتوں پر یقین کر لیتے تھے۔ مگر آجکل مہذب۔ تعلیم یافتہ بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے کی ڈگری پائے ہوئے سکولوں اور کالجوں میں چودہ پندرہ سال تک پڑھے ہوئے۔ عالی دماغ اکثر اہل اسلام بھی ان کا شکار ہو رہے ہیں +

---

۵۴ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ ہوا سلیمان کے حکم سے چلتی تھی۔ اور اُن کے تخت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتی تھی۔ ممکن ہے کہ کوئی اہل قرآن یہاں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ دیکھئے جناب قرآن تو سائینس کا گھر ہے۔ یورپ والوں نے تو اب بیلون بنایا ہے۔ مگر قرآن میں اس کا ذکر پہلے سے ہی موجود ہے۔ سلیمان بیلوں پر اُڑا کرتے تھے۔ شائد قرآن میں سے تار برقی بھی نکل آوے۔ مگر سلیمان کا ہوا کو حکم چلانا بہت ہی عجیب بات ہے۔ ہوا کیونکر اُن کے حکم کو سنتی ہو گی۔ اسی بات کو لیکر شائد ایک ظریف نے ہوا اور مچھروں کا مقدمہ سلیمان کی کچہری میں پیش شدہ بیان کیا ہے +

۵۵۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا کی وحی محض پیغمبروں کے پاس ہی نہیں آتی۔ بلکہ شہد کی مکھیوں کے پاس بھی آئی۔ چنانچہ مکھیوں کا شہد جمع کرنا۔ اور گھر بنانا اسی وحی کے مطابق ہے۔ کہ جس وحی کے مطابق قرآن ہے اس لحاظ سے تو پھر چڑیوں ابابیلوں۔ کوّوں۔ کبوتروں۔ کے گھونسلے بھی اسی وحی کے ذریعہ ہی بنتے ہیں۔ مگر جبرائیل کس کس کے پاس پہنچتا ہو گا اور دیگر کاریگر بھی تو پھر خدا کی وحی کے مطابق ہی تمام کام کرتے

ہو نگے۔ مگر جبرائیل کی شکل وہ کیوں نہیں دیکھ سکتے۔ اور کیوں نہیں وہ الہام کا دم بھرتے؟ اسلئے کہ وہ عقلمند ہیں +

۵۶۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ ابابیلوں نے کنکریاں مار کر ہاتھیوں اور آدمیوں کا کھلیاں کر دیا۔ اور تمام فوج کو غارت کر دیا۔ بیشک اگر گپ کچھ بھی وزن دار نہ ہو۔ تو وہ معجزہ نہیں سمجھی جا سکتی۔ کہاں ہاتھی اور کہاں ابابیل ایک کرم خور جانور۔ مفسر صاحبان نے اپنی روشن دماغی سے خوب کام لیا ہے کہتے ہیں۔ کہ ایک ایک ابابیل تین تین کنکریاں لئے ہوئے تھا۔ دو دونوں پنجوں میں اور ایک منقار میں۔ ہر ایک کنکری پر مقتول کا نام لکھا ہوا تھا اسی کے وہ لگتی تھی۔ دوسرے کے نہیں۔ یہانتک کہ جو شخص میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے۔ اُن کے نام کی کنکری اُنکے پیچھے گئی۔ اور جہاں انہوں نے قیام کیا۔ وہیں جا کر سر پر لگی۔ اور فنا کر دیئے۔ افسوس زمانہ جہالت کے اُگے ہوئے درخت تاہنوز سرسبز ہیں +

۵۷۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے منکر از خدا لوگوں کو معتقد بہ خدا بنانے کیلئے ایک خاص اونٹنی پیدا کی۔ نادان لوگ تو یہانتک گپ ہانکتے ہیں کہ وہ اونٹنی ایک پتھر میں سے پیدا ہوئی۔ اور پیدا ہوتے کے ساتھ ہی اس نے بچہ بھی دیدیا۔ پھر کافروں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ اور انپر عذاب نازل ہوا۔ مفسر صاحبان فرماتے ہیں کہ اونٹنی کا بچہ ڈر کر پہاڑ کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں تین دفعہ چلایا۔ اور پھر آسمان کیطرف اُڑ گیا۔ چنانچہ قیامت کے دن یہ اونٹنی معہ بچے کے بہشت میں چرے پھرے گی۔ افسوس ہے۔ ایسی جہالت پر۔ اور افسوس ہے ایسی گپوں پر۔

۵۸۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے بنی اسرائیل کو اُن کی گستاخی کے سبب بجلی سے ہلاک کر دیا۔ مفسر صاحبان کہتے ہیں۔ کہ حضرت موسےٰ صاحب اسباب کو دیکھکر رو پڑے۔ کہ لوگ مجھے کیا کہیں گے۔ چنانچہ خدا نے اُن سب کو پھر از سر نو زندہ کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کسی نے دوسری باتوں کیطرح یوں ہی گپ ہانک دی ہے۔ ورنہ بجلی کیساتھ ہلاک ہو جانا پھر زندہ ہو جانا چہ معنے دارد +

۵۹۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکلکر بھوکے مرنے لگے۔ تو خدا نے اُن پر مَن اور سلویٰ آسمان سے نازل کیا۔ مفسر صاحبان فرماتے ہیں۔ کہ سلویٰ ایک قسم کی چڑیاں ہوتی ہیں۔ جو گھاس آکر بیٹھتیں۔ اور پیچھے کرنے کے بعد خود بخود بھنکر نیچے گر پڑتین۔ انہیں نہ رگ ہوتی۔ نہ خون۔ نہ ہڈی۔ روشن دماغ مفسر سے کوئی پوچھے۔ کہ چڑیاں خود بخود بھنکر کسطرح گر پڑا کرتی تھیں۔ اور اگر ان میں رگ۔ خون ہڈی۔ وغیرہ نہیں تھی۔ تو وہ اڑنے والی چڑیاں کس طرح ہو گئیں یہ سب بچوں کو بہلانے کے لئے کہانیاں ہیں۔ جنکو میں ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا +

۶۰۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ بنی اسرائیل کو دھوپ نے ستایا۔ تو خدا نے ان پر بادل بھیجدیا۔ اور وہ بطور سائبان کے کام دینے لگا۔ لوگ تو یہاں تک گستاخی کرتے ہیں۔ کہ وہ بادل بنی اسرائیل کے سروں پر چلا کرتا تھا۔ اور سایہ رکھتا تھا۔ کیا خوب۔ میں اوس تسلیم نہیں کر سکتا +

۶۱- قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے بنی اسرائیل کو کہا۔ کہ گائے۔ ذبح کرو۔ لوگ بڑے جھگڑا ہے موسیٰ سے کہنے لگے۔ کہ تم ہمارے ساتھ مسخری کرتے ہو۔ ان کے جھگڑانے کی یہ وجہ تھی۔ کہ ان میں سے ایک شخص کو کسی نے قتل کر دیا تھا۔ مقتول کا قاتل نہیں ملتا تھا۔ اسلئے خدا نے حکم دیا۔ کہ گائے ذبح کر کے اسکا ایک ٹکڑا لیکر مقتول کے مارو۔ مقتول زندہ ہو جائیگا۔ اور خود ہی اپنے قاتل کا نام بتا دیگا۔ چنانچہ خدا کے ساتھ بہت سی ردو بدل کے بعد گائے کے رنگ۔ عمر۔ قد وغیرہ کا فیصلہ ہوا۔ اور گائے ذبح کی گئی۔ مفسر صاحبان آیات کو نور اعلےٰ نور کرنیکے لئے لکھتے ہیں۔ کہ گائے کی دُم لیکر مقتول کے ماری گئی۔ مقتول فوراً زندہ ہو گیا۔ اور قاتل کا نام بتا کر پھر اسیوقت مر گیا۔ دیکھئے گائے کی دم میں مردے کو زندہ کر دینے کی طاقت ہے۔ اس لئے اگر بعض ہندو گائے کی دم پکڑ کر تی بالیتا تصور کر لیں۔ تو کیا تعجب ہے۔ افسوس ہے۔ کہ قرآن جیسی اُمّ الکتاب بجائے الہامی کتاب ہونیکے اس قسم کی گپوں سے اُمّ الگپا پڑ بن رہی ہے ؛

۶۱- قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے فرعون کے لوگوں پر ٹڈی۔ مینڈک جیچڑی۔ وغیرہ کا عذاب نازل کیا۔ اور فرعونیوں کے گھروں کو طوفان میں غرق کر دیا۔ مفسر صاحبان لکھتے ہیں۔ فرعون کے گھروں میں تو پانی بھر گیا۔ مگر اسرائیلوں کے گھر باوجودیکہ نیچے تھے۔ بالکل خشک رہے۔ پھر خدا نے تمام دریائے نیل کا پانی خون کر دیا۔ جب فرعونی لوگ پیتے تب تو خون ہو جاتا۔ اور جب اسرائیلی پیتے۔ تب ویسے کا ویسا ہی پانی رہتا۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ ایسے لغویات کی کیا ضرورت تھی۔ سچ ہے۔ حبشیوں کے ہاتھ گورا آدمی جا پھنسا۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ یہ تو ہم سے بالکل مختلف ہے۔ منہ پر سیاہی ملکر اپنے جیسا کر لیا

افسوس ہے۔ مفسروں کی روشن دماغی پر۔ اور تعجب ہے۔ ایسے الہاموں پر کہ جنکو میں تسلیم کرنیسے معذور ہوں ٭

۴۳۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ جب موسےٰ کوہ طور پر خدا سے باتیں کرنے میں مشغول تھے۔ تو بنی اسرائیل نے ایک بچھڑے کی پرستش شروع کر دی جو کہ سونے اور چاندی کے زیورات کو ڈھال کر بنایا گیا تھا۔ اور وہ گائے کی طرح بولا کرتا تھا۔ تعجب ہے۔ کہ دھات سے بنا ہوا بچھڑا گائے کیطرح بولے مگر حاضرین کیسقدر تو خود خدا نے اور کیسقدر مفسر صاحبان نے اسبات کو حل کر دیا ہے۔ کہ جب بنی اسرائیل دریائے نیل کو عبور کر رہے تھے۔ تو حضرت جبرائیل گھوڑے پر سوار ہو انکے آگے آگے چلتے تھے۔ ایک شخص مسمی سامری نے جبرائیل کو دیکھ لیا۔ اور اُنکے گھوڑے کے سُم کے نیچے کی خاک سے ایک مٹھی بھر لی۔ جب اُس نے موسےٰ کی غیر حاضری میں سونے چاندی کو ڈھالکر بچھڑا بنالیا۔ تو اسکے منہ میں مٹی ڈالدی۔ وہ فوراً بولنے لگا۔ اور اسکی آواز سنتے کیساتھ ہی بنی اسرائیل اُسکے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے زمانے میں گائے کی پوجا روئے زمین پر تھی۔ مگر خدا کی کلام میں دھات کے بچھڑے کا زندہ ہونا اور بولنا محض گپ ہے۔ کہ جسکو میں مطلق نہیں تسلیم کر سکتا ٭

۴۴۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے ابراہیم کو کہا۔ کہ اپنا بیٹا میرے نام پر ذبح کر۔ پس وہ ذبح کرنے لگے۔ مگر چھری نے کاٹ نہ کی۔ اور خدا نے ایک دنبہ بدست جبرائیل بہشت سے بھیجدیا۔ اور کہا کہ اے ابراہیم تو بڑا دلیر ہے۔ لے اس مینڈھے کو اپنے بیٹے کے بدلے ذبح کر۔ مفسر صاحبان اسبیم

حاشیہ افزائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اسمعیل کی گردن تانبے کی بن گئی تھی۔ اسلئے چھری نے کاٹ نہ کی۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ کٹ جاتی تھی۔ اور پھر مل جاتی تھی۔ اور دنبہ جو بہشت سے لایا گیا تھا۔ وہ وہی تھا۔ جو ایک دفعہ آدم کے بیٹے ہابیل نے خدا کے نام پر ذبح کیا تھا۔ وہ چونکہ بہشت میں تھا۔ اب دوبارہ ذبح ہوا۔ اسکے بڑے بڑے سینگ تھے۔ اور چالیس برس تک بہشت کی انگوری چرتا رہا تھا۔ میں ان لغویات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

---

۵ ۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا کے پیغمبر ابراہیم کو آگ میں ڈالدیا گیا۔ آگ بالکل سرد ہو گئی۔ چاروں طرف پھول کھل پڑے۔ اور پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ لیٹمر اور کرینمر جیسے خدا پرست آگ میں پھینکے گئے۔ اور وہ سرد نہ ہوئی۔ کیا خدا کو بھول گیا تھا۔ اور ابراہیم کے ساتھ خدا کی خاص محبت تھی۔ اور وہاں آگ کے پھول بنا دیئے۔ اور یہاں سرد تک نہ کی۔ یہ سب جاہلوں کو معتقد بنانے کی باتیں ہیں۔ اگر قرآنی خدا کوئی ایسی کرامات دکھا سکتا ہے۔ تو چاہیئے کہ آجکل کسی اہل اسلام کو جو ملہم اور پیغمبر ہو کر خدا کے ساتھ عیسے یا موسے کی طرح باتیں کرنیکا دم بھرتا ہو ایک لمبی چوڑی بھٹی کو آگ سے بھر کر بیچ میں پھینک دیا جاوے۔ اگر آگ گلزار ہو جاوے۔ تو سمجھیں قرآنی معجزے سب سچ ہیں۔ اکثر جاہل تو یہانتک اس معجزے کے گرویدہ ہیں۔ کہ وہ آیت قُلنَا یا نارُ کونی بردًا و سلامًا علی ابراہیم کو پیپل کے پتوں پر لکھکر بخار کے مریض کو دھوکر پلاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اس سے بخار اتر جاتا ہے۔ افسوس ہے۔ جہالت پر۔ اور حیف ہے۔ ضلالت پر۔

۶۶ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ موسےٰ ایک خدا رسیدہ شخص سے ملنے گیا۔
پتہ یہ کہ جہاں بھنی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی جاوے۔ وہاں پر
ہی وہ شخص ملیگا۔ بہت جد وجہد کے بعد موسےٰ ایک جگہ پونچے۔ جہاں
مچھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی۔ اور اس خدا رسیدہ شخص سے بات چیت
کی۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ بھنی ہوئی مچھلی کیونکر زندہ ہو گئی۔ ہاں ناقابل
یقین گپوں کا نام ہی معجزہ ہوتا ہے۔ میں اس تعلیم کو مان نہیں سکتا۔

---

۶۷ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ حضرت عیسےٰ مٹی کے کھلونے بنا کر ان میں
روح ڈالدیا تھا - اور اپنے ہمجولیوں کے سامنے ہی ان کو اڑا دیا کرتا تھا
ایسے معجزہ تھا - اہل قرآن تو یہ تسلیم کر سکتے ہیں - کہ چونکہ حضرت عیسےٰ اُن کے
نزدیک بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے - اسلئے وہ جانوروں کو بھی بغیر ماں
باپ کے پیدا کر سکتے تھے - مگر میں اتنی بڑی گپوں اور خلاف از قانون قدرت
باتوں کو ہرگز ہرگز نہیں مان سکتا - پھر آگے دیکھئے -

---

۶۸ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ حضرت عیسےٰ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے
افسوس ہے - زندہ کرنے کا نسخہ شائد غلطی سے درج قرآن نہیں ہو سکا -
ورنہ مردوں پر آجکل آزما کر دیکھ لیا جاتا - مفسروں نے جو اسپر عقل کو بر سر
طاق رکھکر خامہ فرسائی کی ہے - وہ بندہی بھلی ہے - پھر ایک مولوی صاحب
فرماتے ہیں - کہ قرآن کی تعلیم قانون قدرت کے مطابق اور سچی ہے بھائی اگر
قانون قدرت کے مطابق ہوتی تو میں اسکو کیوں ترک کرتا - یہانتو برانونسے بھی
[illegible] موجود ہے -

۶۹ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ یہودیوں نے نہ تو حضرت عیسےٰ کو مارا - اور نہ

ہی پھانسی دیا۔ بلکہ اُن لوگوں کو خاص شبہ پڑ گیا۔ اس شبہ کو مفسروں نے
یوں حل کیا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ کو خدا نے آسمان پر بلا لیا۔ اور اُسکی جگہ ایک
دشمن کی شکل جو عیسےٰ کے مارنے کے درپے تھا۔ ہو بہو عیسےٰ کے مشابہ بنا دی
لوگوں نے اسکو مار ڈالا۔ اور حضرت عیسےٰ صاحب آسمانوں پر بھاگ گئے۔ معلوم
نہیں آسمانوں پر کسطرح اُڑ گئے۔ اور چالیس پچاس میل اوپر جاکر وہ سانس
کسطرح لیتے رہے یہ بائیبل کی نقل کیگئی ہے۔ اور اسی کی تقلید میں انہوں
نے اپنے پیغمبر کو بھی براق پر چڑھا کر ساتوں آسمانوں کی سیر کرا دی ہے۔
اور آدم عیسےٰ موسےٰ۔ ابراہیم کی خدا سے باتیں کرا دی ہیں +

۷۰۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے ایک شخص کو قیامت کا یقین دلانے
کیلئے مار دیا۔ اور سو سال کے بعد زندہ کر کے پوچھا۔ بتا تو کتنے سال مردہ رہا
کہا ایک دن یا ایک دن سے بھی کم خدا نے کہا کہ نہیں تو سو سال تک مردہ رہا
دیکھ تیرے گدھے کی ہڈیاں بالکل بوسیدہ ہو گئی ہیں۔ ہم ان کو تیرے سامنے
گوشت پوست لگا کر زندہ کرتے ہیں۔ گدھا بھی سو سال کا مردہ زندہ ہو گیا
لطف یہ کہ اسکا کھانا بھی سو سال میں بالکل نہ سڑا۔ اور روپیے کا دینار تر و تازہ
رہا گیا یہ چھوٹی سی گپ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے خواب دیکھا ہوگا۔ مگر اڑانے والو
نے خوب بے پر اڑائی۔ الہامی کتاب گپوں کا گھر ہے۔ لہذا نا قابل تسلیم +

۷۱۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ ابراہیم نے خدا سے پوچھا۔ اے خدا تو کسطرح
قیامت کو مردے کو زندہ کریگا۔ خدا نے کہا کیا تجھے اسمیں کچھ شک ہے۔ ابراہیم
نے جواب دیا کہ شک تو نہیں۔ مگر میرا دل کچھ مطمئن نہیں ہے۔ خدا نے کہا
اچھا چار پرندے لیکر انکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چار پہاڑوں پر رکھدے۔ اور پھر
انکو بلا۔ وہ تیری طرف بھاگتے آئینگے۔ روشن ضمیر اور عالی دماغ مفسروں
نے اسپر حاشیہ افزائی کر کے خوب لوز ا مغالطہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم

نے ایک کوا - ایک کبوتر - ایک فاختہ ایک مینا - چار جانور لیئے چاروں کے سر
کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیئے - اور دھڑوں کو ہاون دستہ میں ملا کر کوٹ کر بالکل
چور چور کر دیا - اور اس چورے کا تھوڑا تھوڑا حصہ چار پہاڑوں
پر رکھدیا - پھر بولنے لگا - اے کوے آ - اے کبوتر چلے آ - اے فاختہ اڑ کر آ
اے مینا چل - اور تم اپنے اپنے سروں کے ساتھ آلگو - چنانچہ ایسا ہی ہوا
حضرت ابراہیم کو تو اس معجزے سے تسکین ملگئی - مگر میرا قرآن پر سے ایمان
ٹوٹ گیا - افسوس میں ایسی مالا یعنی باتوں کو قبول نہیں کر سکتا +

۲- قرآن کی تعلیم ہے - کہ ہفتہ والے دن مچھلی پکڑنے والوں کو خدا نے
سور اور بندر بنا دیا - پوچھنا چاہیئے کہ آدمیوں کے سور اور بندر کسطرح
بن گئے - کیا انکے دم بھی نکل آئی تھی - یا بے دم کے بندر اور سور بنے تھے
یہ سب فضول گپیں ہیں - جنکو عقلمند آدمی کبھی بھی تسلیم نہیں کر سکتے -
کاش اہل اسلام کو ان باتوں کی حقیقت کا پتہ لگے - مگر مجھے ڈر ہے - کہ جب انکو
یہ باتیں لغو دکھائی دینگی - تو ان پر نیا جامہ چڑھانیکی کوشش کرینگے چنانچہ
بعض لوگوں نے ایسی کوشش کی بھی ہے - اور بعض کر رہے ہیں جب
انہوں نے دیکھا - کہ حضرت قرآن بہ چلے - تو فضول حاشیہ افزائی اور رنگ
سازی کرنی شروع کی - کہ کسی طرح یہ کٹھ پتلی کا تماشہ بنا رہے - میں ان
سے پوچھتا ہوں - کہ اگر ایک بات سراسر لغو اور خلاف از عقل ہے - تو اسکو
کیوں نہ دال میں سے مردہ مکھی کیطرح نکالکر پھینک دیا جاوے - کیوں خواہ
مخواہ الٹی پلٹی دلیلیں دیکر خدا کی قدرت کو بدنام کیا جاوے - اور گدھے کا
اونٹ بنانے کیلیئے منطق چھانٹی جاوے +

۳- قرآن کی تعلیم ہے - کہ چند فٹ لمبی چوڑی کشتی میں نوح نے
روئے زمین کے تمام چرند پرند - درند - وغیرہ کا ایک ایک جوڑا معہ انکی

خوراک کے رکھ لیا۔ اور باقی تمام مخلوقات تباہ ہوگئی۔ یہ کتنی بڑی گپ
بلکہ گپ کا بھائی گپوڑا ہے۔ ہاتھی۔ گینڈھے۔ شیر۔ بھیڑیئے۔ سور۔ بندر
گائے۔ بھینس۔ اونٹ وغیرہ لاکھوں جسیم جانوروں کو ایک چھوٹی سی کشتی
میں رکھ لینا کون تسلیم کرے۔ بھلا کیا حضرت نوح کو روئے زمین
کے تمام پرندوں۔ چرندوں۔ درندوں۔ کیڑے۔ مکوڑوں۔ حشرات الارض
کے نام اور اقسام آتے تھے۔ کہ بہ ترتیب کشتی میں بٹھاتے گئے۔ اگر نوح
کی کوئی ایسی کتاب جسمیں کہ وہ یہ نام چھوڑ گئے ہوں۔ مل جاوے۔ تو نیچر
لسٹ کو کتنی نعمت بیش بہا ہاتھ آجاوے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ان باتوں کا
کوئی سر پیر نہیں ہے۔ جائے غور ہے۔ کہ قرآن اور پران ہم وزن ہونیکے
علاوہ فرضی قصے کہانیوں سے کسقدر بھرے ہوئے ہیں۔ سچ پوچھو۔ تو یہ
دونو سگے بھائی ہیں۔ دونو ہی زمانہ جہالت میں پیدا ہوئے۔ نادان لوگ
قصے کہانیونمیں الجھ رہے ہیں۔ اور اکثر اوہام باطلہ میں گرفتار ہیں
خدا ان سب پر اپنا رحم کرے +

۱۰۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ اگر ایک عورت کسی مرد کا چہرہ تک بھی
نہ دیکھے۔ تو بھی اسکے ہاں لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ اس بات کی شہادت
حضرت عیسےٰ اور مریم کے قصے سے ملتی ہے۔ جو کہ قرآن میں اکثر جگہ مذکور
ہے۔ اہل قرآن حضرت عیسےٰ کو یوسف نجار کا بیٹا تسلیم نہیں کرسکتے
جیسا کہ وہ ہے۔ الٹا اسکو بغیر باپ سے پیدا شدہ مانتے ہیں۔ اس بات سے قانون
قدرت پر دھبا۔ اور مریم پر الزام لگتا ہے۔ اور یہ بات بجائے معجزہ کے ایک فحش
بات ہو جاتی ہے۔ میری عقل اور شائستگی اجازت نہیں دیتی۔ کہ میں حضرت
عیسےٰ کو ان بچوں کیساتھ ملاؤں۔ جو آجکل نامعلوم باپ سے پیدا شدہ
سمجھے جاتے ہیں۔ قرآن کی ایسی تعلیم سے ہی میرا دل کھٹا ہوا۔ کاش میرے

بھائیوں کو ہدائت نصیب ہو۔ اور ان لغویات سے وہ نجات پاسکیں +

۷۵۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ جب لوط کی قوم نے حضرت لوط کی نصیحت سے روگردانی کی۔ تو خدا کو بڑا غصہ آیا۔ چنانچہ اسی جوش میں آکر ان تمام شہروں کو اٹھا کر اُلٹا کر کے پھینک دیا۔ اور پھر اوپر سے پتھروں کا مینہ برسا دیا۔ روشن دماغ مفسر اس بات پر اور بھی رنگ چڑھاتے ہیں لکھتے ہیں۔ کہ خدا نے آپ تو شہروں کو نہیں اُلٹا تھا۔ بلکہ اس نے جبرائیل کو حکم دیا۔ کہ وہ اپنے پر شہروں کے نیچے رکھکر مکانات وغیرہ کو پروں پر اٹھالے۔ چنانچہ جبرائیل شہروں کے شہر پروں پر اٹھا کر آسمان کی طرف اُڑ گیا۔ اور اتنا اونچا چلا گیا۔ کہ آسمان والوں نے بھی ان شہروں کے گدھوں۔ کتوں۔ اور مرغوں کا شور وغل سن لیا۔ پھر جبرائیل نے اوپر سے اُلٹا کر کے انکو نیچے پھینک دیا۔ اور وہ سب تباہ ہو گئے۔ افسوس ہے جہالت پر +

۷۶۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے شعیب پیغمبر کی قوم کو چیخ مار کر ہی فناہ کر دیا۔ اور اسطرح صالح پیغمبر کی قوم کو بذریعہ چیخ تباہ کر دیا۔ کیا اب چیخیں بند ہو گئی ہیں۔ یہ سب بچوں کو بہلانے کی کہانیاں ہیں۔ کہ جنکو اگر پڑھے لکھے سچ مان لیں۔ تو وہ بھی بچے ہی سمجھے جائینگے +

۷۷۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے مٹھی بھر کر کنکریاں مار کر فوج مخالف اسلام کو بھگا دیا۔ حاضرین کیا بھلا خدا بھی کنکریاں اور روڑے مارا کرتا ہے۔ روڑے مارنا نادان بچوں کا کام ہوتا ہے۔ نہ کہ عقلمندوں کا۔ اور پھر خدا کا ہیں+ان باتوں کو مان نہیں سکتا +

۷۸۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے ہزاروں فرشتے اہل اسلام کی خاطر لڑنے کیلئے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ افسوس ہے۔ کہ وہ آسمانی مدد تا ہنوز مفقود الخبر ہے بچارے مسلمان سپین آسٹریا سے نکالے گئے۔ یورپ میں انکا

شکست کھائی۔ افریقہ میں بھی خستہ ہوئے۔ ہندوستان میں سلطنت کھو بیٹھے۔ مگر آسمانی فرشتوں نے انکی کچھ مدد نہ کی۔ ممکن ہے۔ کہ فرشتے اہل فرنگ کی توپوں کی آواز سے ڈر کر آسمان میں چھپ رہے ہوں۔ یا راستہ بھول گئے ہوں۔ بھلا ایسی لغویات کیا قابل تسلیم ہیں؟

۷۹۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ ذوالقرنین نے مغرب میں جاکر دیکھا کہ سورج ایک دلدل میں غروب ہوتا ہے۔ کیا خوب مگر ذوالقرنینی دلدل کا جہاز رانوں کو کہیں تا ہنوز پتہ نہیں ملا۔ امریکہ ملگیا۔ آسٹریلیا۔ ملگیا۔ بہت سے اور جزیرے بھی ملگئے۔ ذوالقرنینی دلدل نہ ملی۔ کیا خشک ہو گئی ہے یا آسمان پر چڑھ گئی ہے۔ حاضرین ایک معمولی جغرافیہ دان بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرسکتا تو میں کیونکر کرسکتا ہوں +

۸۰۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کو اہنی دیوار اور سمندر کے بیچ میں قید کردیا۔ اور یہ عجیب الخلقت آدمی قیامت کو وہاں سے نکلینگے۔ افسوس کی بات ہے۔ کہ یورپ والوں نے چپہ چپہ زمین تلاش کر ڈالی اور روئے زمین کی آبادی معلوم کرلی۔ مگر یاجوج ماجوج کہیں نہ ملے۔ بعضے لوگوں نے یہ کہدینا شروع کیا۔ کہ دیوار چین سد سکندری ہے۔ اور اہل منگولیا یاجوج ماجوج ہیں۔ مفسر صاحبان نے خوب روشن دماغی سے کام لیا۔ لکھتے ہیں کہ یاجوج ماجوج کے قد ایک بالشت سے لیکر ایک سو بیس گز تک لمبے ہیں۔ انکے کان اتنے بڑے ہیں۔ کہ رات کو سوتے وقت ایک کان تو نیچے بچھا لیتے ہیں۔ اور دوسرے کان کو چادر کیطرح اوپر اوڑھ لیتے ہیں۔ حیف ہے ایسی روشن دماغی پر۔ اور افسوس ہے ایسی الہامی گپوں پر معلوم نہیں اہل اسلام کب تک ان کہانیوں کو چھوڑیں۔ پر ان کا بخیہ تو سوامی دیانند جی نے ادھیڑا اور لوگوں کو روشنی دکھائی۔ مگر قرآن کا بخیہ معلوم نہیں۔

کون ادھیڑیگا۔ اور مسلمانوں کو کب روشنی نصیب ہوگی۔ خدا کرے یہ جلدی ہو۔
۸۱۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے آسمان بغیر ستونوں کے جو کہ ستاروں سے
آراستہ پیدا کئے ہیں۔ اور جب کوئی شیطان چپ چاپ اوپر جاکر فرشتوں کی
بات چیت سننے لگتا ہے۔ تو اسکے ستارے توڑ کر مارے جاتے ہیں۔ اور
شیطان اس آتشبازی سے ڈر کر بھاگ آتا ہے۔ بیشک اگر شیطان اپنی
شیطانی سے باز نہ آئے۔ تو ایک دن آسمان ستاروں سے خالی ہو جائیگا۔ اور
پھر چاند اور سورج توڑ کر مارنے کی نوبت آجائیگی۔ پھر کسی دن خود ساتوں
کے ساتوں آسمان بھی شیطان کے سر پر مارے جاوینگے۔ ایک روشن دماغ
مفسر نے کتب عَلے الکتب ہگتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ پہلا آسمان موج
مضبوط کا دوسرا سنگ مرمر کا۔ تیسرا لوہے کا۔ چوتھے سیسے کا۔ پانچواں چاندی
کا۔ چھٹا سونے کا۔ ساتواں یاقوت سرخ کا ہے۔ صد حیف است
بریں جہالت مجسم۔ بھلا اگر کوئی مسلمان طالب علم جغرافیہ اور اسٹرانومی پڑھکر
منکر از قرآن نہ ہو جاوے۔ تو وہ اور کس کنوئیں میں گرے +

۸۲۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ روزوں کے دنوں میں اسوقت تک کھانا
جائز ہے۔ جب تک کہ صبح کی سفیدی اتنی نمودار نہ ہو جاوے۔ کہ سفید دھاگے
کو سیاہ دھاگے سے تمیز کیا جاسکے۔ اس کے بعد تمام دن منہ بند رکھنا
چاہئیے۔ آدھی رات کو اٹھ کر کھانا۔ کتنا خلاف قانون قدرت ہے۔
چرند۔ پرند۔ درند۔ کیڑے۔ مکوڑے بھی اکثر رات کو آرام کرتے ہیں۔ مگر روزہ دار
کو پیٹ کی پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ عرب میں تو یہ قانون چل گیا۔ مگر خدا کو
یہ نہ سوجھا کہ زمین کے شمالی اور جنوبی قطب کے رہنے والے کسطرح روزہ
رکھا کرینگے۔ کیا چھ ماہ تک انکو بھوکا مرنا پڑیگا۔ کتنی ادھوری تعلیم حاضرین

مذکورہ بالا چند قابل اعتراض باتونکو بھول ہیں ڈالکر ذرا ایک قدم اور آگے چلئے اور دیکھئے۔

۸۳۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے آسمان کو ہاتھوں کے بل سے بنایا اور خدا کو ذرا بھی تکان نہ ہوئی۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ ہاتھ کے ساتھ آسمان بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ کُن کا لفظ کہ دینا کافی تھا۔ آسمان بنگیا ہوتا۔ یہ مانا جا سکتا ہے۔ کہ رَبُّ القُرآن چونکہ بہت طاقتور اور زور آور ہے اسلئے ہاتھ کے ساتھ کام کر کے عام مزدوروں کی طرح اسکو کچھ تکان نہ ہوئی مگر کُن کا لفظ کیوں بھول گیا۔ شاید ہاتھ کی طاقت دکھانیکے لئے مگر افسوس نادان لوگوں نے خدا کو کیا بنا دیا ہے ٭

۸۴۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے زمین پر پہاڑ اسلئے رکھے ہیں۔ کہ وہ آدمیوں کے بوجھ سے ہل نہ جاوے۔ افسوس ہے کہ پھر بھی زمین کی سرگردی دور نہ ہوئی۔ اور برابر گھوم رہی ہے۔ اور اکثر بارے سردرد کے کانپ اٹھتی ہے۔ کجا موجودہ روشنی۔ اور کجا قرآن کی تعلیم بھلا دونوں کا کیا میل ہو سکتا ہے ٭

۸۵۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا آسمان اور زمین کو تھام رہا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ اپنی اپنی جگہ سے ادھر ادھر ہٹ جاویں۔ افسوس قرآنی خدا کی قدرت کتنی کمزور۔ کہ زمین بنا کر اسکو تھامنا پڑا۔ شاید اسی لئے قرآن میں کہا ہے۔ کہ لَا تَاخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ یعنے خدا کو نہ تو کبھی نیند آتی ہے۔ اور نہ ہی اونگھ۔ بھلا اتنے بکھیڑے ڈالکر خدا کو نیند کہاں نصیب۔ ذرا اونگھ پڑے تو زمین ہاتھ سے گر پڑے۔ یا آسمان چھوٹ جاوے۔ اور سب کچھ کیا کرایا خاک میں ملجاوے۔ بعض مفسروں نے یوں لکھا ہے۔ کہ جب یہودی وغیرہ لوگوں نے کہا۔ کہ عیسے خدا کا بیٹا ہے۔ تو زمین اور آسمان اس کلمہ کفر کو سنکر پھٹنے کو ہی تھے۔

کہ خدا نے انکو پکڑ لیا - اور چھٹنے سے باز رکھا - افسوس ہے - ایسی روشنی پر - خدا تو میرے بھائیوں کو وہ روشنی عطا کر جو مجھے ملی ہے -

۸۶ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ خدا نے مختلف کام سرانجام دینے کے لئے فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں - ان فرشتوں کے پر ہوتے ہیں - بعضوں کے دو دو بعضوں کے تین تین - اور بعضوں کے چار چار - اور بعضوں کے ان سے بھی زیادہ - مفسروں نے تو جبرائیل کے چھ سو پر بیان کئے ہیں - نادان لوگ تو یہاں تک بھی بیان کرتے ہیں - کہ جبرائیل کا ایک پر مشرق میں دوسرا مغرب میں پہنچتا ہے - اور فرشتوں کے متعلق عجیب گھڑنت بنائے ہوئے ہیں - چنانچہ دو فرشتے ہاروت اور ماروت بابل کے کنوئیں میں تاہنوز قید ہیں - شاید بابل شہر کے کھنڈرات کھودتے کھودتے یہ فرشتے بھی ملجاویں - میں ان عجیب الخلقت پردار جانوروں کی ہستی کو تسلیم نہیں کر سکتا +

۸۷ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ خدا قیامت کے دن دوزخ سے پوچھیگا - کیا تیرے آدمی اور پتھر کھا کر سیر ہو گئی - یا نہیں - پیٹو جہنم بولیگی - کیا کچھ اور باقی ہے - یعنے اگر اور کچھ باقی ہے - تو دیجئے - خدا اسکے اس پیٹو پن کو دیکھکر خاموش ہو جاویگا - اور کچھ جواب نہیں دیگا - بیشک خدا کا کچھ جواب دینا تہذیب کے سراسر برخلاف ہے مفسر لوگوں نے اسکا یہ جواب دیا ہے - کہ خدا اپنے دونوں پاؤں دوزخ میں ڈالدیگا - اور جہنم کو سیر کریگا - افسوس صد افسوس ایسی گستاخانہ تعلیم پر +

۸۸ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ خدا دوزخ کو آدمیوں - جنوں - اور پتھروں سے بھریگا - معلوم نہیں جن کون ہونگے - اور کون ہیں

بھوتنے اور چڑیلوں کا ذکر تو چھوٹے ہوئے سنا کرتے تھے۔ مگر جنوں کا ذکر قرآن کی سورۃ جن اور دیگر آیات سے ہی پڑھنے میں آیا ہے۔ بھلا پتھروں نے کیا گناہ کیا۔ کہ ان کو دوزخ میں ڈالا جاوے گا۔ یہ شاید اسلئے ہو۔ کہ مورتی پوجکوں کو وہاں مورتی بنانے کیلئے پتھروں کی تلاش میں ادھر اُدھر نہ جانا پڑے۔ بلکہ دوزخ میں سے ہی پتھر لیکر مورتی بنا کر پوجنے لگ جاویں۔ اور یہ تو قرآن کا حل شدہ مسئلہ ہے کہ تمام مورتی پوجک دوزخ میں ڈالے جاوینگے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا سامان اس کے ہاتھ رکھتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر موجودہ زمانے کی روشنی کے ساتھ خدا قرآن کو نہ رکھتا۔

۸۹۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا کو خوب قرض دو۔ وہ دو دو گنا الیس کر دیگا۔ افسوس ہے۔ کہ خدا سود کو قرآن میں حرام ٹھہرا کے اور خود دگنے سود پر قرض لے۔ بھلا خدا کو قرض کی کیا ضرورت کیا اپنے کسی بیٹے بیٹی کا بیاہ رچانا تھا۔ مکان بنوایا تھا۔ کہ لوگوں سے قرض لینے کی ضرورت پڑی۔ بہتر ہوتا اگر کہتے اللہ کے نام پر مجھے قرض دو۔ جیسا کہ آجکل اکثر بھیک مانگنے والے گلی کوچوں میں کہا کرتے ہیں۔ بابا خدا کے نام کا ٹکڑا دلا۔ مگر یہ کوئی گستاخی نہیں کرتا۔ کہ بابا خدا کو ایک ٹکڑا دلا۔ افسوس ہے ایسی گستاخانہ اور بیجا تعلیم پر۔

۹۰۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ اگر خدا چاہتا۔ تو سب کو ایک دین پر کر دیتا۔ مگر پوچھئے۔ کہ اُسنے ایسا کیوں نہیں کیا۔ اور ایسا کیوں نہیں کر دیتا۔ کیا مذہب کی خاطر لوگوں کا خون بہتا ہوا دیکھنا۔ اسکو زیادہ خوش کرتا ہے۔ کیا وہ اہل روم کیطرح ہے۔ جو اونچی جگہ پر بیٹھ کر

شیروں اور بھیڑیوں کو آدمیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے اور لہولہان ہوتے ہوئے دیکھکر اپنی خونخواری کو سیر کرتے تھے؟ یا کیا وہ چاہتا ہے۔ کہ جنگ مذاہب میں بھی کوئی ٹیکی میگس یا ایلی میگس آکر اپنا خون بہاوے۔ تو اسکی خونخواری کو سیری ہو۔ تعجب ہے۔ ایسی تعلیم پر*

۹۱۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا جس کو چاہتا ہے۔ گمراہ کرتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے۔ راہ پر لاتا ہے۔ بھلا پھر آدمیوں کو کیوں دوزخ میں ڈالا جاوے۔ جبکہ انہوں نے جو کچھ کیا۔ وہ خدا کی مرضی سے ہی کیا۔ خدا خود ہی دوزخ میں جاوے۔ نادان لوگ اس غلط تعلیم یہ تدبیر اور تقدیر قسمت اور آزمائش کی لنگڑی تعلیم کا کھول چڑھاتے ہیں مگر فضول*

۹۲۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا شرک کے سوا باقی گناہ معاف کر دیتا ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ مورتی پوجک کو جسنے کبھی شراب نوشی زناکاری چوری ٹھگی نہیں کی۔ اور ہمیشہ اپنے دیوتا کی کردی سے ڈرتا رہا دوزخ میں ڈالا جاوے۔ اور دوسری طرف ایک شرابی۔ کبابی۔ زانی چور بدمعاش شخص اپنے تمام گناہوں کو معاف کروا کر بہشت کے مزے لوٹے۔ افسوس ہے۔ کہ کرم تھیوری کو چھوڑ کر توبہ اور معافی۔ سفارش اور شفاعت کے بے بنیاد اور غلط مسئلوں نے اکثر لوگوں کو کتنا گمراہ اور گناہ پر دلیر کر دیا ہے*

۹۳۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے۔ تو مسلمان اور کافروں کے درمیان خدا ایک پردہ ڈال دیتا ہے۔ تاکہ وہ نہ سمجھ سکیں اسلیئے کہ خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ بھلا اگر یہی بات تھی۔ تو کافروں کو تلقین

ایمان کرنیکے لئے بنی کیوں بھیجا۔ اور اگر کافر لوگ راہ راست پر نہ آویں۔ تو اُن کا قصور ہی کیا۔ حاضرین کافر اس کو کہتے ہیں۔ کہ جو قرآنی مالا یعنی باتوں کو من جانب اللہ تسلیم نہ کرے۔ اور خلاف از عقل اور خلاف قانون قدرت مسئلوں اور معجزوں پر تمسخر کرے۔ میں تمسخر تو نہیں کرتا ہوں۔ مگر اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے عقل اور تمیز کی دعا کرتا ہوں آپ میری دعا کا ساتھ دیکر ذرا آگے چلیئے۔ میں آپکو بتاؤنگا۔ کہ قرآن مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ سُوئے تمدن کے کیسا در پے ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ دیکھئے*

۹۴۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ مشرک اور کافر ناپاک ہیں۔ ان سے دوستی مت لگاؤ۔ اگر کوئی ان سے دوستی لگائیگا۔ تو وہ بھی کافر ہو جائیگا۔ اور بدیں وجہ مستحق عذاب الٰہی ہوگا۔ کافر کی تعریف اوپر بتا چکا ہوں افسوس ہے۔ کہ عاقل اور ذی شعور لوگوں کو ناپاک سمجھا جاوے۔ اور جنگل کے اکثر خانہ بدوش وحشی اور بد تمیز لوگ جو عقل و دانش سے اُلو کی طرح بے بہرہ ہو کر ہر ایک گپ کو منجانب اللہ تسلیم کر لیں۔ انکو بہت پاکیزہ تصور کیا جاوے۔ قرآن کی اس تعلیم کے مطابق تمام عیسائی بودھ۔ آریہ سکھ وغیرہ لوگ جنمیں سے اول تثلیث مانتے ہیں۔ اور سارے کے سارے ہی قرآن سے منکر ہیں۔ ناپاک ٹھہرتے ہیں۔ اور دوزخی بنتے ہیں۔ فقط چند کروڑ اہل قرآن ہی بہشت کے ٹھیکہ دار ہوئے۔ گو عیسائی یا آریہ وغیرہ ایسے بہشت کے بھوکے نہیں ہیں۔ مگر قرآن کی یہ تعلیم کیا کبھی اصول صلح کل کو لا سکتی ہے ہرگز نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ مسلمان کا ہاتھ ہر ایک شخص کے برخلاف اور ہر ایک شخص کا ہاتھ مسلمان کے برخلاف رہے گا۔

پس اس بیخ کن اصول صلح کل تعلیم کو ہرگز ہرگز من جانب اللہ تسلیم نہیں کر سکتا ٭

۹۵۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ کیونکہ قتل سے کفر بڑا ہے۔ افسوس ہے۔ اس قسم کی تعلیم امن و چین کا کسقدر خون کرنیوالی ہے۔ اسی تعلیم نے تو محمود غزنوی کو امین الملت بنایا ٭

۹۶۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ لوٹ کا مال خدا اور اس کے رسول کا حق ہے۔ اور خدا کو لوٹ کے مال کا پانچواں حصہ ملنا چاہئیے۔ بھلا جب خدا ہی لوٹ مار کرنے کیلئے وحی بھیجے۔ تو پھر آدمی کا کیا قصور۔ مگر بھائیو۔ میں اس تعلیم کو بہت خوفناک اور غارت گر تصور کرتا ہوں۔ خدا ہر ایک شخص کو اس سے بچائے ٭

۹۷۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ دین اسلام خدا کی طرف سے ہے۔ میں اسطرح تو اسلام اور قرآن کو من جانب اللہ تسلیم کرتا ہوں۔ کہ جسطرح تمام برائیاں قرآنی خدا کیطرف سے ہیں وہی انکا خالق مانا گیا ہے۔ تمام گمراہی قرآنی خدا کی طرف سے ہے۔ وہی گمراہ کنندہ ہے۔ تمام چیزوں کا حتےٰ کہ شیطان کا بھی وہی خالق ہے گویا شیطان بھی من جانب اللہ ہے۔ ان معنوں میں دین اسلام بھی بیشک خدا کی طرف سے ہے۔ لیکن مذکورہ بالا تعلیم کو دیکھکر میں اسلام کو سچا مذہب نہیں کہہ سکتا۔ اگر میں ایسا کہوں۔ تو صداقت۔ انصاف حق پسندی کے گلے پر چھری پھیرونگا۔ اور مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ میں مفصلۂ ذیل باتوں پر جو کہ عورتوں کے ساتھ بے انصافانہ سلوک کے بارے میں ہیں پردہ پوشی کرونگا۔ جو کہ میں کبھی نہیں کر سکتا۔ حاضرین اس بے انصافی کو بھی سامنے لائیں۔ اور دیکھئے ٭

۹۸- قرآن کی تعلیم ہے - عورتیں تمہاری کھیتی ہیں- جاؤ ان کے پاس جسوقت اور جسطرف سے چاہو- کھیتی کسانوں اور زمینداروں کی ملکیت ہوتی ہے- عورتوں کو ملکیت کہا گیا ہے- اور محض جذبۂ مخصوص کی سیری کا سامان تصور کیا گیا ہے- آدمیوں کے برابر ان کو کوئی حقوق حاصل نہیں- آگے دیکھئے*

۹۹- قرآن کی تعلیم ہے- کہ اگر کوئی عورت بدکاری کرے- تو اسکو خوب پیٹو- اور گھر میں قید رکھو- حتےٰ کہ مرجاوے- افسوس- عورت بدکاری کرے- تو اسکو خاوند مارے- اگر خاوند بدکاری کرے- تو اسکو عورت کیوں نہ جوتی لگائے- اور گھر میں تاحیات قید رکھے- یہ محض اس لئے کہ عورت غلاموں کی طرح ملکیت تصور کیگئی ہے*

۱۰۰- قرآن کی تعلیم ہے- کہ مسلمان لوگ عورت کو طلاق دے سکتے ہیں- افسوس ہے عورت بدصورت ہو- لڑکیاں پیدا کرے- یا خراب چلے تو اسکو طلاق دیا جاوے- لیکن اگر آدمی بدصورت ہو- لڑکیاں پیدا کرے- اور خراب ہو- تو اسکو طلاق نہ دیجاوے- طلاق کا مسئلہ جہاں بذات خود قبیح ہے- وہاں اپنے نتائج کے لحاظ سے بھی مذموم ہے- طلاق کا مسئلہ خاوند اور بیوی کے درمیان سچی محبت پیدا نہیں ہونے دیتا کیونکہ عورت ہمیشہ خائف رہتی ہے- معلوم نہیں- اس کو کس جرم پر طلاق دیدیجاوے- طلاق کا مسئلہ بازاری عورتوں کی تعداد کو بڑھانیوالا ہے- طلاق کا مسئلہ مرد و عورت کو بیوفا بنانیوالا ہے*

۱۰۱- قرآن کی تعلیم ہے- کہ مسلمان لوگ ایک ہی وقت میں دو دو تین تین- چار چار بیویاں کر سکتے ہیں- بھلا پھر عورتیں ایک ہی وقت میں دو دو تین تین- چار چار خاوند کیوں نہ کریں؟

کاش قرآن کو بنانیوالی کوئی عورت ہوتی - تو ہم دیکھتے - کہ عورتیں مردوں کو طلاق دیتیں - گھر میں قید رکھتیں - ایک ہی وقت میں چار چار خاوند کرتیں - وہ زمانہ مبارک ہوگا - جبکہ اہل اسلام کی عورتیں تعلیم یافتہ ہوکر غلامی سے آزاد ہوجاوینگی - اور مردوں کی طرح تمام حقوق طلب کرینگی - اس وقت یا تو قرآن کو بند کرکے طاق میں رکھنا پڑیگا - یا پھر چار چار خاوندوں کی نوبت آئیگی +

۱۰۲ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ مسلمان عورتیں پردہ کریں - اور چادر سے اپنے چہروں کو ڈھانک کر باہر جاویں - تاکہ کوئی غیر آدمی اُن کو نہ دیکھ سکے - یا وہ کسی غیر آدمی کو نہ دیکھ سکیں - کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ مسلمان آدمی کیوں نہ چادروں سے منہ چھپا کر باہر نکلا کریں - تاکہ کوئی غیر عورت انکو نہ دیکھ سکے - یا وہ کسی غیر عورت کو نہ دیکھ سکیں - کیا منہ کے چھپانے سے پاکیزگی قایم رہ سکتی ہے - جبکہ دل کا پردہ اُٹھ گیا ہو - علاوہ ازیں منہ کو کپڑے سے چھپا کر سونا - چلنا و پھرنا صحت کے لئے بہت مضر ہے - افسوس ہے - کہ آدمی آپ تو کھلے منہ تازہ ہوا کھاوے اور عورت کو بیل کی طرح منہ پر جالا بت اور لبیشہ ڈالنے کے لئے مجبور کرے +

۱۰۳ - قرآن کی تعلیم ہے - متبنّےٰ یعنے بے پالک بیٹے کی بیوی تمہارے لئے حلال ہے - یہ بات کتنی قابل اعتراض ہے - مانا کہ متبنّےٰ اصلی بیٹا نہیں ہے - مگر پھر بھی عام سوشیل میل ملاپ کے لحاظ سے فرض کردہ بیٹے کی عورت سے شادی کرنا کسقدر معیوب ہے - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے - کہ اگر کسی کا دل کسی شخص کی عورت پر فریفتہ ہوجاوے - اور وہ شخص عورت کو قابو میں نہ لا سکے - تو اسکے خاوند کو لالچ دے کر - کہ ہم

تم کو اپنی تمام جائداد کا مالک بنا دینگے۔ متبنٰے بنا لے۔ اور پھر آہستہ آہستہ جوڑ توڑ کر کے عورت کو اڑا لیا جاوے۔ اگر عورت آگے سے اعتراض کرے۔ کہ میں تمہارے لڑکے کی بیوی ہوں۔ تم مجھے بغیر نکاح اور بغیر گواہ کے کیوں اپنے تصرف میں لاتے ہو۔ تو فوراً قرآنی آیت پیش کر دی جاوے۔ کہ دیکھو تم میرے لئے حلال ہو۔ اور قاضی گواہ کی صورت میں خدا نے خود میرا تمہارا نکاح کر دیا ہے۔ صد حیف است بریں تعلیم و تلقین +

۱۰۴۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ غریبی سے مت ڈرو۔ نکاح ضرور کر لو۔ خدا تمہیں امیر کر دیگا۔ مانا کہ ایک شخص ایک خاص مالدار عورت کے ساتھ نکاح کر کے مالدار ہو گیا۔ مگر کیا یہ حسن اتفاق ہر ایک شخص کو مل سکتا ہے۔ نہیں۔ پھر خدا کا غریبی کی حالت میں نکاح کا حکم دینا چہ معنے دارد۔ اگر میرا بننے کا یہ خدائی نسخہ ہے۔ تب تو اچھا آسان طریقہ ہے۔ مگر میں اہل اسلام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسا نہ کریں۔ جس صورت میں کہ خود ہی لنگڑے ہوں۔ دوسرے لنگڑے کو سر پر نہ اٹھا لیں +

۱۰۵۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ چچا اور ماموں وغیرہ نزدیکی رشتوں کی لڑکیاں۔ تمہارے لئے حلال ہیں۔ اس قدر نزدیکی رشتہ میں شادی کرنا قطع نسل کرنا ہے۔ سگے بھائی بہنوں کی اولاد ایک دوسرے کو بھائی بہن کہتی پھرے۔ اور پھر خاص وقت آجانے پر وہ میاں بیوی بن جاویں۔ اہل عرب آپس میں ایک دوسرے قبیلے کے ساتھ دشمنی رکھنے کے سبب لڑکیوں کو اپنے ہی کنبے میں رکھتے تھے۔ اور دشمن کے قبیلے میں لڑکی دینا کسر شان سمجھتے

تھے۔ مگر ہندوستان میں جہاں عرب کے خانہ بدوشوں کی طرح چند آدمیوں کی جھونپڑیاں علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ عالیشان شہروں میں جو مختلف کنبوں اور قبیلوں اور گروہوں کے آدمیوں سے معمور ہیں۔ آباد ہیں۔ اس قاعدے کا جاری کرنا شایان نہیں ہے۔ میں اسکو معیوب سمجھتا ہوں +

۱۰۶۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ اہل اسلام یا اہل قرآن چار سے زیادہ عورتیں ایک وقت میں نہیں کر سکتے۔ مگر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ جو شخص ایسا قانون بناوے۔ وہ اپنے آپ کو کیوں مستثنیٰ سمجھے۔ اور نو عورتیں کرے۔ میں اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ قانون بنانیوالا ہی قانون کو توڑے۔ اگر قانون خدا کی طرف سے ہے۔ تو کیا وجہ کہ ایک آدمی اس سے مستثنیٰ کر دیا جاوے۔ لہذا میں اس بات کو بنی بر انصاف نہیں سمجھتا ہوں۔ نہ صرف اس بات کو بلکہ مذکورہ بالا تمام باتوں کو میں قابل اعتراض گردانتا ہوں۔ ایسی ایسی باتوں سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قرآن کبھی بھی الہامی کتاب نہیں ہو سکتا۔ صرف الہامی کتاب ہی نہیں۔ بلکہ وہ ایک منصف مزاج سلیم العقل آدمی کی تصنیف بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اول تو مذکورہ بالا تمام اعتراض بذات خود اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ قرآن صرف یہی نہیں۔ کہ پایہ الہام سے گرا ہوا ہے۔ بلکہ وہ ایک انسانی سند کتاب کہلائے جانے کا بھی مستحق نہیں ہے۔ مگر تاہم میں اس بات کو اور بھی واضح طور سے آپ صاحبان کے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ خالی از تعصب دل اور تعلیم یافتہ اشخاص جو صداقت اور راستی کے دلدادہ ہوں۔ وہ ان پر بخوبی غور کریں +

۱۰۷۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ اے رسول (خطاب از جانب خدا ہم تمکو یہ خبریں غیب کی سناتے ہیں۔ تو اور تیری قوم اس سے بالکل بے خبر تھے۔ حاضرین اس آیت سے پہلے مختلف قصے نوح۔ ابراہیم وغیرہ کے بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان کو غیب کی بات کہا گیا ہے۔ کیا جن کو اہل عرب پہلے نہیں جانتے تھے۔ بائبل کے پڑھنے والے دوسرے لوگ بھی ان سے بے خبر تھے۔ یہ سچ ہے۔ کہ قرآن کا وجود ہونے سے پہلے ابراہیم۔ نوح موسےٰ وغیرہ کے مفصل قصے بائبل میں موجود تھے۔ پھر اسکو غیب کی بات کہنا۔ اور الہام کا دم بھرنا سراسر غلطی ہے۔ معلوم نہیں خدا کو بائبل کا خلاصہ بنانے کے لئے کیوں جبرائیل بھیجنے کی ضرورت پڑی۔ میں بائبل کو قرآن سے زیادہ مستند سمجھتا ہوں۔ مگر دونوں کو ہی پایہ الہام سے ساقط تصور کرتا ہوں +

۱۰۸۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے اسکو بذریعہ وحی اپنے بندے پر نازل کیا ہے۔ مگر کیا خدا اور اس کا جبرائیل محض موسےٰ عیسےٰ۔ ابراہیم۔ نوح۔ لوط۔ وغیرہ بائبلی ناموں سے ہی واقف تھے کیا ان کو ہندوستان کی رشی۔ منی۔ پانڈو۔ کورو۔ رامچندر۔ سیتا بکرماجیت۔ گوتم بدھ۔ کناد پتنجل وغیرہ کے نام نہیں آتے تھے۔ اور کیا یہ سب کے سب عیسےٰ۔ موسےٰ سے کچھ کم تھے۔ پھر وحی شریف اور قرآن شریف میں ان کا نام کیوں نہ آیا۔ سکندر کو تو ذوالقرنین کے نام سے یاد کر لیا۔ مگر چندر گپت کا نام کہیں نہیں آیا میری تو یہ رائے ہے۔ کہ نہ خدا نے وحی بھیجی۔ نہ جبرائیل آیا۔ رسول خدا نے اپنی سوداگری کے دنوں میں ادھر اُدھر سفر کرتے ہوئے شام

وغیرہ کے صوبوں میں مختلف قصے اور کہانیاں یہودی وغیرہ لوگوں سے سنیں۔ وہ ان کے حافظے میں قائم رہیں۔ اور خواب میں وہی نظر آئیں۔ اگرچہ اسمیں بھی بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ جو بائیبل کے دیکھنے سے درست ہو سکتی ہیں۔ لہذا میں قرآن کو الہامی یا خدائی کتاب نہیں تسلیم کر سکتا*

۱۰۹۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ اہل کتاب نے جن سے مراد یہودی اور نصاری وغیرہ لوگ ہیں۔ انجیل اور توریت میں کچھ ردل بدل کر دیا ہے۔ انجیل توریت کے علاوہ زبور اور دیگر صحایف انبیا کا بھی مہمل سا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ مگر اس میں وید شاستر ژند اوستھا وغیرہ کتابوں کا کہیں نام نہیں آیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید یہ کتابیں قرآن سے پیچھے بنی ہوں۔ اگر وہ پہلے ہوتیں۔ تو انجیل اور توریت کی طرح ان کا بھی قرآن میں ذکر ہوتا مگر یہ کہنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ بابر بادشاہ اورنگ زیب کے بعد پیدا ہوا۔ نہیں وہ شاستر اور ژند اوستھا کی کتابیں ہزاروں سال قرآن سے پہلے کی موجود تھیں۔ باقی رہی یہ بات کہ قرآن میں ان کا کیوں ذکر نہیں آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس دماغ کے اندر سے قرآن کی پیدائیش ہوئی۔ اس دماغ نے کبھی وید کا لفظ نہیں سنا تھا۔ لہذا معذور ہے*

۱۱۰۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ قسم مت کھاؤ۔ مگر خدا نے بذریعہ وحی کوہ طور۔ کہ۔ زیتون۔ گھوڑوں۔ ہواؤں وغیرہ کی قسمیں

کھائی تھیں۔ کیا وجہ کہ خدا نے ہمالیہ۔ ایلپس۔ وندھیاچل پہاڑوں اور ہندوستان کے آڑو۔ آلوچوں۔ سنگتروں۔ اور بھینس۔ ہاتھی وغیرہ کہیں قسم نہ کھائی۔ جن چیزوں کی عرب لوگ عزت کرتے تھے۔ اور جنکی وہ قسمیں کھاتے تھے۔ انکی تو قسم کھائی۔ مگر جو چیزیں اُن سے بڑھکر شاندار تھیں۔ انکی قسم ندارد۔ کیا باعث کہ خدا نے قرآن میں کسی خاص دریا کی قسم نہیں کھائی۔ اگر عرب میں دریا نہیں تھا۔ تو گنگا۔ جمنا۔ برہم پتر۔ والگا۔ ڈینیوب۔ سوری۔ مسیسی۔ امیزن جیسے دریا اس وقت خدا کو نظر نہیں آتے تھے۔ کہیں تو قرآن میں کہا ہوتا۔ قسم ہے مجھے گنگا کی۔ یا قسم ہے مجھے سوری مسیسی کی یا قسم ہے۔ مجھے جمنا اور والگا کی۔ مگر ایسی قسم ندارد ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ جس دماغ کے اندر سے قرآنی قسمیں نکلیں۔ اس نے گنگا۔ جمنا۔ والگا۔ ڈینیوب کاہے کو دیکھنے تھے۔ اور کاہے کو ریگستانوں میں اس نے کوئی دریا دیکھا تھا۔ بدیں وجہ میں قرآن کو محض ایک انسانی دماغ کا خاکہ تصور کرتا ہوں +

۱۱۱۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے ان پڑھوں میں ان پڑھ رسول بھیجا۔ تو کیا پڑھے لکھے۔ عالم فاضل۔ لوگوں کے لئے ایک ان پڑھ کی بات قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔ اور جس کتاب میں یہ بیان ہو۔ کہ سورج ایک دلدل میں غروب ہوتا ہے۔ عیسےٰ بغیر باپ کے پیدا ہو گیا۔ لاٹھی کا سانپ بن گیا۔ وغیرہ وغیرہ ہم اس کتاب کو مستند سمجھ سکتے ہیں؟ کم از کم میں تو اس کو ایک معقول پسند آدمی کی کتاب بھی نہیں کہہ سکتا۔ چہ جائے۔ کہ اس کو خدا کی کتاب کہوں۔ لہذا

میں معذور ہوں۔ کہ قرآن کو الہامی کتاب تصور کروں ❊

۱۱۲۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا نے اس کو عربی زبان میں نازل کیا۔ یہ اسلئے کہ لوگ اس کی عجمی زبان میں ہونے پر کہیں یہ نہ کہدیں کہ ہم اسکو نہیں سمجھ سکتے۔ بھلا کیا خدا کو معلوم نہیں تھا۔ کہ دوسرے لوگ جو عربی نہیں جانتے۔ وہ بھی عربوں کا ہی اعتراض پیش کرینگے یا ہم کو یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ جس وقت قرآن نازل ہوا۔ اس وقت جتنے لوگ دنیا میں موجود تھے۔ ان سب کی زبان عربی تھی۔ اس لئے اُن سب کی ہدایت کے لئے خدا نے عین شروع میں جبکہ ایک زبان روے زمین پر مروج تھی۔ قرآن نازل کیا۔ مگر یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ آج سے تیرہ یا چودہ سو برس پہلے عربی کے ساتھ ساتھ گریک لیٹن وغیرہ زبانیں موجود تھیں۔ کہ جن کا عربی کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں ہے۔ پس میں اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ خدا کی کتاب جو عام لوگوں کی ہدایت کیلئے نازل ہوا۔ وہ ایک ایسی زبان میں ہو۔ کہ جس کو سواے چند قوموں اور صحراے خانہ بدوشوں کے کوئی نہ سمجھ سکتا ہو۔ لہذا ضروری ہے۔ کہ خدا کی کلام ابتداے آفرینش میں ایک ایسی زبان میں ہو۔ جو تمام زبانوں کی جڑھ ہو۔ قرآن اس سے عاری۔ لہذا میں اسکے من جانب اللہ ہونے سے انکاری ہوں ❊

۱۱۳۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ خدا کے کلمات تبدیل نہیں ہو سکتے اگر کلمات سے مراد ہم قانون قدرت لیں۔ تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قرآن کس قدر قانون کے برابر خلاف باتوں اور لغویات سے بھرا ہوا ہے۔ اگر

کلمات کے معنے محض باتوں یا آیتوں کے لیں - تو بھی ہم دیکھ سکتے ہیں - کہ ایک آیت کو بدل کر دوسری آیت نازل کیگئی ہے - چنانچہ قرآن میں خود اس بات کا ذکر ہے - کہ ہم نہیں منسوخ کرتے کسی آیت کو - مگر یہ کہ اتاریں اس سے ایک اور اچھی آیت - محقق شخص کتنے ہی احکام قرآن ایسے دیکھ سکتے ہیں - کہ جو پہلے جائز سمجھے گئے - پھر منع کیئے گئے شراب کو پہلے حرام نہیں کیا - بلکہ بہت دیر کے بعد حرام کیا - اسی طرح اور کئی باتیں - ایک طرح پر تھیں - مگر پھر دوسری طرز پر کردی گئیں مثلاً پہلے بیت المقدس پھر کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا - تو کیا خدا کے احکام قرآن میں اٹل ہوئے - ہرگز نہیں - پھر میں کس طرح تسلیم کرلوں - کہ یہ خدا کا کلام ہے - جس میں ایک دن کے بعد ہی حکم بدل دیا جاتا ہے +

۱۴ - قرآن کی تعلیم ہے - کہ اے محمد لوگوں کو جو کافر نہیں - کہہ دے - کہ وہ اور ان کے معبود - قرآن جیسی کتاب بنالائیں - اگر وہ سچے ہیں - اور تحقیق وہ نہیں بنا سکینگے - پس وہ دوزخ میں ڈالے جاوینگے حاضرین - کیا کسی کتاب کے من جانب اللہ ہونیکی یہ کوئی دلیل ہے - کہ اس کا ثانی کوئی نہیں بنا سکتا - ہرگز نہیں - اگر یہی بات ہو - تو شاید شکسپیئر کے تمام ناٹک اور مکالمے کے مضامین - جو اپنی طرز میں بالکل نرالے ہیں - سب من جانب اللہ ہی سمجھنے جائیں - اور اسی طرح ایک شیر خوار بچے کی اوٹ پٹانگ بات چیت بھی کہ جس کی نقل کوئی نہیں کرسکتا - من جانب اللہ ہی ہونی چاہئے - کیا اگر کوئی آدمی چیل اور کوؤں کیطرح کائیں کائیں - یا بندر کیطرح چیں چیں - یا چڑیوں کی طرح چوں چوں نہیں کرسکتا - تو اس کے یہ معنے ہونگے - کہ بندر کوّے

اور چڑیاں سب خدا کی بولی بول رہے ہیں۔ مطلق نہیں۔ اس بات کو
نظر انداز کر کے کہ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ قرآن کی فصاحت ان بلاغت کا
مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تو میں پوچھتا ہوں۔ کہ فصاحت اور بلاغت
کی کیا تعریف ہے؟ کیا یہ ایک ہی قصہ کو سینکڑوں دفعہ دہرایا جاوے
اور ایک ہی مضمون کو بار بار لایا جاوے۔ اور ایک ہی فقرے کو مکرر
سہ کرر لکھا جاوے۔ اور مکڑی کا ہیڈ ٹنگ دیگر شیر۔ بھیڑیوں وغیرہ کا
حال لکھ دیا جاوے۔ شہد کی مکھی پر مضمون لکھتے وقت بابا آدم
وغیرہ کے قصے سنا دیئے جاویں۔ اگر واقعی فصاحت اور بلاغت کی
یہی تعریف ہے۔ تو بیشک قرآن لاثانی ہے۔ اور اس جیسی نہ آجتک
کوئی کتاب بنی ہے۔ اور نہ ہی کوئی عقلمند بنا سکیگا۔ اور فصاحت اور بلاغت
کی اس تعریف کے لحاظ سے مکالے۔ گلیڈسٹون پٹ جیسے لائق فصیح و
بلیغ اشخاص محض جاہل اور فصاحت سے دور افتادہ سمجھے جا سکتے ہیں۔
اگر فصاحت اور بلاغت کچھ اور چیز ہے۔ اور در حقیقت وہ کچھ اور چیز
ہے۔ اور میری رائے میں قرآن کا درجہ فصاحت کے سب سے نیچے
حصے میں رکھنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی شخص اسکو پڑھکر فصیح ہونے کی
کوشش نہ کرے۔ مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ خدا نے کیوں ایک ہی بات
کو بار بار دُہرانے کے لئے جبرائیل کو تھکایا۔ محض یہ کہہ دینا کافی تھا
کہ بابا آدم کے قصے کو بیس دفعہ۔ ابراہیم کے قصے کو پندرہ دفعہ اور
بہشت کے قصے کو ایک کم اسی دفعہ لکھ لو۔ چلو جی چھٹی ہوئی۔ میرا
دماغ اس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ قرآن بذات خود رسول خدا
کا لاثانی معجزہ یا الہامی کتاب ہے*

۱۱۵۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ اے رسول تو لوگوں کو سنا دے۔

کہ اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا۔ تو اسکی باتوں میں اختلاف نہ پایا جاتا
حاضرین سوچیئے۔ کن کا دم بھرنا۔ مگر پھر بھی چھ دن میں زمین و آسمان
کا بنانا۔ ماں اور باپ کے نطفہ سے انسانی پیدائش کی تعلیم مگر آدم
کو بغیر ماں اور باپ کے اور حضرت عیسےٰ کو بغیر باپ کے پیدا کرنا
لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ (خدا کے قوانین بدل نہیں سکتے کا دم
بھرنا مگر پھر بھی لاٹھیوں کے سانپ بنانا۔ اور پتھروں میں سے
اونٹوں کا پیدا کرنا۔ خدا کا قدوس ہونا۔ مگر پھر بھی اس کا مکار
فریبی لڑاکا۔ گمراہ کنندہ خالق شر ہونا۔ وغیرہ وغیرہ باتیں کسقدر
باہم مختلف ہیں۔ پس قرآن ایک انسانی دماغ کا کام ہے۔ خدا اور
وحی کا نام بدنام ہے۔ افسوس قرآن کے اپنے اندر ہی وہ بارود بھرا
ہوا ہے۔ کہ جس سے یہ اُڑ رہا ہے۔ سچ ہے ؎ اس گھر کو آگ لگ
گئی گھر کے چراغ سے +

۱۶۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ وہ لوگوں کے لئے ہدائیت ہے۔ میں
پوچھتا ہوں۔ کہ خدا کی کلام۔ اور وہ بھی لوگوں کی ہدائیت کے لئے۔
مگر اسمیں مجہول اور بوجھار لوں کا کیا مطلب۔ اب تک بڑے بڑے
مفسر اور فصیح البیان کہ خود رسول خدا کے اصحاب بھی زور
لگا چکے۔ مگر قرآن کے حروف مقطعات کا اصلی مطلب کسی کو سمجھ میں
نہیں آیا۔ آخر سب کو یہ کہنا پڑا۔ کہ یہ ایک بھید ہے جس کو خدا
ہی جانتا ہے۔ بھلا تبلائیے۔ ہدائیت تو لوگوں کے لئے مگر بھید کس کے
لئے۔ لکھے موسےٰ پڑھے خدا۔ اسکے علاوہ کتنی ہی آئیتیں ایسی ہیں
کہ جب تک آپ تفسیر اور حدیث لے کر نہ بیٹھیں ٹکریں مارئیے

لیکن مطلب سمجھ میں نہیں آئیگا۔ مشتے نمونہ خروارے دیکھئے
اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ (سیپارہ ۳۰
سورۃ الفیل) کیا تو نے نہیں دیکھا۔ تیرے خدا نے ہاتھی والوں
کیساتھ کیا کیا۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ (سیپارہ ۳۰- تیری
بزرگی کی قسم کہ وہ شخص ابتر ہے۔ وغیرہ وغیرہ ہزاروں آئتیں ہیں
حدیث کو برطرف کیجئے۔ تفسیر کو الگ رکھ دیجئے۔ اور پھر کوئی شخص
بتائیے۔ کہ اصحاب الفیل اور ابتر کیا معنے ہیں۔ میری رائے میں الہی
کتاب کا جسکے مضمون کو حل کرنیکے لیئے انسانی کتابوں کی ضرورت پڑے
وہ منجانب اللہ نہیں ہو سکتی۔ خیر۔ طول کلامی کو چھوڑ کر
میں نے مذکورہ بالا چند وجوہات ترک اسلام کے بارے میں پیش
کردی ہیں۔ باقی یہ بات کہ ویدک دھرم میں مجھے کیا خوبی نظر آئی
اسکے لیئے علیحدہ لکچر کی ضرورت ہے۔ یہاں پر صرف اتنا ہی کہدینا
کافی سمجھتا ہوں۔ کہ ویدک دھرم قرآنی خدا اور شیطان کے جھگڑے
بابا آدم اور حوا کے فسانے۔ گھنا نے بہشت۔ اور ڈراونے
دوزخ۔ توبہ۔ استغفار۔ شفاعت۔ حشر نشر۔ حساب
کتاب۔ ترازو۔ پلڑا۔ فرشتے۔ جن۔ گوشت خوری۔ حیوانی
قربانی۔ پتھروں کے چومنے۔ مکان کے ارد گرد گھومنے۔ دن
بھوکا رہنے رات کو خلاف قاعدہ کھانے۔ خدا کی عبادت میں
ناک۔ ہاتھ۔ پاؤں ہلانے۔ اُٹھنے بیٹھنے۔ عورتوں پر جبر کرنے
اپنے باتوں کو نہ ماننے والے مگر اعلےٰ زندگی رکھنے والوں
کو لیتے ان سے نفرت کرنے والے۔ لڑانے۔ بھڑانے۔ لوٹنے گھسوٹنے
قید کرنے۔ قتل کرنے۔ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنے

وغیرہ وغیرہ تمام لغویات سے پاک ہے۔ شائد کوئی شخص یہاں
پر نیر جنم نیوگ کا مسئلہ پیش کردے۔ میں پنر جنم کو بیخ الفاف اور
نیوگ کو بیخ کن زنا سمجھتا ہوں۔ اگر مرد اور عورت پورن برہمچریہ
کے سٹیج کے اندر سے گذر کر اپنے آپ کو نیوگ کا ادھکاری بنا
سکیں۔ تو دنیا میں زناکاری معہ اپنے مکروہ اور خوفناک نتائج کے
کافور ہو جاوے۔ بے شک نیوگ کا مسئلہ اُس زمانہ کی یادگار
ہے۔ جبکہ عورت کو بجائے کھیتی۔ غلام۔ ملکیت تصور کرنے کے
اردہ انگنی یا نصف انسان سمجھا جاتا تھا۔ اور جبکہ عورت اور مرد
کا باہمی تعلق پیدا کرنا جذبہ مخصوص کی سیری کے لئے نہیں۔ بلکہ
اولاد اور محض اولاد یا بقائے نسل کے لئے ہوتا ہے۔ مگر افسوس
آدمی جتنا جذبہ مخصوص کا غلام ہوتا گیا۔ عورت کے حقوق کا دائرہ
تنگ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ فی زمانہ اس کی حیثیت اکثر لوگوں میں ایک
گائے۔ بھینس۔ بھیڑ۔ بکری کے برابر رہ گئی۔ کہ جسکو جب چاہا
اپنے گھر سے نکال پھینک دیا۔ اور دوسری گائے لے لی۔ ایسے
لوگوں کے سامنے اگر ہم جذبہ مخصوص کی اندھیریوں سے پڑی ہوئی
مٹی کی تمام تہیں ہٹا کر عورت اور مرد کے باہمی تعلق اسکی عفت خاص
کو صاف طور پر بیان کر کے مسئلہ نیوگ کو پیش بھی کریں۔ تو تمام
چلا اٹھینگے "زناکاری! زناکاری! زناکاری!!" بے شک وہ ملک
اور وہ قوم اور اس ملک اور اس قوم کے وہ مرد اور وہ عورتیں
جو برہمچریہ کے نام سے بھی ناآشنا ہوں۔ اور جن کے نئے پرش
تک پورن برہمچاری اور برہمچارنی رہ کر تحصیل علم کرتے ہوئے
تمام حیوانی۔ حیرانی۔ اور نفسانی جذبات پر پورا تصرف حاصل

کرنا اور پھر اس کے بعد محض بقاءِ نسل کیلئے باہمی خاص تعلق پیدا کرنا ناممکن ہو گیا ہو۔ وہ اگر نیوگ کو زناکاری کہتے ہیں تو بجا ہے۔ اور وہ معذور ہیں۔ مگر میں اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ چونکہ اس پہلو میں کسی سوسائٹی کی گری ہوئی حالت ہونے کے سبب مسئلہ نیوگ پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ تو یہ مسئلہ ہی غلط ہوا نہیں سوسائٹی کسی اعلےٰ یا پاک اصول کو کمزوری یا جہالت کی وجہ سے فراموش کر سکتی ہے۔ مگر وقت آ گئے پر خاص مسالوں کے پیدا ہو جانے سے جب وہ کمزوری اور جہالت دور ہو جاتی ہے۔ تو وہ اصول ایسی ہی روشنی سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ جیسے آریہ ورت کی لاکھوں برسوں سے پتھروں کے نیچے چھپی ہوئی خالص توحید سورج کہ جس کو بال برہمچاری سوامی دیانند سرسوتی جی نے خود غرض لوگوں کے ہاتھ میں بند ویدوں کے اندر سے ایسی آب تاب سے ہویدا کر دیا۔ کہ جس کی کرنوں سے آریہ ورت کے لوگ ہی نہیں چندھیا گئے۔ بلکہ ہزاروں میلوں کے فاصلے پر امریکہ میں بیٹھا ہوا انڈرد جیکشن ڈیوس بھی چکرا گیا پس جس روشنی سے پتھر پتھر نظر آنے لگ گئے۔ اور جس روشنی کو پا کر ہزاروں آدمی منہ سے بدیوں کو گرا کر دہندہ پن سے نکل آئے اسی روشنی نے مسئلہ نیوگ کا بھی پرکاش کیا۔ کہ جس کے لئے آجکل چاروں طرف سے بعض ہندو۔ مسلمان۔ سکھ بھائی وہ الفاظ مقرر کر رہے ہیں۔ جو میری رائے میں آجکل بعض نکاح یا بواہ پر عاید ہونے چاہئیں۔ کیونکہ وہ مرد اور عورت جو پورن برہمچاری رہ کر جذبات پر قابض نہیں ہو سکتے وہ نکاح یا لواہ تو موجودہ بد

کے مطابق بے شک کر سکتے ہیں۔ مگر نیوگ نہیں کر سکتے۔ اگر کریں۔ تو تھان باپ کے بھاگی ہونگے۔ کیونکہ نیوگ وہ پاکیزہ مسئلہ ہے۔ کہ جس کی شرائط کو پورا کرنا ہر ایک کس و ناکس کا کام نہیں ہے +

آخیر میں میری دعا ہے۔ کہ تعصب اور ہٹ دھرمی کے پردوں کو چیر کر تحقیقات کا بھاؤ سب میں پیدا ہو۔ جو خراب مسائل ہیں ان کو ترک کرے۔ اور جو اعلےٰ مسائل ہیں۔ ان کو اختیار کرنے کی توفیق میرے دیگر ہندو مسلمان۔ سکھ عیسائی بھائیوں کو بھی نصیب ہو۔ آمین +

مطبع کی سستی بکاؤ کتابیں

سندر بھجناولی مصنفہ ماسٹر لچھمنداس قیمت	۳/	معجزہ یعنے کرامات کھنڈن مصنفہ	
” حصہ دوم	۱/	منشی گوپالداس قیمت	۲/
” حصہ سویم	۳/	مسئلہ الہام اور اسکی تشریح ”	۱/
سرسبزی ویدک دھرم	۳/		
آتم اندھکار کے نظارے	۲/		

المشتہر

لالہ گوکل چند چوپڑہ مالک آریہ پریس گوجرانوالہ

اعتراضوں کے حوالہ جات ترتیب وار

ان حوالوں کے علاوہ اور بھی کتنی ہی جگہ ان باتوں کا ذکر قرآن میں ہے۔ جو بوجہ طوالت نظرانداز کئے گئے ہیں۔

نمبر شمار	سیپارہ	سورۃ	آیت	نمبر شمار	سیپارہ	سورۃ	آیت
١	٣	عمران	٥٣	١٧	٣	بقر	٢٥٥
٢	٩	انفال	٣٠	١٨	١	بقر	٣٤
٣	١	بقر	١٠	١٩	١٨	مومنوں	٢٧
٤	٥	نساء	٨٤	٢٠	١	بقر	٧
٥	٦	مائدہ	١٥	٢١	٣	بقر	٢٥٥
٦	٢	بقر	١٦١	٢٢	١٤	حجر	٢٨—٢٩
٧	٥	نساء	٥٥	٢٣	٢٣	زمر	٦
٨	٥	نساء	٧٨	٢٤	١	بقر	٣٥
٩	١١	یونس	٤٩	٢٥	١	بقر	٣٥
١٠	٦	مائدہ	٤٥	٢٦	٣٠	نبا	١٨
١١	٦	مائدہ	٤٥	٢٧	١٧	انبیا	١٠٤
١٢	٨	اعراف	١٦	٢٨	٣٠	فجر	٢٢
١٣	١	بقر	١٥	٢٩	٣٠	عادیات	٨
١٤	٣٠	شمس	١—٦	٣٠	١٧	انبیا	٤٧
١٥	١٦	مریم	٣٦	٣١	٣٠	القارعہ	٥
١٦	١٧	انبیا	٩١	٣٢	٢٩	قیامت	٩

نمبر شمار	سیپاره	سورة	آیت	نمبر شمار	سیپاره	سورة	آیت
۳۳	۳۰	انفطار	۲	۵۴	۲۳	ص د	۳۶
۳۴	۳۰	زلزال	۵—۴	۵۵	۱۴	نحل	۶۹—۶۸
۳۵	۲۴	حم سجدہ	۲۱-۲۰	۵۶	۳۰	فیل	۵—۱
۳۶	۱	بقر	۸۱	۵۷	۱۵	اسرائیل	۵۹
۳۷	۲۷	واقعہ	۲۱—۱۸	۵۸	۱	بقر	۵۵-۵۴
۳۸	۲۹	دہر	۱۳-۱۲	۵۹	۱	بقر	۵۶
۳۹	۲۶	محمد	۱۶	۶۰	۱	بقر	۵۶
۴۰	۱۵	کہف	۳۲	۶۱	۱	بقر	۷۳-۶۶
۴۱	۲۷	رحمٰن	۷۲-۵۵	۶۲	۹	اعراف	۱۳—۱۲
۴۲	۲۹	دہر	۱۹	۶۳	۱۶	طٰ	۹۸—۸۸
۴۳	۱۷	حج	۳۷-۳۴	۶۴	۲۳	صافات	۱۰۷-۱۰۲
۴۴	۶	مائدہ	۴	۶۵	۱۷	انبیا	۶۹
۴۵	۶	مائدہ	۴	۶۶	۱۶	کہف	۶۵-۶۳
۴۶	۷	مائدہ	۹۷	۶۷	۳	عمران	۸۴
۴۷	۷	مائدہ	۹۸-۹۶	۶۸	۳	عمران	۸۴
۴۸	۹	اعراف	۱۱۷—۱۷	۶۹	۶	نساء	۱۵۸-۱۵۷
۴۹	۱۹	شعرا	۶۶-۶۳	۷۰	۳	بقر	۲۵۹
۵۰	۱	بقر	۵۹	۷۱	۳	بقر	۲۶۰
۵۱	۱	بقر	۶۲	۷۲	۹	اعراف	۱۶۶
۵۲	۱۹	نمل	۱۹—۱۷	۷۳	۱۸	مومنوں	۱۰۷
۵۳	۱۹	نمل	۱۲—۱۱	۷۴	۱۶	مریم	۳۵-۱۶

نمبر شمار	سیپارہ	سورۃ	آیت	نمبر شمار	سیپارہ	سورۃ	آیت
۷۵	۱۲	ہود	۸۲	۹۶	۹	انفال	۲—۱
۷۶	۱۲	ہود	۹۴	۹۷	۳	عمران	۱۹
۷۷	۹	انفال	۱۷	۹۸	۲	بقر	۲۱۶
۷۸	۹	انفال	۹	۹۹	۴	نساء	۱۳
۷۹	۱۶	کہف	۸۶	۱۰۰	۲۸	طلاق	۱۲—۱
۸۰	۱۶	کہف	۹۴	۱۰۱	۴	نساء	۳
۸۱	۲۳	صافات	۱۰—۷	۱۰۲	۲۲	احزاب	۵۹
۸۲	۲	بقر	۱۸۷	۱۰۳	۲۲	احزاب	۳۷
۸۳	۲۷	ذاریات	۴۷	۱۰۴	۱۸	نور	۳۲
۸۴	۱۷	انبیا	۳۱	۱۰۵	۲۲	احزاب	۵۰
۸۵	۲۲	فاطر	۴۱	۱۰۶	۴	نساء	۳
۸۶	۲۲	فاطر	۱	۱۰۷	۱۲	ہود	۴۹
۸۷	۲۶	ق و	۳۰	۱۰۸	۱۴	نحل	۱۰۲-۱۰۳
۸۸	۱	بقر	۲۴	۱۰۹	۲۶	فتح	۲۹
۸۹	۲۷	حدید	۱۸—۱۱	۱۱۰	۲۹	مرسلات	۵ — ۱
۹۰	۶	مائدہ	۵۲	۱۱۱	۲۸	جمعہ	۲
۹۱	۶	مائدہ	۴۵	۱۱۲	۲۴	حم سجدہ	۴۴
۹۲	۵	نساء	۱۱۶	۱۱۳	۷	انعام	۱۱۳
۹۳	۱۵	اسرائیل	۴۶-۴۵	۱۱۴	۱	بقر	۳۳
۹۴	۱۰	توبہ	۲۸	۱۱۵	۵	نساء	۳۴
۹۵	۲۲	احزاب	۶۱	۱۱۶	۱۱	یونس	۵۷

آریہ پریس گوجرانوالہ

آریہ پُرشوں کو ویدک دھرم سبندھی ٹریکٹ اور پستک چھپوانے میں کئی طرح کی تکلیف اور زیادتی خرچ وغیرہ کا مقابلہ اور اس سے دھرم پرچار میں بھاری رکاوٹ دیکھکر یہ پریس جاری کیا گیا ہے جسکا خاص مدعا آریہ پرشوں کو ہر طرح کی سہولت دیکر صفائی اور عمدگی سے سستا کام کر دینا ہے - لہذا بذریعہ اشتہار ہذا ویددھرم پرچار کے حامیوں کو یہ مژدہ سنا کر توقع کیجاتی ہے کہ آریہ بھائی مطبع کو کام دیکر دھرم پرچار کے ایک بھاری پہلو میں کامیابی حاصل کرنے کو اُدویت ہوں گے - علاوہ ان پستکوں اور ٹریکٹوں کے دیگر ہر طرح کا کام بھی آریہ پرشوں اور عام شائقینوں کے لئے ہو سکتا ہے +

المشتہر

ویدک دھرم سیوک گوکل چند

چڈھہ مالک آریہ پریس گوجرانوالہ

آریہ سماج کے اصول

(۱) سب سچے علم اور علم سے جو کچھ معلومات حاصل ہوتے ہیں اُن سبکا اصل اصول پرمیشور ہے

(۲) ایشور ست چت انند سوروپ۔ نراکار۔ سرو شکتیمان۔ نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ انن[illegible]

نروکار۔ اناوی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرو ایشور۔ سرو ویاپک۔ سرو انتریامی۔ [illegible]

امر۔ ابھے۔ نتیہ۔ پوتر۔ اور سرشٹی کرتا ہے اُسی کی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

(۳) وید سچے علوم کی پُستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا سُننا سُنانا آریوں کا پرم دھرم [illegible]

(۴) سچ کے قبول کرنے اور جھوٹھ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہئے

(۵) سب کام دھرم کے مطابق یعنی سچ اور جھوٹھ کو سوچکر کر[illegible]

چاہئیں۔

(۶) سنسار کا اپکار کرنا اِس سماج کا خاص منشاء ہے یعنی جسمانی روحانی

اور مجلسی ترقی کرنا۔

(۷) سب سے باتحاد تمام دھرم کے مطابق جس سے جیسا مناسب ہو برتنا چاہئے

(۸) جہالت کا ناش اور علم کی ترقی کرنی چاہئے۔

(۹) ہر ایک کو اپنی ہی بہبودی میں خوشنود نہ رہنا چاہئے۔ بلکہ سب کی

بہبودی میں اپنی بہبودی سمجھنی چاہئے۔

(۱۰) سب آدمیوں کو اُن اصولوں کی تعمیل میں کہ جو رفاہ عام سے متعلق ہوں پرتنتر

رہنا چاہئے۔ اور اُن اصولوں کی تعمیل میں جو اپنی ذات سے متعلق

سب خود مختار رہیں۔

طبع اول کا دیباچہ

زمانۂ حال کے آریہ سماج کے بانی[1] نے شہر پونا میں بھی پندرہ سلسلہ وار تقریریں اُسی طریقہ پر کی تھیں جس طرح پر کہ وہ ہر جگہ ویدک دہرم اُپدیش دیا کرتے تھے برخلاف اور جگہوں کے پونا کے کسی لایق سجن نے ان پندرہ تقریروں کا خلاصہ قلمبند کر کے کسی اخبار میں چھپوا دیا تھا۔ سوامی دیانند جی نے یہی تقریریں سنسکرت میں کی تھیں لیکن چھپوانے والے نے خلاصہ تقریروں کا مہاراشٹر (مرہٹہ) زبان میں کر کے شایع کیا تھا کچھ عرصہ گزرا کہ پنڈت گنیش رامچندر جی سابق اُپدیشک آریہ سماج جودھپور نے اس مرہٹی رپورٹ کا دیوناگری میں ترجمہ کیا۔ اور اُن میں سے ۹ لیکچروں کو درست کر کے بابو رام بلاس سارڈا منتری آریہ پرتی ندھی سبھا راجپوتانہ نے سبھا موصوف کی طرف سے چھپوا بھی دیا تھا۔ اسی اثناء میں (شاید پنڈت لیکھرام جی کی درخواست پر) آریہ سماج کے دو پرشارتھی اور دہارمک سبھاسدوں یعنی ٹھاکر گوبند سنگھ صاحب منصبدار و پنڈت شری نواس آچاریہ صاحب دھارا شیو ریاست حیدرآباد نے پنڈت بھگوتی پرشاد شکل ساکن موضع کلب سے انہیں پندرہ دیا کھیانوں کا دیوناگری میں ترجمہ کرایا۔ میں نے اس اردو ترجمہ میں جو کہ اس وقت پبلک کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ ۹ لیکچروں تک ان دونوں دیوناگری الفاظوں سے کام لیا ہے۔ اور آخری ۶ چھ لیکچروں کے لئے مجبوراً مجھے صرف

نوٹ [1] واضح رہے کہ ویدک دہرم کو ماننے والے سماج کا نام آریہ سماج ہے۔ جو ہر زمانہ میں موجود تھا زمانہ حال میں اُسے از سرِ نو تازہ کرنیوالے سوامی دیانند ہوئے ہیں۔

شُکل جی کے ترجمہ پر ہی اکتفا کرنا پڑا ہے۔

اِن لکچروں کی رپورٹ ہی ظاہر کر رہی ہے کہ موجودہ صورت میں انہیں شری سوامی جی کے اصل الفاظ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اصل تقریریں سوامی جی نے زبان سنسکرت میں کی تھیں۔ اُن کے نوٹ لیتے گئے۔ اُن کا پھر مرہٹی میں ترجمہ کیا گیا۔ اُس کا ترجمہ دیوناگری میں ہوا۔ اور اب اُس ترجمہ در ترجمہ کا ترجمہ میں پیش کرتا ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اجمیر کے چھپے ہوئے اور پنڈت بھگوتی پرساد کے لکھے ہوئے ترجموں میں بہت سی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اِس قسم کا کوئی بھی نقص باقی نہ رہے۔ چنانچہ جس جگہ الفاظ کے ردوبدل سے مطلب آسانی سے ظاہر ہو سکتا تھا۔ اُس جگہ بلا تامل ردوبدل کر دی گئی ہے۔ اور بعض جگہوں میں مطلب کو زیادہ واضح کرنے کے لئے خطوط وحدانی میں اپنی طرف سے مضمون ڈالا گیا ہے اور بہت ہی جگہوں میں نوٹ دیکر مطلب کو صاف کیا گیا ہے۔

اِن لکچروں کے شایع کرنے کی وجہ جتلانا بھی ضروری ہے۔ دوران ترجمہ میں بعض بھائیوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ جب ستیارتھ پرکاش ہی مفصل کتاب شری سوامی جی کے سدھانتوں کو ظاہر کرنیوالی موجود ہے تو پھر اِن لکچروں کے طبع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرا جواب یہہ ہے کہ اِن لکچروں میں بعض امور ایسے بیان ہوئے ہیں جو کہ ستیارتھ پرکاش کے بعض امور پر زیادہ روشنی ڈالیں گے۔ اور آریہ سماج کے بعض سدھانتوں کو زیادہ تر واضح طور پر ظاہر کریں گے۔ ایک ہی مثال سے میرے اِس دعویٰ کی تائید ہو جائیگی۔ مہرشی پتنجلی کے یوگ شاستر کے وبھوتی پاد کی نسبت اکثر آریہ سماجسٹ پرشوں کو دقت معلوم دیا کرتی ہے۔ انیما۔ گریما وغیرہ سدھیوں کا جسم کے ساتھ تعلق کچھ انہونا سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن سوامی جی مہاراج نے اِن لکچروں میں اِس دقت کو بالکل دور کر دیا ہے۔ انہوں نے وہاں بیان کیا ہے کہ چونکہ یوگ ابھیاس آتما کا دھرم ہے۔ اِس لئے یہ سدھیاں جسم کو نہیں حاصل ہوتیں بلکہ آتما کو۔ اِسی طرح پر اور بہت سی جگہوں میں یہ نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ مہرشی کے اپنے جیون کے بہت سے

نئے حالات اِن لکچروں سے معلوم ہوتے ہیں۔ میری رائے میں یہ لکچر ستیارتھ پرکاش کے ضمیمہ کا کام دیں گے۔ اور بعض حالات میں ایک عمدہ تفسیر سے کم کارآمد نہ ہوں گے۔ اگر اسیطرح پر ہر ایک جگہ کے لکچروں کا خلاصہ ہمارے لئے محفوظ رہتا تو شاید بعض شبہات جو کہ اکثر بھائیوں کو اپنشدوں کے سمجھنے میں پیدا ہوتے ہیں صاف ہو جاتے۔

کام کا بوجھ چونکہ مجھ پر زیادہ ہے۔ اسلئے مجبوراً مجھے اس ترجمہ میں تیزی سے کام لینا پڑا ہے۔ اور ترجمہ میں نظر ثانی بالکل نہیں کر سکا۔ اس لئے ممکن ہے کہ بہت سی غلطیاں رہ گئی ہوں۔ اپنے عالم آریہ بھائیوں سے التماس ہے۔ کہ اگر اُنہیں کوئی غلطی دکھائی دیوے تو فوراً میرے پاس لکھ بھیجیں۔ آئندہ اشاعت میں سب غلطیاں درست کر دوں گا۔

پیارے ویدشاستر کی قدر کرنیوالے بھائیو! اس ناچیز تحفہ کو قبول کرو۔ اور ایک بزرگ کے کلام کو خواہ وہ کیسے ہی ادنےٰ ذریعہ سے تمہارے پاس پہنچے۔ صدق دل سے سنو۔

اوم شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ

جالندھر شہر
۱۴۔ جنوری ۱۸۹۶ء
منشی رام جگیاسو

طبع دوم کا دیباچہ

جیسی کہ امید تھی طبع اول کی ۱۰۵۰ جلدیں فروخت ہو چکیں اور مجھے موقعہ ملا ہے کہ جو نقائص کہ طبع اول میں بوجہ عدیم الفرصتی اور عجلت کے رہ گئے تھے۔ وہ دور کر دوں اکثر جگہوں میں تو کتابت کی غلطیاں تھیں جو کہ آسانی سے درست ہو گئی ہیں۔ لیکن بعض جگہ ترجمہ میں مناسب الفاظ استعمال نہیں ہوئے تھے۔ اُنکی جگہ اب مناسب الفاظ کو

شکل جی کے ترجمہ پر ہی اکتفا کرنا پڑا ہے۔

اِن لکچروں کی رپورٹ ہی ظاہر کر رہی ہے کہ موجودہ صورت میں انہیں شری سوامی جی کے اصل الفاظ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اصل تقریریں سوامی جی نے زبان سنسکرت میں کی تھیں۔ اُن کے نوٹ لئے گئے۔ اُن کا پھر مرہٹی میں ترجمہ کیا گیا۔ اُس کا ترجمہ دیوناگری میں ہوا۔ اور اب اُس ترجمہ در ترجمہ کا ترجمہ میں پیش کرتا ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اجمیر کے چھپے ہوئے اور پنڈت بھگوتی پرساد کے لکھے ہوئے ترجموں میں بہت سی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اِس قسم کا کوئی بھی نقص باقی نہ رہے۔ چنانچہ جس جگہ الفاظ کے ردوبدل سے مطلب آسانی سے ظاہر ہو سکتا تھا۔ اُس جگہ بلا تامل ردوبدل کر دی گئی ہے۔ اور بعض جگہوں میں مطلب کو زیادہ واضح کرنے کے لئے خطوط وحدانی میں اپنی طرف سے مضمون ڈالا گیا ہے اور بہت ہی جگہوں میں نوٹ دیکر مطلب کو صاف کیا گیا ہے۔

اِن لکچروں کے شائع کرنے کی وجہ بتلانا اسجگہہ ضروری ہے۔ دوران ترجمہ میں بعض بھائیوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ جب ستیارتھ پرکاش ہی مفصل کتاب شری سوامی جی کے سدھانتوں کو ظاہر کرنیوالی موجود ہے تو پھر اِن لکچروں کے طبع کرنیکی کیا ضرورت ہے۔ میرا جواب یہہ ہے کہ اِن لکچروں میں بعض امور ایسے بیان ہوئے ہیں جو کہ ستیارتھ پرکاش کے بعض امور پر زیادہ روشنی ڈالیں گے۔ اور آریہ سماج کے بعض سدھانتوں کو زیادہ تر واضح طور پر ظاہر کرینگے۔ ایک ہی مثال سے میرے اِس دعوےٰ کی تائید ہو جائیگی۔ مہرشی پتنجلی کے یوگ شاستر کے وبھوتی پاد کی نسبت اکثر آریہ سماجسٹ پرشوں کو دقت معلوم دیا کرتی ہے۔ انطریما۔ گریما وغیرہ سدھیوں کا جسم کے ساتھ تعلق کچھ الجھا سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن سوامی جی مہاراج نے ایک لکچر میں اِس دقت کو بالکل دور کر دیا ہے۔ انہوں نے وہاں بیان کیا ہے کہ چونکہ یوگ ابھیاس آتما کا دھرم ہے۔ اس لئے سدھیاں جسم کو نہیں حاصل ہوتیں بلکہ آتما کو۔ اسی طرح پر اور بہت سی جگہوں میں نئی نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ مہرشی کے اپنے جیون کے بہت سے

نئے حالات اِن لکچروں سے معلوم ہوتے ہیں۔ میری رائے میں یہ لکچر ستیارتھ پرکاش کے ضمیمہ کا کام دیں گے۔ اور بعض حالات میں ایک عمدہ تفسیر سے کم کارآمد نہ ہوں گے۔ اگر اسیطرح پر ہر ایک جگہ کے لکچروں کا خلاصہ ہمارے لئے محفوظ رہتا تو شاید بعض شبہات جو کہ اکثر بھائیوں کو اُپدیشوں کے سمجھنے میں پیدا ہوتے ہیں صاف ہو جاتے۔

کام کا بوجھ چونکہ مجھ پر زیادہ ہے۔ اسلئے مجبوراً مجھے اس ترجمہ میں تیزی سے کام لینا پڑا ہے۔ اور ترجمہ میں نظر ثانی بالکل نہیں کر سکا۔ اس لئے ممکن ہے کہ بہت سی غلطیاں ہوگئی ہوں۔ اپنے عالم آریہ بھائیوں سے التماس ہے۔ کہ اگر انہیں کوئی غلطی دکھائی دیوے تو فوراً میرے پاس لکھ بھیجیں۔ آئندہ اشاعت میں سب غلطیاں درست کردوں گا۔

پیارے ویدشاستر کی قدر کرنیوالے بھائیو! اِس ناچیز تحفہ کو قبول کرو۔ اور ایک بزرگ کے کلام کو خواہ وہ کیسی ہی ادنےٰ ذریعہ سے تمہارے پاس پہنچے۔ صدق دل سے سنو۔

اوم شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ

جالندھر شہر
۱۴۔ جنوری ۱۸۹۸ء

منشی رام جگیاسو

طبع دوم کا دیباچہ

جیسی کہ امید تھی طبع اول کی ۱۰۵۰ جلدیں فروخت ہوچکیں اور مجھے موقعہ ملا ہے کہ جو نقائص کہ طبع اول میں بوجہ عدیم الفرصتی اور عجلت کے رہگئے تھے۔ وہ دور کردوں اکثر جگہوں میں تو کتابت کی غلطیاں تھیں جو کہ آسانی سے درست ہوگئی ہیں۔ لیکن بعض جگہ ترجمہ میں مناسب الفاظ استعمال نہیں ہوئے تھے۔ اُنکی جگہ اب مناسب الفاظ کو

داخل کرکے ترجمہ کی حیثیت میں ترقی کر دی گئی ہے بعض جگہوں میں جن وید منتروں کا ترجمہ اصل میں موجود نہ تھا - اور طبع اول میں بھی جلدی میں رہگیا تھا وہ اب کر دیا گیا ہے شاستروں کے پرمان دیتے ہوئے بعض جگہوں میں ادھیاء وغیرہ کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا - وہ بھی اب حتی الوسع درست کر دیا گیا ہے - اور خاص خاص نوٹ زائد بڑھا کر میں نے کوشش کی ہے کہ ہر ایک اردو خواں کی سمجھ میں ان لکچروں کا مطلب آجاوے ؞

جالندھر شہر
تاریخ ۹ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

منشی رام جگیاسو

شری سوامی دیانند سرستی جی

کے

پندرہ ویاکھیانوں کا اردو ترجمہ

جو کہ

انہوں نے پونا شہر میں جولائی و اگست ۱۸۷۵ء میں دیئے تھے

پہلا ویاکھیان

ایشور سِدھی

ओ३म् शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्यमा । शन्न इन्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः ॥ नमो ब्रह्मणे । नमस्ते वायो त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि । त्वामेव प्रत्यक्षं ब्रह्म वदिष्यामि । ऋतं वदिष्यामि । सत्यं वदिष्यामि । तन्मामवतु । तद्वक्तारमवतु ।

अवतु माम् । अवतु वक्तारम् । ओ३म् शान्ति
शान्ति शान्तिः ॥ ॥ ॥

آدم - یہ ایشور کا سب سے افضل نام ہے - کیونکہ اس میں اُس کے سب اوصاف کا میل ہوتا ہے - ایشور کی
سیدھی پہلا کرنی چاہئے - اس کے بعد دھرم کے انتظام کا بیان کرنا مناسب ہے کیونکہ

ستی گُند سے چترم - اس پرمان سے (مقولہ کے مطابق) جبکہ स्तुतिकृद्देवि त्रम
کہ ایشور کی بدھی نہ ہووے - تب تک دھرم کے ویاکھیان کرنیکا موقعہ نہیں ہے -

(اسکے اب سوامی جی مہاراج نے حسب ذیل وید منتر اور آپ لشٹ واکیہ بولکر انکا ارتھ سمجھایا -)

स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरꣳ शुद्ध
मऽपापविद्धम् । कविर्मनीषी परिभूः स्वय
म्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥

(ترجمہ وہ پرماتما سرو ویاپک - منبع روشنی - جسم کی قید سے بری - ہر قسم کے
چھید بھید سے بری - ناڑی اور نس وغیرہ کے بندھنوں سے آزاد - پاک اور پاپ کے
پھلوں سے سدا مُکت ہے - سب کا دیکھنے والا - دلونکی جاننے والا - سب سے
افضل - اپنا آپ ہی سہارا - ہر ایک پرلے میں جیووں کو اُنکے اعمال کے مطابق
سزا جزا دیتا ہے)

دیوتوں کی مورتیوں میں چونکہ یہہ (اوپر کے شاستر پرمانوں میں بیان کئے ہوئے
گُن نہیں ملتے - اس لئے مورتی پوجا ممنوع ہے - اسپر اگر کوئی ایسا اعتراض کرے کہ راون
وغیرہ کی طرح کے دُشٹوں کو شکست دینے کے لئے اور بھگتوں کی مُکتی ہونے کی غرض سے
اوتار لینا چاہئے - تو ایشور سرو شکتیمان ہے - اسلئے اوتار کی ضرورت دور ہو جاتی ہے - کیونکہ

8 ترجمہ - جب دیوار کا ہی وجود نہیں تو اُسپر نقش کیسے بن سکتے ہیں - ۱۲

محض خواہش سے ہی وہ راون کا ناش کرسکتا تھا۔ اسیطرح پر بہت سے ہوے لوگ ایسا بھی کہتے ہیں۔ کہ بھگتوں کی اپنانا کے لیئے ایشور کا کچھ نہ کچھ اوتار ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ جسم میں قائم جو جیو آتما ہے۔ وہ بھی آکار سے رہت (نرآکار) ہے۔ ایسا سب کوئی مانتے ہیں لیکن دلیا آکار نہ ہوتے ہوئے بھی ہم باہمی ایکدوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اور روبرو کبھی نہ دیکھتے ہوئے بھی صرف اوصاف سنکر ہی بھگی اور عزت کے خیالات کسی انسان کے بارے میں رکھ سکتے ہیں پس یہ کہنا ٹھیک نہیں ہوسکتا۔ اسکے سوائے من کا آکار نہیں ہے من کے ذریعہ سے پرمیشور حاصل کرنے کے لائق ہے۔ اُسے جڑ اندریوں کے گرہن کرنے کے لائق بیان کرنا معقولیت نہیں ہے۔

سری کرشن جی ایک افضل انسان تھے۔ اُن کا مہابھارت میں عمدہ بیان کیا ہوا ہے لیکن بھاگوت میں اُنپر طرح طرح کے عیب لگاکر بدعمالیوں کا بازار (اُنکی نسبت) گرم کر رکھا ہے۔

ایشور سروشکتیمان (قادر مطلق) ہے۔ اِس سے شکتیمان کا ارتھ کیا ہے (یہ معلوم کرنا چاہیئے) نہ کرنے کے لائق کام یا اپنے نیم کے برخلاف کام کرنا ایسی شکتی سے مراد نہیں ہے۔ بلکہ سروشکتیمان کا ارتھ نیاء (انصاف) نہ چھوڑتے ہوئے کام کرنیکی شکتی رکھنا ہے یہی سروشکتیمان سے مطلب ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ ایشور نے اپنا بیٹا پاپ چھوڑانے کے لئے جگت میں بھیجا۔ کوئی کہتے ہیں کہ پیغمبر کو اُپدیش کے لیئے بھیجا۔ سو یہ سب کچھ کرنیکی پرمیشور کو کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ وہ سروشکتیمان ہے۔

بل[۱]۔ گیان[۲]۔ اور کریا[۳]۔ یہہ سب شکتی کے اقسام ہیں (پرماتما کے) بل۔ گیان۔ اور کریا اننت (یعنی لامحدود) اور سبھیں سوابھاوک ہیں۔ ایشور کا آدی کارن نہیں ہے۔ اُسکا آدی کارن (اصل سبب) ماننے سے ۔ اَن اوستھا پرسنگ آتا ہے۔ (یعنی ناپائیدار دلیلوں کا حلقہ بندھ جاتا ہے) دہریہ پن کی پیدائش سانکھیہ (شاستر یا درشن) پڑھے ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن سانکھیہ شاستر کے بنانیوالے کپل مُنی دہریہ پن کی تعلیم دینے والے نہ تھے۔ اُنکی سوتروں کا

نوٹ (۱) طاقت (۲) علم (۳) حرکت

سہارالیکر بعض لوگ ایسا کہتے ہیں۔ کہ کپل دہریہ تھے لیکن اُن کے سوتروں کا ارتھ ٹھیک نہیں کیا جاتا۔ وے سوتر حسب ذیل ہیں۔

(۱) —— इश्वरासिद्धे :

(२) मुक्तबद्धयोरन्यतराभावन्नतत्सिद्धिः ॥

(३) उभयथाप्यसत्करत्वम् ॥

(४) मुक्तात्मनः प्रशंसा उपासासिद्धस्य वा ॥

دیکھو سانکھ درشن ادھیا اول سوتر ۹۲-۹۳-۹۴-۹۵)

لیکن سوتروں کی مطابقت پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے۔ کہ بھگوان کپل یہ مانتے تھے کہ ایشور ایک ہی ہے۔ دوسرا نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کا سدّھانت ہے۔ کہ پُرش ہے۔ وہی پُرش सहस्रशीर्षा وغیرہ وید منتروں میں بیان کیا گیا ہے۔ ایجرماہیں۔ वेदाहमेतं पुरुषं महान्तम् । وغیرہ کہا ہوا ہے۔

پرمان چار قسم کے ہیں۔ پرتیکش[۱]۔ انومان[۲]۔ اُپمان[۳]۔ شبد[۴]۔ مختلف شاستر کار پرمانوں کی تعداد مختلف مانتے ہیں۔ میمانسا شاستر کے مُصنّف جیمنی جی دو پرمان مانتے ہیں۔ نیائے[۱] شاستر کے مُصنّف گوتم آٹھ بعض دیگر نیائے شاستر کار چار مانتے ہیں۔ یوگ شاستر کے مُصنّف پتنجلی تین پرمان مانتے ہیں۔ سانکھیہ[۲] شاستر کے مُصنّف ۳ اور نو (وشیشک کے مُصنّف کناد جی چھ) اور ویدانت[۳] (کے مُصنّف ویاس بھگوان کی رائے) میں چھ پرمان مانے گئے ہیں لیکن علیحدہ علیحدہ تعداد اُنا خاص شاستروں کے مضامین کے لحاظ سے ہے۔ وگرنہ کُل پرمانوں کو ملانے سے صرف تین پرمان ہی باقی رہتے ہیں۔

پرتیکش[۱]۔ انومان[۲]۔ اور شبد[۳]۔ اِن تین پرمانوں کی عقدہ کشائی کرکے ایشور سدّھی کے مضمون میں کوشش کرتے وقت پرتیکش کی عقدہ کشائی سے پہلے انومان کی عقدہ کشائی کرنی چاہئے۔ کیونکہ پرتیکش کا گیان بہت محدود اور ادنیٰ ہے۔ ایک انسان کے حواسوں کے

ذریعہ سے کس قدر گیان ہو سکتا ہے؟ یعنی بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے۔ اس لئے پرتیکش کو ایک طرف رکھ کر شاستروں کے متعلق مضامین میں انومان پرمان ہی زیادہ تر سمجھا گیا ہے۔ انومان کے بغیر آئندہ طریق عمل کی بابت ہمارا جو مصمم یقین رہتا ہے۔ وہ بیفائدہ ثابت ہوگا۔ کل سوریہ اُدے ہوگا۔ یہ پرتیکش نہیں ہے۔ پھر بھی اِس بارے میں کسی کے من میں ذرا بھی شبہ نہیں ہوتا۔ اب انومان کے تین اقسام ہیں۔

(۱) پوروودت۔ یعنی علت سے معلول کا انومان۔

(۲) شیش ودت۔ یعنی معلول سے علت کا انومان۔

(۳) سامانیہ تو درِشٹ۔ یعنی جس طرح کا جہان میں انتظام دکھائی دیتا ہے اُسپر سے جو انومان ہوتا ہے۔

اِن تینوں پرماں کی عقدہ کشائی کرنے سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ ایشور پرم پرش سناتن۔ برھمنڈ کا بنانیوالا ہے۔ رچنا روپی کاریہ دیکھکر انومان ہوتا ہے کہ اِس کا رچنے والا کوئی ضرور ہے۔ پانچ بھوتوں (عناصر خمسہ) کا جہان خود بخود نہیں بن گیا کیونکہ عملاً گھر کے سامان کی صرف موجودگی سے ہی گھر نہیں بنجاتا۔ یہ ہم دیکھتے ہیں اور یہی انو بھو سب جگہ ہے۔ جبتک کہ اشیاء کی آپسمیں ملاوٹ نہ ہو۔ اور ساتھ ہی نیا نتیجہ پیدا ہونیکی آسانی نہ ہو۔ تب تک خود بخود کوئی بھی صورت ظہور میں نہیں آتی۔ پس اِس سے صاف ظاہر ہے کہ جہان میں ترتیب اور انتظام جو ہم دیکھتے ہیں اُسکا پیدا کرنے اور نیم میں قایم رکھنے والا ایسا کوئی فعل **پرش** ضرور ہونا چاہئے۔

اب اگر کسی کی یہ خواہش ہو کہ ایشور کی سدّھی میں پرتیکش ہی پرمان ہونا چاہئے تو اُسکا دچار یوں ہے۔ کہ پرتیکش کے قاعدہ سے گُن (صفت) کا گیان ہوتا ہے۔ گُن کا رکھنے والا جو گُنی (موصوف) چیز ہے۔ اُسکا گیان پرتیکش ریتی سے نہیں ہوتا۔ ویسے ہی ایشور کے متعلق گُنوں کا گیان مادّی اور روحانی جہان کے ذریعہ سے پرتیکش ہوتا ہے

اسی پر سے اِن صفتوں کا موصوف جو ایشور ہے اُسکا گیان بھی ہو یہی ایسا سمجھنا چاہئے۔

हिरण्यगर्भः समवर्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत् । स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥ ४ ॥

ترجمہ۔ (جو آتما آفرینش سے پیشتر روشن کُروں کا منبع اور سہارا تھا اور جو کچھ بنا تھا۔ بنا ہے یا آئندہ بنے گا۔ اُن سبکا جو مالک ہے۔ وہ کُرہ زمین سے لیکر سورج بناکر سبکو دھارن کر رہا ہے۔ اُس راحتِ کُل پرم آتما ہی کی بھگتی ہم لوگ کیا کریں)

ہرنیہ گربھ کا ارتھ سالگرام کی بٹیا نہیں ہے۔ بلکہ ہرنیہ یعنی جیوتی (روشنی۔ جلال) جسمیں ہے وہ جیوتی سوروپ پرماتما ایسا ارتھ ہے۔ مورتی پوجا کا دیوانہ پن لوگوں میں پیدا ہوا ہے۔ ایسی کیا کرنا چاہئے۔ یہہ ایکطرحکی زبردستی ہے۔ مورتی پوجا کا آڈمبر جینیوں سے ہندو لوگوں نے لیا ہے۔

यत्र नान्यत् पश्यति नान्यच्छृणोति नान्यद्विजानाति स भूमा परमात्मा ॥

وہ امرت ہے۔ وہی سب کے اپاسنا کرنے کے لایق ہے۔ اور اُس سے جو علیحدہ ہے وہ جھوٹھہ ہے۔ اور اپنا آدھار نہیں ہے ॥ اوم شانتیہہ۔ شانتیہہ۔ شانتیہہ ॥

دوسرا ویاکھیان

شنکا سمادھان

سوال اول۔ کاریہ (معلول) اور کارن (علت) علیحدہ علیحدہ ہیں یا کس طرح ؟۔

جواب اوّل - کہیں کہیں مختلف نہیں ہے - اور کہیں کہیں مختلف بھی ہے - مٹی ہی سے
بنا ہوا گھڑا مٹی ہی رہتا ہے - لیکن گوشت کی سُرخی سے ناخن پیدا ہوتے ہیں - پھر بھی
یہ ناخن گوشت کی سُرخی نہیں ہیں - اسی طرح مکڑی کے پیٹ سے جالا پیدا ہوتا ہو - لیکن
مکڑی جالا نہیں ہوتی - گوبر سے بچھو پیدا ہوتا ہے - لیکن پھر بھی گوبر اور بچھو کیا کبھی ایک
ہو سکتے ہیں ؟ جب پرمیشور کو سرو شکتیمان چیتنیہ کہتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے - کہ سرو شکتیمانتا
چیتن میں ہے - یعنی سامرتھ کی وجہ سے چیتن نمت کارن (علتِ فاعلی) ہوتا ہے - اس
جگہ پر جڑ پدارتھ جو کہ جہان کا اُپادان کارن (علتِ مادّی) ہے - وہ اور نمت کارن
ایک نہیں ہے - اب एकमेवाद्वितीयम् ।
یہہ جو اُپنشد واکیہ ہے - اِس کا ارتھ کرنے کے لئے اوپر کی بحث کے مطابق کوئی اعتراض
عائد نہیں ہوتا - کیونکہ یہہ ٹھیک نہیں ہے - کہ آدوتیہ (لاثانی) کہنے سے ایشور ہی
اُپادان یعنی علتِ مادّی ہو گیا - کارن بھید تین قسموں کا ہوتا ہے - سُوجاتی بھید
وِجاتی بھید - سُوگت بھید - اب آدّوتیہ (لاثانی) کا یہہ ارتھ کہ یہہ جو سب کچھ
ہے - وہ ایشور ہی ہے - صرف نوین (نئے) ویدانتی لوگ کرتے ہیں - لیکن یہہ ارتھ
ٹھیک نہیں ہے - بلکہ ادوتیہ کا ارتھ یہ ہے کہ دوسرا کوئی ایشور نہیں - ایشور ایک ہے
اور اُسمیں ملاوٹ بھی نہیں - اب نوین ویدانتی حسب ذیل واکیوں سے اپنا مطلب سِدّہ
کرنا چاہتے ہیں -

(१) ईश्वरः सर्वं सृष्टिं प्राविशत् ।

(२) सर्वं खल्विदं ब्रह्म ॥

اِن واکیوں کا ارتھ کس طرح پر کیا جاوے ؟ نوین ویدانتی لوگ (اِدم وشو) इदं
ایسا مان کر اُس شبد کا رشتہ सर्वं (سرو) کے پیچھے جوڑتے ہیں - لیکن विश्व
گرنتھ (مراد اُپنشد کی کتاب سے ہے) کے اگلے پچھلے مطلب کی طرف غور کرنے سے
(اِدم) इदं شبد کا سمبندھ برہم کے ساتھ جوڑنا پڑتا ہے - جس طرح کہتے ہیں -

इदं सर्वं घृतम् ॥

یعنی یہ بالکل گھی ہی ہے۔ تو جانا جاتا ہے۔ کہ اِسمیں تیل وغیرہ کی ملاوٹ نہیں ہے
اُسی طرح یہاں بھی سرو سर्वं شبد کا مطلب یہ ہے۔ کہ اِس برھم میں مختلف اشیاء کی ملاوٹ
نہیں ہے۔ ایسا ارتھ کرنے سے ہماری کہنی کے مطابق شرتی کا ارتھ بالکل وِوِش رہت
ہوجاتا ہے۔ اور سوائے اِس کے اگر ایسا ارتھ نہ کیا جاوے تو۔

नानावस्तु ब्रह्मणि ।

یا برہدارنیک اُپنشد میں

यश्चात्मनि तिष्ठन्नात्मनो न्तरो

यमात्मा न वेद यस्यात्मा शरीरम् ॥

اِن واکیوں کے ارتھ کرنے میں بڑی دقت واقعہ ہوگی۔ اب وچار کرنا چاہئے۔ کہ
ایک ہی شریر کی جگہہ میں ویاپیہ اور ویاپک اِن دونوں کو اکٹھا نہیں کر سکتے۔ مثلاً
گھر آکاش (خلا) میں قایم ہے اور آکاش کے ویاپک ہونے کی وجہ سے گھر ویاپیہ
ہے۔ اِس لئے یہ انومان کبھی برآمد نہیں ہوسکتا۔ کہ گھر اور آکاش ایک ہیں۔ اِسی
طرح جیوآتما اور پرماتما ایک ہی ہیں۔ اب کہنی کو جگہہ نہیں رہتی۔

अहं ब्रह्मास्मि ।

اِس واکیہ کا ارتھ کیا جائے تو یہہ اعلیٰ درجہ کی محبت کی تمثیل ہے۔ یہ دُنیا دی
مثال سے صاف ہوجاتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ میرا دوست کیا ہے۔ میں ہی ہوں لیکن میں
اور میرا دوست یہ دونوں ہمیشہ ہی ایک ہیں ایسا نتیجہ اِس کلام کا نہیں نکالا جاتا۔
سمادھی میں مگن ہوتے وقت
تत्वमसि ایسا مُنی لوگ کہہ گئے لیکن آگے
پیچھے کی طرف دھیان دینے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مُنیوں کے اِس قول کا یہ مطلب
نہیں ہے کہ جیوآتما اور پرم آتما میں بھید نہیں ہے۔ کیونکہ اِسی بچن کے اگلے حصے
میں اِس سارے ستھول اور سوکشم جگت میں کارن سمبندھ سے پرماتما کی موجودگی

انی گئی ہے۔ پرماتما کا آتما دوسرا نہیں सआत्मा وہی آتما ہے۔

तदेतदात्म्यमिदं सर्वं तत्सत्यं स आत्मा तत्त्वमसि

جو سب جگت کا آتما وہ تیرا ہی ہے۔ اِسلئے جیو آتما اور پرماتما میں سیوک اور مالک۔ دیاپیہ اور دیاپک۔ آدہیہ اور آدہار کے سمبندھ ٹھیک ہیں۔ ائیتریہ اُپنشد میں حسب ذیل واکیہ ہے۔

प्रज्ञानं ब्रह्म ॥ اُسکی واکیہ ببرن میں حسب ذیل تشریح کی ہے۔

प्रज्ञानमानन्दं ब्रह्म ॥

اور پھر کہا ہے کہ तत् सृष्ट्वा तदेवानुप्राविशत् یعنی پرمیشور ہی سرشٹی بنا۔ اِسمیں کاریہ اور کارن ایک ہی ٹھہر گئے۔ جب الیشور گیانی ہے تو یہہ کہنی سے کہ اِودیا مایا وغیرہ کے بس ہوکر سرشٹی کی پیدائیش کا سبب ہو۔ اُسمیں بھرانتی مانی پڑیگی۔ لیکن جو دیش (جگہ)۔ کال (زمانہ)۔ وستو (اشیاء) سے محدود ہے اُنہیں بھرانتی ہوتی ہے پس یہی بھرانتی برہم میں ماننے سے اُس کا گیان انِتیہ (فانی) ٹھہرتا ہے۔ یہ غور کرنے کے لائق باتیں ہیں۔ اسی طرح جیو بھاونا بھی بھرانتی کا نتیجہ ہے۔ بھرانتی دور ہونے سے جیو برہم ہوتا ہے۔ یہہ بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ بھرانتی پرماتما میں ممکن نہیں ہے۔ اگر نوین ویدانتیوں کی یکتی مانیں گے۔ تو برہم کو انرموکش پرسنگ آویگا۔ جیو اور برہم کو اگر ایک کہیں تو جیو میں برہم کے گُن نہیں ہیں۔ جیو میں لامحدود گیان اور سامرتھیہ نہیں ہے۔ اگر ہم برہم بنجاویں تو جگت بھی رچ لیویں۔ اِس لئے تاکیداً پھر کہنا پڑا کہ جہان جڑ اور برہم چیتن ہے۔ اور اُنکا باہمی آدہار آدہیہ سیویہ سیوک اور دیاپیہ دیاپک سمبندھ ہے۔ جس طرح سونے سے اُٹھہ کر انوبھو سی کہتا ہے کہ سُکھ سے سویا کیونکہ چیتن نتیہ گیانی ہے۔ تیتریہ اُپنشد میں آنند مے کوش کے انگ بیان کئے ہوئے ہیں۔ حاصل کلام یہہ کہ جیو برہم نہیں ہے جگت برہم نہیں ہے۔ اِس جگہہ یہی ٹھیک ہے۔ کہ کاریہ اور کارن ایک نہیں ہیں۔ بلکہ

بیشمار جیو سہت اور جیو سے رہت پدارتھ ایشور نے اپنی سامرتھ سے بنائے
وہ سامرتھ ہمیشہ اُسی کے پاس رہتا ہے۔ وچارنے سے غلطی دور ہو جاتی ہے۔

سوال دوم۔ تم کہتے ہو کہ اوتار نہیں ہوئے تو ایشور کو سگن اور نرگن کیوں مانتے ہو؟

جواب دوم معمولی یعنی موٹی عقل والے آدمیوں میں سگن کے معنی اوتار اور نرگن کے
معنی پر برہم مانکر بحث کیجاتی ہے۔ لیکن یہ ارتھ ٹھیک نہیں ہے۔

**स पर्य्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरꣳशुद्धम
पापविद्धम्। कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथात
थ्यतोऽर्थान् व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥**

اِس وید منتر سے اوتار کا ہونا بالکل ناممکن ہو جاتا ہے۔

(**कविः**) (عالم کل) اور **मनीषी** (سب کے دلوں کی جاننے والا) ایک طرف
اور **केवलो निर्गुणश्च** (یعنی ایک ہی نرگن) دوسری طرف برابر شُرتی
میں آیا ہے۔ اِس لئے ایشور سگن اور نرگن دونوں ہے۔ گیان شکتی۔ آنند وغیرہ
گنوں کے سہت (صفتوں سے موصوف) ہونے سے وہ سگن ہے۔ لیکن جڑ کے گن
اُسمیں نہیں ہیں۔ پس اِن گنوں کی عدم موجودگی سے وہ نرگن ہے۔ پہلے جو وید منتر
میں نے کہا اُس کے آگے پیچھے وچار کرنے سے یہی ارتھ نکلتا ہے۔

سوال سوم۔ پرارتھنا کیوں کرنا چاہئے۔ ایشور سروگیہ (عالم کل) اور سرو شکتیمان
(قادرِ مطلق) بھی ہے تو اُسپر ہمارے من کی سب باتیں روشن ہیں۔ اور اُس نے
ہمیں اِس طرح کیوں پیدا کیا کہ ہم پاپ کریں۔ پھر اِس طرح کے پاپ کرنیکی خصلت ہم میں
رکھکر بھی ہمارے پاپ کی سزا دیتا ہے تو ایشور نیائے کاری کیسے ٹھہرا؟

جواب سوم۔ ہمارے ماں باپ ایشور کی بنائی ہوئی چیزیں لیکر ہم کو پالتے ہیں
تو بھی وے ہم پر بڑی عنایت کرتے ہیں۔ اِن عنایتوں کو یاد کرنا ہم سب اپنا دھرم مانتے

ہیں - پھر جب پرمیشور نے سرشٹی پیدا کی تو اُسکی بیشمار عنایتوں کو ہمیں لازمی طور پر یاد کرنا چاہیئے - (۲) شکر گذاری کرنیوالوں کا من خودبخود خوش اور شانت رہتا ہے - (۳) پرمیشور کی شرن میں جانے سے آتما بل ہوتا ہے (۴) پرارتھنا کرنے سے انسان کو پاپوں سے پشچاتاپ ہوتا ہے - اور آگے کو پاپ کرنے میں رغبت گھٹتی جاتی ہے - (۵) سچائی اور پریم یہ گُن ہم میں مضبوط ہوتے جاتے ہیں - پھر ستتی یعنی ٹھیک بیان کرنا - ایشور ستتی کرنے سے اپنی پریتی اُسمیں بڑھتی ہے - کیونکہ جُیوں جُیوں اُس کے گُن سمجھہ میں آتے جاتے ہیں - تیوں تیوں زیادہ محبّت اُسمیں جمتی جاتی ہے - پھر اُپاسنا کے ذریعہ سے آتما میں آنند کا ظہور ہوتا ہے - اُس اُپاسنا کے سوائے پاپ کو دور کرنے کا دوسرا طریقہ نہیں ہے - اِن اعتقادوں کی بنیاد بالکل غلطی پر ہے کہ کاشی جانے سے پاپ دور ہوں گے - یا توبہ کرنے سے پاپ چھوٹ جائیں گے یا یہہ کہ فلاں شریف آدمی ہمارے پاپ کا بوجھہ لیکر سولی پر چڑھگیا - اُپاسنا سے دویک پیدا ہوتا ہے - ویک ہونے سے چند روزہ چیزوں سے غم اور خوشی نہیں ہوتی - اب ایشور نے جیوآتما کو سوتنتر (آزاد) کیا - اِس لئے اُس سے پاپ بھی ہوتا ہے اگر اُسے پرتنتر کیا جاتا تو وہ کیول جڑ پدارتھ بنا رہتا - جیو کی سوتنترتا سے برھم کی سروگیتا میں کوئی فرق نہیں - کیونکہ اِن دونوں (یعنی سروگیتا اور سوتنترتا) میں باہمی تعلق نہیں ہے - بچّہ کو اگر بے سہارا چھوڑا جائے تو وہ اپنی چوٹ لگالیویگا - اِس خیال پر گو ماں بچّہ کو باندھ نہیں رکھتی تو بھی ماں کو یہ علم ہوتا ہے - کہ بچّہ - دنگا - دھوم - فساد ضرور کرے گا - اِس دُنیاوی تمثیل سے برھم کی سروگیتا سے جیو کی سوتنترتا میں کچھ بھی دِقّت واقعہ نہیں ہوتی - گیان کے بارے میں اُسکی سوتنترتا ہے - اسی طرح عمل کے بارہ میں اُس (پرماتما) سے دئیے ہوئے سامرتھ کی مریادا سے سوتنترتا منشیہ کی ہے - اگر ایسی سوتنترتا نہ ہوتی تو جو کچھ آج حاصل ہے وہ نہ ہوتا - اور جیوآتما اور سرشٹی کی ہستی لاحاصل ہوتی ۔

تیراویاکھیان

دھرما دھرم

ओ३म् भद्रं कर्णेभिः शृणुयाम देवा भद्रं पश्येमा
क्षभिर्यजत्राः स्थिरैरङ्गैस्तुष्टुवांसस्तनूभिर्व्यशेम हि दे
वहितं यदायुः ॥

(رگ وید منڈل ۱ سوکت ۸۹ منتر ۸)

پرمیشور کی جو اگیا (فرمان) اُسکا پالن کرنا دھرم ہے۔ اور اُسکی نافرمانی ادھرم ہے جسکی نسبت حکم ہے۔ وہ دھرم اور جسکی ممانعت ہے وہ ادھرم ہے۔ نیائے (انصاف) دھرم اور انیائے (بے انصافی) ادھرم سچائی دھرم اور جھوٹھ ادھرم بیرعائتی دھرم اور رعائت ادھرم ہے۔

व्रतेन दीक्षामाप्नोति दीक्षयाप्नोति दक्षिणाम्।
दक्षिणा श्रद्धामाप्नोति श्रद्धया सत्यमाप्यते ॥

(یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۳۰)

(جو انسان سچائی کی پیروی کا مصمم ارادہ کرتا ہے۔ وہی اعلیٰ اوصاف حاصل کرتا ہے۔ اعلیٰ اوصاف کو حاصل کرکے عزت کے قابل بنتا ہے۔ اس عزت کو حاصل کرنے سے سچائی میں زیادہ اعتقاد پیدا ہوتا ہے۔ اور اُس اعتقاد سے زیادہ سے زیادہ سچائی کا رنگ چڑھ جاتا ہے)

اب چونکہ دھرم کی بُنیاد سچائی پر ہے۔ اس لئے جاننا چاہئے کہ سچائی کیا ہے سو سچائی سے وہ ارتھ مراد ہے جو سچا ہو۔

آشرم چار ہیں۔ برہمچریہ۔ گرہستھ۔ وان پرستھ۔ اور سنیاس۔

अहिंसा परमो धर्मः॥

धृतिः क्षमा दमोऽस्तेयं शौचमिन्द्रियनिग्रहः।

धीर्विद्या सत्यमक्रोधो दशकं धर्मलक्षणम्॥

(منوسمرتی ادھیائے ۶ منتر ۹۲)

دھرم اور ادھرم بہت سے ہیں۔لیکن اُن میں سے زیادہ تر تقسیم گیارہ دھرم اور گیارہ ادھرموں پر ہے (اس کے بعد ان دھرما دھرم کا مفصل بیان سوامی جی نے کیا ہے)

اس طرح گیارہ دھرم ہمیشہ سے اُپدیش دینے کے لائق ہیں۔

(اول) اہنسا کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ شبد یوگ کے سادھن پاد کے سوتر ۳۰ میں یم کے بیان میں آیا ہے۔ اس کا ارتھ اکثر قسم کا محدود کیا جاتا ہے کہ صرف حیوانوں کو نہ مارنا ہی اہنسا ہے۔لیکن مہرشی ویاس (یوگ شاستر کے بھاشیہ کار) نے ایسا ارتھ کیا ہے۔ کہ

सर्वथा सर्वदा सर्वभूतानामभिद्रोहः अहिंसा ज्ञेया॥

یعنی ہر حالت میں ہمیشہ ہر ایک جاندار کے ساتھ دشمنی کے خیال کو دور کرنا اہنسا کہلاتی ہے۔

(۲) धृति (دھرتی) یعنی دھیرج۔ اگر راج بھی چلا جاوے۔ تو دھرم کا دھیرج چھوڑنا نہیں چاہئے۔ دھیرج چھوڑنے سے دھرم کا پالن نہیں ہو سکتا۔

(۳) क्षमा (کھشما) اگر کوئی بڑا کسی چھوٹے انسان کی توہین کرے تو اُسے

برداشت کرنے کو کشما نہیں کہتے۔ اس کا نام تو کمزوری ہے۔ بلکہ قوی ہیکل ہوتے ہوئے بھی بُرے آدمی سے بدلہ نہ لینا کشما کہلاتی ہے۔

(۴) दम (دم) من کی برتیوں کے روکنے کا نام ہی دم ہے۔ اسکے معنی کُلیتاً ویراگ کے نہیں ہیں۔

(۵) अस्तेय (استیہ) بے انصافی سے دولت وغیرہ حاصل کرنا۔ بلا اجازت دوسرے کی چیز اُٹھا لینا ستیہ کہلاتا ہے۔ اور اس سے نجات حاصل کرنے کو استیہ کہتے ہیں۔

(۶) शौच (شَوچ) پاکیزگی دو طرح کی ہوتی ہے (۱) جسمانی اور (۲) روحانی۔ عمدہ طریقہ پر نہانا وغیرہ جسم کی صفائی۔ شاریرک شَوچ (جسمانی پاکیزگی) ہے۔ کسی بھی بُرے خیال کو دل میں جگہ نہ دینا مانسک شَوچ (روحانی پاکیزگی) ہے جسم پاک رکھنے سے بیماریاں پیدا نہیں ہوتیں۔ اور من بھی پرسنّ رہتا ہے۔

(۷) इन्द्रियनिग्रह (اندریہ نگرہ) ساری اندریوں کو بُرائی سے بس میں رکھنا اندریوں کو بُرے قاعدہ سے قابو کرنا چاہئے۔ اندریوں کی کشش باہمی تعلق سے ہوتی ہی ہے۔ چنانچہ منو جی نے فرمایا ہے۔

मात्रा स्वस्रा दुहित्रा वा विविक्तासनो भवेत्।
बलवानिन्द्रियग्रामो विद्वांसमपि कर्षति॥

(منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۲۱۵)

اندریاں اسقدر زبردست ہیں کہ ماں۔ بہن اور لڑکی وغیرہ کے ساتھ بھی ہوشیاری سے رہنا چاہئے۔ دوسروں کا تو کیا کہنا ہے۔

(۸) धी (دھی) یعنی بُدھی۔ اس قسم کا عمل کرنا چاہئے جس سے کہ بُدھی مضبوط ہوتی جاوے۔ اور چونکہ جسمانی طاقت کے بغیر عقل کی طاقت بھی نہیں بڑھتی۔ اسلئے

جسمانی طاقت بڑھانے کے لئے بہت کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

(۹) विद्या (ودّیا) علم یوگ سوتر میں اَودّیا کی تعریف کیگئی ہے۔

अनित्याशुचि दुःखानात्मसु नित्यशुचिसुखात्मख्यातिरविद्या ॥ तस्य हेतुरविद्या ॥

(یوگ درشن سادھن پادسوتر ۲۴)

دشمنوں میں پہننا۔ ایشور جگ کا بھرم اور ابھمان یہ سب اَودّیا ہیں۔ بڑی بڑی (کتابوں کے) مطالعہ سے ہی علم حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ ودّیا حاصل کرنے کا ذریعہ یہ ہے چیزوں کے ٹھیک گیان کو ودّیا کہتی ہیں۔ اصلیت کے برخلاف بھرم ہے۔ ودّیا کو بھرم نہیں ہوتا۔ جڑ میں چیتن بدھی۔ ناپاکی میں پاکیزگی کا خیال یہ بھرم ہے۔ یہی اَودّیا کی تعریف ہے۔ اور اس کے برخلاف جو تعریف ہے۔ وہ ودّیا کی ہے۔ جس انسان کو یہ غرور ہوتا ہے کہ میں دولتمند ہوں یا یہ کہ میں بڑا راجہ ہوں۔ اُسے اَودّیا کا دوش ہے اور شریر کا ناش بھی اَودّیا کے کارن ہوگا۔ اس لئے ہر طرح کی ودّیا سیکھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ ہمارے دیش میں صغرسنی کے بیاہ کی وجہ سے تحصیل علم کے راستہ میں بڑی دقتیں ہیں۔ ناپاک چیز کو پاک ماننا اَودّیا ہے۔ ایشور کا دھیان پورن ودّیا ہے۔ اور ساری ودّیاؤں کا مول ہے۔ اس (ایشور) ودّیا کی جس انکے میں کمی ہوتی ہے بُسی ملک کو دُرو شا آن گھیرتی ہے۔

(۱۰) सत्य (ستیہ) سچائی تین طرح کی ہے۔ سچ سوچنا۔ سچ بولنا۔ سچ کرنا۔ سچ سوچنا چاہئے۔ سچ ہی بولنا چاہئے۔ اور سچائی پر ہی عمل کرنا چاہئے۔ کسی طرح کا وکلپ من میں نہیں کرنا چاہئے۔ اور جھوٹ کو چھوڑنا چاہئے وِکلپ کی تعریف یوگ شاستر میں یوں کی ہے۔

शब्दज्ञानानुपाती वस्तुशून्यो विकल्पः ॥

(دیکھو یوگ درشن سمادہی پاد سُوتر ۹)

ممکن کیا ہے اور ناممکن کیا ہے۔ اس کا وچار کرنا چاہئے۔ کنبھ کرن کے بارے میں
تلسی داس جی کا ایک دوہا ہے۔

یوجن ایک موچہہ ہی ٹہاڑہی   یوجن چار ناسکا باڑہی

دکھن میں ایک دیوتا ملے وا اپساد مشہور ہوا ہے۔ اُسکی نسبت یوں بات اُڑاتے ہیں
کہ اُس نے اپنے قول سے ایک مرد کو عورت بنا دیا۔ ایسی ایسی بعید از قیاس
باتیں ہمارے دیش میں پھیلگئی ہیں۔ اس لئے پُران کی مدد سے مطلب کی تلاش
کرنے سے آخر کار نشچے ہو جاتا ہے کہ کونسی بات سچی اور کونسی جھوٹھی ہے۔

(۱۱) अक्रोध (اکرودھ) بڑا بھاری جو غصہ پیدا ہوتا ہے۔ اُس سے ہمیشہ
کنارہ کرنا چاہئے۔ خصلتاً کرودھ کبھی نہیں جاسکتا لیکن اُسے روکنا انسان کا دہرم
ہے۔ کرودھ (غصہ) کے تابع ہونے سے بڑے بڑے انرتھ ہوتے ہیں۔ اس طرح گیارہ
لکشنوں والا سناتن دہرم ہے۔ جو کہ ہر ایک انسان کا فرض ہے۔

एतद्देश प्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः।
स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानवाः॥

(منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۲۰)

سانرک دہرم کیطرف بھی دھیان دو تو معلوم ہوگا کہ ساری دُنیا میں ودیا ایسی
آریہ ورت سے گئی۔ اس ملک کے آریہ پُرشوں کی شان وشوکت کا جتنا بیان کیا جاوے تھوڑا
ہے۔ منو بھگوان نے آٹھویں ادھیائے میں سمندر پر چلنے والے جہازوں پر محصول لگانے
اور وصول کرنے کی اجازت لکھی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سمندر میں چلنے والی سواریاں
زمانہ گذشتہ میں ہمارے لوگ بناتے تھے۔ شلوک ۱۵۷ حسب ذیل ہے۔

समुद्रयानकुशला देशकालार्थदर्शिनः।

242

स्थापयन्ति नु यां दृष्टिं सा तस्याधिगमे मति ॥

اب ادھرم کا وچار کرنا چاہئے - منو مہاراج نے اس وشئے میں حسب ذیل کہا ہے -

परद्रव्येष्वभिध्यानं मनसानिष्टचिन्तनम् ।
वितथाभिनिवेशश्च त्रिविधं कर्म मानसम् ॥५॥
पारुष्यमनृतं चैव पैशुन्यं चापि सर्वशः ॥
असंबध्दप्रलापश्च वाङ्मयं स्याच्चतुर्विधम् ॥६॥
अदत्तानामुपादानं हिंसा चैवाविधानतः ।
परदारोपसेवा च शारीरं त्रिविधं स्मृतम् ॥७॥

(دیکھو منو سمرتی ادھیائے ۱۲ شلوک ۵ و ۶ و ۷)

مانسک - کرموں میں سے تین مکھیہ ادھرم ہیں - پرایا[1] دھن ہر لینا - چوری اور[2] لوگوں کا برا[3] چنتن کرنا - من میں دویش کرنا - ایرشا کرنا - غلط نشچے کرنا وغیرہ -

اسی طرح **واچک** (یعنی زبان سے تعلق رکھنے والے) ادھرم چار ہیں -

(۱) سخت کلامی - کیونکہ ہر جگہہ اور ہر وقت انسان کو مناسب ہے کہ وہ شیریں کلامی کو کام میں لاوے - کسی اندھے کو "اے اندھے" کہہ کر پکارنا سچ تو ضرور ہے لیکن سخت کلامی کے باعث ادھرم ہے (۲) جھوٹھ بولنا - (۳) چغلی اور (۴) جان بوجھ کر بات کو اڑانا -

شاریرک (جسمانی) ادھرم بھی تین ہیں (۱) چوری (۲) ہنسا یعنی سب طرح کے برے کام اور (۳) پرائی استری کے ساتھ سمبندھ - کسی انسان نے اپنے کھیت کی زمین کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے کھیت میں بیج بویا - تو اسے ہم کیا کہیں گے؟ کیا اسے ہم مورکھ نہ کہیں گے؟ اور جو شخص کہ اپنے نطفہ کو بیوہ صحبت میں خرچ کرے تو وہ مہا مورکھ ہے - بعض آدمی ایسا کہنے لگ جاتے ہیں - کہ ہم نقد قیمت دیکر

بازار کا مال مول لیتے ہیں۔ اسمیں بیوپار کیا ہے؟ لیکن وے مورکھ نہیں سوچتے کہ پیسے کا روپیہ خرچ اپنے بیش قیمت نطفے کو خرچ کرواتے ہیں۔ یہہ بیوپار کس طرح ہے؟ کیا بیوپار کرنیوالا ایسا مورکھ نہیں ہے؟ ضرور مورکھ ہے۔

دہرم کی تین شاخیں ہیں۔ یگیہ[۱] ۔ ادھیئن[۲] ۔ اور دان[۳] ۔ (۱) یگیہ یعنی ہوم یگیہ کرنے سے ہوا پاک صاف ہوکر ملک میں عمدہ بارش ہوتی ہے۔ میمانسا شاستر اور براہمن گرنتھوں میں منتروں کے دیوتا تو مانے ہیں۔ لیکن گرہوں کے دیوتا کہیں بھی نہیں مانے۔ اس رائے کے ذریعہ سے شاستر کاروں نے بہت سا جھگڑا اٹھا دیا ہے۔ اگر ایسا نہ مانیں تو ۔ यज्ञेनयज्ञमयजन्तदेवा

پرش سوکت کے منتر کے اس حصہ (کے ارتھ) کی بیوستھا لگانا مشکل ہوجاتا ہے۔[8 الف]

(۲) ادھیئن یعنی علم سیکھنا۔ لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کو علم سکھانا چاہئے۔

(۷)

पतिसेवा गुरौवासो गृहार्थोऽग्निपरिष्क्रिया ॥

(دیکھو منو ادھیائے ۲ شلوک ۶۷)

اس (اشلوک) میں गुरौवासो (گوروؤ واسو) کے معنی کلوک بھٹ نے خاوند کے گھر میں رہنے کے کرکے ارتھ کا انرتھ کر دیا ہے۔ زمانۂ قدیم میں آریہ لوگوں کی عورتیں عمدہ طریقہ پر تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ آریہ لوگوں کی تواریخ کی طرف دیکھو (بعض) عورتیں مرتے دم تک برہمچریہ کا برت دھارن کرکے رہتی تھیں۔ اور معمولی عورتوں کے

8-الف۔ کیونکہ اس کے معنی یہہ ہیں۔ کہ دیو یعنی ودوان لوگ مانسک یگیہ کے ذریعہ سے ہی یگیہ سروپ پرماتما کی پوجا کرتے ہیں۔ پس یہاں دیو کے معنی گرہوں کے دیوتا ہرگز نہیں ہوسکتے۔ سوامی دیانند جی کا ایسا پرمان پیش کرنے اور میمانسا اور براہمن کا حوالہ دینے سے یہہ ہے کہ پراچین شاستروں میں کہیں بھی گرہوں کے دیوتاؤں کے لئے دیو کا شبد مستعمل نہیں ہوا ہے۔

اُپ نین (زنّار بندی) اور گرد گرہ ہیں باس وغیرہ سنسکار ہوتے تھے۔ یہہ سبکو ودت ہی ہے۔

گارگی۔ سلبھا۔ میتریی۔ کاتیاینی۔ وغیرہ عورتیں بڑی بڑی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوکر بڑے بڑے رشی منیوں کی شنکاؤں کا سمادہان کرتی تھیں۔ پھر نہیں معلوم کُلّوک بہٹ نے ایسا ارتھہ کہاں سے کیا۔ اتھرووید میں لکھا ہے۔

ब्रह्मचर्येण कन्या युवानं विन्दते पतिम् ॥

(اتھرووید ۱۱-۵-۱۸)

یہہ کیسا صاف قول ہے (برہم چریہ کرکے کنیا جوان پتی کو پراپت ہووے) اِس قول کو ایک طرف رکہہ کر کُلّوک بہٹ کے ارتھہ کو ماننا ذرا مشکل ہوگا۔ تعلیم یافتہ عورتیں کٹمب والے گرہستیوں کو سب طرح سے مدد کرنیوالی ہوتی ہیں صحبت کا اثر کتنا زبردست ہے اسپر غور کرو۔ تعلیم یافتہ (مرد) کو جاہل استری سے واسطہ پڑے تو اُسکا نتیجہ کیسا اچھا ہوسکتا ہے۔ پھر یہی نہیں ہے کہ صرف ستریاں ہی پڑہیں بلکہ ساری قومیں وید ابھیاس کرنیکا ادہکار رکھتی ہیں۔ دیکھو یجروید ادھیائے ۲۶ منتر ۲۔

यथेमां वाचं कल्याणीमावदानि जनेभ्यः। ब्रह्मराजन्याभ्याꣳ शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय। प्रियो देवानां दक्षिणायै दातुरिह भूयासमयं मे कामः समृध्यतामुप मादो नमतु ॥२॥

پھر منوجی مہاراج نے فرمایا ہے۔

शूद्रो ब्राह्मणतामेति ब्राह्मणश्चैति शूद्रताम्। क्षत्रियाज्जातमेवं तु विद्याद्वैश्यात्तथैव च ॥

شودر کا براہمن ہوتا ہے۔ اور براہمن کا بھی شودر ہوتا ہے۔ اِس منو کے قول پر بھی غور

کرنی چاہئے۔ تعلیم حاصل کرنا یعنی برہمچریہ جھانا بڑا ہی دھرم ہے۔ برہمچریہ کرنے سے جسم اور
عقل دونوں کی طاقت بڑھتی ہے۔ آج کل لڑکے اور لڑکیوں کے جلد بیواہ کرنیکی بری رسم
پڑگئی ہے۔ کاشی ناتھ نے شیگھر بودھ نامی ایک جوتش کا گرنتھ بنایا ہے جسمیں ایسا
لکھا ہے۔ کہ۔

अष्टवर्षा भवेद् गौरी नववर्षा च रोहिणी ॥
दशवर्षा भवेत्कन्या तत् ऊर्ध्वं रजस्वला ॥१॥
माता चैव पिता तस्या ज्येष्ठो भ्राता तथैव च ॥
त्रयस्ते नरकं यान्ति दृष्ट्वा कन्यां रजस्वलाम् ॥२॥

لڑکی جلد گوری ہوتی ہے۔ روہنی ہوتی ہے۔ رجسولا ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ بہت سے
بکواس کیا ہے۔ اس گرنتھ کو بنے ابھی ایک سو برس بھی نہیں ہوئے ہونگے۔ سوئمبر کے
بارے میں بھگوان منو جی کا اپدیش ہے۔ کہ

त्रीणि वर्षाण्युदीक्षेत कुमार्यृतुमती सती ।
ऊर्ध्वं तु कालादेतस्माद्विन्देत सदृशं पतिम् ॥

اسی طرح منو جی کہتے ہیں کہ کنیا کو مرنے تک چاہے ویسی ہی کماری رکھو۔ لیکن برے
منشیہ کے ساتھ بیواہ میں اسے نہ دو۔

काममामरणात्तिष्ठेद् गृहे कन्यर्तुमत्यपि ।
न चैवैनां प्रयच्छेत्तु गुणहीनाय कर्हिचित् ॥

پراچین سشرت اور چرک۔ وغیرہ طب کی کتابوں میں زندگی کے چار حصے فرض کئے
ہیں۔ (۱) برودھی (۲) یوون (۳) سمپورنتا اور (۴) ہانی۔ انکی بیوستھا ذیل میں دی ہے۔
اُسے دیکھو۔

चतस्रोऽवस्थाः शरीरस्य वृद्धिर्यौवनं

सं पूर्णता किंचित परिहाणि श्चेति । आ षोडशाद् वृद्धिः। आ पञ्चविंशते र्यौवनम । आचत्वारिंशतः संपूर्णता। ततः किंचित परिहाणि श्चेति ॥ पंचविंशेततो वर्षे पुमान नारी तु षोडशे । समत्वागतवीर्यौ तौ जानीयात्कुशलो भिषक ॥

انسانوں کو مناسب حالت پر پہونچنے کے لئے کم سے کم چالیس برسوں کی عمر کی ضرورت ہے۔ اونے حالت میں بھی لڑکے کی پچیس سے کم عمر نہ ہونی چاہئے۔ اور لڑکی کی عمر بھی کسی حالت میں سولہ برسوں سے کم نہ ہونی چاہئے۔ اور ایسا ہی سُشرت کا قول ہے۔ اگر پچیس برس کا مرد سولہ سال کی عورت سے بیاہ کرکے گربھادھان کریں تو اولاد بہت ہی مضبوط اور دھارک پیدا ہووے۔

چھاندوگیہ اُپنشد میں (برہمچریہ کا) پہلا حصہ چوبیس برسوں کا بیان کیا گیا ہے۔ یہ مردوں کی لڑکپن کی عمر ہے۔ چالیس (۴۴) برس تک درمیانی حصہ کہا ہے۔ یہی جوانی کی عمر ہے اور ۴۸ برس تک آخری حصہ کا آغاز ہوتا ہے۔ اور یہی کمل انسان بننے کی عمر ہے۔ اسکے بعد جو زمانہ آتا ہے۔ وہی اعلیٰ زمانہ وواہ وغیرہ کے لئے مانا گیا ہے۔ وواہ ہونے سے پہلے ویدوں کی تعلیم ضرور حاصل کرنی چاہئے۔ اِن دنوں براہمنوں نے خودغرضی میں پھنسکر ویدوں کا پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ گویا بالکل نشٹ کر دیا ہے۔ وہ از سرِ نو شروع ہونا چاہئے۔ اتھروید میں آلو پنشد کرکے گھسیڑ دیا ہے۔ یہ خودغرض لوگوں نے نئے نئے شلوک بناکر لوگوں کو بھرم میں ڈالنے کے لئے ڈال رکھے ہیں۔ سو یہ بڑے ہی دکھ کی بات ہے۔ اِسلئے ایسا ہونا چاہئے۔ کہ جگہہ بجگہہ ویدوں کی پاٹھشالائیں کھولی جاویں۔ اُنہیں ویدوں کی تعلیم دیجاوے۔ امتحان لئے جاویں۔ حاصل کلام یہہ کہ ویدوں کی تعلیم کو طرح سے تقویت ملے ایسی کوشش کرنی چاہئے۔

(۳) **دان**- دان شبد کا جو ارتھ کہ آج کل لیا جاتا ہے- وہ ٹھیک نہیں ہے- پیٹ کے غلام کہتے ہیں- کہ پرান্নে दुर्लभं लोके शरीराणि पुनः२ (پرایا اناج دُنیا میں مشکل سے ملتا ہے- اور یہ جسم تو بار بار ہی جاتا ہے) اِس قسم کا دان تو ہوتا ہی رہتا ہے

اِن دنوں لوگوں نے॥ पीत्वा२ ब्रह्मापि मृतः॥ ایسے ایسے واکیوں کو کہہ کر دان کا غلط ارتھ کر دیا ہے- لیکن دان وہ ہے- جو کہ علم کی ترقی کے لئے دولت خرچ ہو کاریگری اور کارخانجات کی ترقی کے لئے روپیہ خرچ کیا جاوے- دین- اپاہج- ردگی- کوڑھی اناتھ وغیرہ کو مدد کرنا سچا دان ہے-

آشرم- چار ہیں- برھمچریہ آشرم کا بیان- پہلے ہی ہو چکا ہے- گرہستھ آشرم کا یہی دہرم ہے- کہ باہمی محبت بڑھکر مجلسی بہبودی کی ترقی ہو- اِس قسم کی مجلسی محبت کے بڑھنے کے لئے پتھر وغیرہ کی مورتیوں کی پوجا پاکھنڈ دور ہونا چاہئے-

منوجی کہتے ہیں کہ جس کُل میں خاوند سے جورو اور جورو سے خاوند راضی اور خوش ہے- وہی کُل پھلتا پھولتا ہے- اسی کے مطابق گرہستیوں کو آنند کرتے ہوئے نرواہ کرنا چاہئے- یہ اُن کا مکھیہ دہرم ہے-

وان پرستھ- اِس آشرم میں تپ یعنی وِدیا کو (دوہراکر) حاصل کرنا مناسب ہے

سنیاس- سنیاسی کو چاہئے- کہ سارے جگت میں گھومے اور سچا اُپدیش کرے- یہی اُسکا مکھیہ کرتویہ کرم ہے- یہاں تک اُپدیش (دینے والی) کی نسبت منوجی کہتے ہیں- "دو آنکھ سے دیکھکر قدم آگے رکھے- کپڑے سے چھان کر جل پئے- ستیہ بانچ کر بچن کہے- اور من کو ساودہان کر کے آچرن کرے"

پنچ شکھا اور شنکر آچاریہ کا اتہاس دیکھنا چاہئے- کہ اُنہوں نے سدا ستیہ اور سدا اُپدیش ہی کئے- اسی طرح سنیاسی ماتر کو سدا اُپدیش کرنا چاہئے-

ओ३म् सहनाववतु सहनौ भुनक्तु । सह वीर्यं

करवावहै। तेजस्वि नावधीतमस्तु मा वी द्विषावहै।
ओ३म् शान्तिः शान्तिः शान्तिः ॥

چوتھا ویاکھیان

دھرما دھرم وشے پرشن کا سمادھان

(سوال) کیا ویدوں میں منتر ٔ دیوتاؤں اور گرہ سمبندھی دیوتاؤں (دونوں کا) پرتی پادن ہے - ؟ شکل والے دیوتاؤں کے بنا بے عقل جاہل لوگ کس طرح پوجا کرسکیں - اور دھرم بیوہار میں وے کیسے داخل ہوسکیں گے ؟ -

(جواب) ویدوں کے تین کانڈ (حصے) ہیں (۱) کرم (۲) اُپاسنا اور (۳) گیان - لیکن ایسا نہیں ہے کہ اپاسنا کانڈ میں صرف ایک اُپاسنا کا ہی بیان ہو یا کہ گیان کانڈ میں صرف گیان کا ہی یا کرم کانڈ میں صرف کرم کا ہی ذکر ہو بلکہ اوروں کا بھی ہے - مثلاً اُپاسنا کانڈ میں اُپاسنا تو اصلی مضمون ہے - لیکن اُسمیں گیان اور کرم کی تعریف اور ذکر بھی ملتے ہیں - اِسی طرح سب جگہہ (یعنی دیگر شاستروں میں بھی ہے) چنانچہ میمانسا شاستر کے شروع میں جب کہ سوتر ہے

अथातो धर्म जिज्ञासा ॥

اسمیں کرم کا وچار ہے - اِسجگہ (بہاشیہ کارنے) अतः اور अथ ان دونوں شبدوں کے ارتھ کرتے ہوئے بڑی محنت کی ہے - جس سے بقول بعض

لوگوں کے ظاہرا معلوم ہوتا ہے۔ کہ (تینوں) مختلف کانڈوں کی علیحدہ علیحدہ بیوستھا ہے۔ لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے۔ آشوالائین نے (گرہیہ سوتروں میں) جو بیوستھا کی ہے۔ وہ کچھ کچھ ٹھیک ہے۔ اُسے دیکھنا چاہئے۔

ان دنوں وید منتروں کے انوکول کرم نہیں ہوتا۔ کیونکہ جیمنی (مصنف میمانسا شاستر) رشی نے کرم کانڈ میں منترمئے دیوتا مانے ہیں۔ اور کرم کا ادھیکار سناتک[8] اور لائق آدمی کو ہے پس اس سے یہ صاف ظاہر ہوگا کہ کرم کانڈ میں منترمئے دیوتاؤں کو مان لیا تو پھر مورتی مان دیوتوں کے اُسمیں گھسنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ اُپاسنا کو یوگ شاستر کا اُسی طرح پر سہارا ہے جس طرح پر کہ کرم کانڈ کو میمانسا کا۔ لیکن یوگ شاستر میں مورتی پوجا کا کہیں بھی بیان نہیں ہے۔ اور اسمیں عام طور پر شاستر کاروں کا اتفاق ہے کہ گیان کانڈ میں مورتی پوجا کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پس جیمنی۔ ویاس۔ اور پتنجلی کے سِدّھانتوں کے مطابق تو مورتی پوجا قبول کرنے کے لائق نہیں ٹھہرتی یعنی پوروَ میمانسا شاستر۔ اُتر میمانسا شاستر اور یوگ شاستر ان تینوں میں تو مورتی پوجا کا بدہان ہے۔ اور کہو کہ چونکہ سمرتیوں کی بنیاد ویدوں پر ہے تو گو موجودہ شرتیوں میں مورتی کی پوجا کا اُپدیش نہ ہو۔ تاہم اور گم شدہ شرتیوں میں مورتی پوجا کا بدہان ہے۔ اور اسی طرح مان کر مورتی پوجا کرنا چاہئے۔ ایسے لغو وعوے کا جواب یہ کہ شرتی اور سمرتی کا اس قسم کا تعلق مان کر غائب شرتی کے سہارے سے موجودہ گرنتھوں کے مناسب وچار میں گڑبڑ مچانا مناسب دکھائی نہیں دیتا۔ ان دنوں چاروں

(حاشیہ پر:) پس یہی کچھ نہیں بلکہ اب اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ گمشدہ شرتیوں میں مورتی پوجا

[8] سناتک اُس آدمی کو کہتے ہیں۔ جسکا کہ سماورتن سنسکار ہو چکا ہو۔ اور اس سنسکار کا حق اُس آدمی کو ہے۔ جو کم از کم چھبیس برسوں کی عمر تک برہمچاری رہکر وید ودیا پڑھ چکا ہو۔ اور اپنے گرو کی اجازت گرہستھ میں شامل ہونے کے لئے حاصل کر چکا ہو۔

اور اُنہیں سے ہر ایک وید کی بہت سی شاکھائیں ملتی ہیں۔ شاکھا بھید کئی طرح کا ہوتا ہے۔ یہ فرض کرنا معقول نہیں ہے کہ جس کام کا حکم مول بیج روپ وید میں ہے وہ موجودہ شاکھاؤں میں تو نہیں ہے لیکن گم شدہ شاکھاؤں میں ہوگا۔ آشولائین کاتیائن وغیرہ شروت سوتروں کے مصنفوں کو گم شدہ منتر لینے مشکل تھے۔ اسلئے فلاں منتر ہی نہیں لئے ایسا کہتے کسی کو نہیں سنا۔ اور یہ بھی اُن کا دعویٰ نہیں تھا کہ شاستر بیوستھا کے لئے سمرتی کا سہارا لینا چاہئے۔ اس لئے ہماری یہی التماس ہے کہ براہ مہربانی پوروپ میمانسا۔ یوگ۔ اور اُتر میمانسا کے سوتروں کے ارتھ کرکے اُنپر وچار کردیکھو اسی طرح شت پتھ وغیرہ براہمن۔ نروکت۔ پاتنجل مہابھاشیہ میں گم شدہ شاکھاؤں کے جتلانے کا نشان کہیں اشارتاً بھی پایا نہیں جاتا۔ اس لئے سمرتی کو شرتی مولک ماننا اور اس سے نیا انشدہ بیوہار نکالنا خواہ کیسا ہی گیا پک کیوں نہ ہو ٹھیک نہیں ہے خیر یہ تو ثابت ہو چکا کہ ویدوں اور شاستروں میں مورتی پوجا (بت پرستی) کا کہیں بھی بدھان نہیں ہے۔ اب رہا یہ امر کہ موڑھ اور جاہل لوگ شکل والے دیوتاؤں کے بنا اپنا گذارہ کیسے کریں سو اس پر وچار کرنا باقی ہے۔ ہماری رائے میں تو مورکھوں کو بھی مورتی پوجا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ مورکھ تو پہلے ہی جڑ بدھی ہے۔ اور پھر اگر اُس کے پیچھے مورتی پوجا لگائی جاوے تو کیا اُسکی بدھی اور زیادہ جڑ نہ ہوگی؟ کیونکہ جڑ مورتی کی پوجا سے تو جڑ بدھی میں جڑ بہاؤ ہی زیادہ جمیگا۔ اس سے ترقی تو کبھی نہ ہوگی۔ تنزلی تو ضرور ہوگی۔ اب دیکھنا چاہئے کہ پوجا شبد کا ارتھ کیا ہے؟ پوجا شبد کے لفظی معنی ستکار کرنا ہیں۔ نہ کہ سولہ اُپچار والی پوجا۔ دیکھو۔

मातृ देवो भव पितृ देवो भव ।
आचार्य देवो भव अतिथि देवो भव ॥

اس جگہ ماتا۔ باپ۔ سچا اُستاد اور اتتھی (درویش) ان سب کی پوجن

یعنی ستکار کرنے کی ہدایت ہے - اسی طرح منوجی مہاراج نے بھی لکھا ہے کہ ستری کی پوجا کرنی چاہئے - یعنی زیور - کپڑا - اور میٹھی بولی سے اُسکی عزت کرنی چاہئے - جڑ چیزوں کے ستکار کے لئے پوجا کرنی ٹھیک نہیں ہے - صرف جیودھاری کا ہی ستکار ہوسکتا ہے - جیودھاری کا یعنی بھلے انسانوں کا ستکار کرنے سے بہت ہی فائدہ ہوتا ہے ست سنگ سے (اچھی صحبت سے) انسان کی عقل سلیم ہوکر پاک ہو جاتی ہے - اور اُس سے کم عقل آدمیوں کا بھلا بھی ہوتا ہے - انسان کی طینت میں ہی یہ خواہش موجود ہے - کہ لوگ اُسے اچھا کہیں - اُسکی نیک شہرت ہو - آس پاس کے لوگ اُسے بھلا کہیں - اُس کے عمل کو نیک کہیں - وغیرہ - اس خواہش کی وجہ سے نیک عمل کی طرف اُسکی رغبت زیادہ مستقل ہوتی ہے - لیکن یہ سب تب ہی ہوسکتا ہے - جبکہ بھلے پُرشوں کی صحبت اُسے نصیب ہو - اس کے علاوہ ممکن نہیں ہے - ہم صاف جانتے ہیں کہ جڑ مورتیوں کے سامنے مندروں میں کیسی کیسی بدفعلیاں ہوتی ہیں - اس قسم کی بدافعالی انسان پانچ برس کے بچّہ کے روبرو کرنے کی بھی ہمت نہیں کرسکتا جیسی کہ جڑ مورتیوں کے روبرو کرنے میں ذرا بھی شرم معلوم نہیں کرتا - اِس سے صاف ظاہر ہے کہ جسقدر کہ انسان انسان سے ڈرتا ہے اُسقدر جڑ مورتیوں سے ہرگز نہیں ڈرتا - بلکہ اگر لاکھہ مورتیوں میں بھی اُسے کھڑا کیا جاوے تو بھی اُس کے من کی بھرشٹتا اور چنچل بہاؤ اُسے دُراچرن میں پرورت کراتی ہیں - جڑ چیزوں کی عزت کرنے سے کبھی بھی انسان کے من کی ترقی نہیں ہوتی - لیکن سچے اور اعلےٰ خیالات کو دل میں جگہہ دینے سے عقل میں ترقی ہوتی ہے - ست سنگ میں دوسرے کا ستکار کرنے سے آتما پرستن ہوکر اُس کے اچھے گُن اپنے میں پیدا ہوتے ہیں - یہاں تک پوجن شبد کے ارتھ کے ذریعہ سے مورتی پوجا کے بارے میں وچار ہوا -

اب مورتی کے سولہ اُپچار پوجا کے بارے میں وچار کرنا چاہئے - جڑ مورتی کی صرف جڑ مورتی سمجھہ کر ہی پوجا نہیں ہوتی - بلکہ بہت سے لوگ پہلے اُسمیں اُسکی

پران پرتشٹھا بھی مانتے ہیں۔ مورتی میں پران پرتشٹھا یہ سب بھاونا (فرض) ہی ہے۔ لیکن
بھاونا کے ارتھ پر وچار کرنا چاہئے۔

यादृशी भावना यस्य सिद्धिर्भवति तादृशी ।

جیسی جسکی بھاونا ہو ویسا ہی نتیجہ اُسکو ملتا ہے۔ یہ قول اکثر سُننے میں آتا ہے۔ لیکن
یہ غلط شور و شر ہے۔ کیونکہ سب انسانوں کو سدا سکھ پراپتی کی مضبوط بھاونا رہتی ہے
پھر اُن کو ہمیشہ سُکھ کی پراپتی کیوں نہیں ہوتی؟ اسی طرح پر اگر پہاڑ میں سونے کی مضبوط
بھاونا کیجاوے تو بھی پہاڑ سونے کا کبھی نہیں بن سکتا۔ ہماری بھاونا کی وجہ سے جڑ مورتی
میں کُچھ بھی ہیر پھیر نہیں ہوتا۔ پران پرتشٹھا کرنے کے بعد بھی مورتی چیتن نہیں ہوتی
اور نہ کبھی وہ آنکھ سے دیکھتی ہے۔ یہ سب ہم لوگوں کو معلوم ہے۔ خیر

پرمیشور کا اکھنڈ نیم اِس سارے سنسار میں چل رہا ہے جسمیں ہماری کسی عمل سے کوئی
بھی تبدیلی واقعہ نہیں ہو سکتی۔ جو جڑ ہے وہ جڑ ہی رہے گا۔ جو چیتن ہے وہ چیتن ہی
سمجھا جاویگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا جڑ مورتی میں پران پرتشٹھا کرکے اُسکے پوجن کے
لئے کوئی پرمان بھی ہے یا نہیں۔ ویدوں۔ گرہیہ۔ شروت۔ وغیرہ سوتروں اور چھ درشنوں میں
کہیں بھی پران پرتشٹھا کے منتر نہیں ہیں تو پھر प्राणेभ्यो नमः । اس قسم کے
پران پرتشٹھا کے منتر کہاں سے نکلے۔ اِس کا وچار ہم ہندوؤں کو نہیں! نہیں!
ہیں بھولا۔ ہم آریوں کو ضرور کرنا چاہئے۔ ہندو شبد کا اچارن میں نے بھول سے
کیا۔ کیونکہ ہندو نام ہمیں مسلمانوں نے دیا ہے۔ جس کا ارتھ کہ کالا۔ کافر۔ چور وغیرہ ہیں۔
سو ہمیں نے غلطی سے اُس نام کو قبول کیا تھا۔ ہمارا اصلی نام تو آریہ یعنی افضل ہے۔
چنانچہ رگوید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۱۔ ورگ ۱۰ کا منتر ۸ کہتا ہے۔

8

विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवो बर्हिष्मते रन्धया शा

8- اس وید منتر میں بنی نوع انسان کو دو قسموں میں منقسم کیا ہے۔ جو نیک کام کرنے والے ہیں۔ وے آریہ اور جو بُرے دُشٹ لوگ ہیں وے دسیو کہلاتے ہیں۔

सद व्रतान् । शाकी भव यजमानस्य चोदिता विश्वेत्ता ते सधमादेषु चाकन ॥

نیز دیکھو اشٹادھیائی ہیں

आर्यों ब्राह्मण कुमारयो: ॥

بھائیو! اُن دشٹوں کے ساتھہ جوکہ ادھرم کے کام کرتے ہیں- لڑنیوالے دھرم کے آچرن کرنیوالے ہم آریہ ہیں- یہہ یاد رکھنا چاہئے-

اگر کوئی کہو کہ ہم پرتشٹھا مئوکھہ وغیرہ- یا لنگ آرچن چنتامنی وغیرہ تنتر کی کتابوں کے منتر سے کر جڑ مورتی کی پران پرتشٹھا کرتے ہیں- تو ہم اُنہیں ان تنتر گرنتھوں کا کچھ نمونہ دکھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آیا یہہ گرنتھہ ماننیہ ہوسکتے ہیں یا نہیں-

8
पीत्वा पीत्वा पुनः पीत्वा यावत्पतति भूतले ।
पुनरुत्थाय वै पीत्वा पुनर्जन्म न विद्यते ॥

بھلا ایسے ایسے تنتر کے گرنتھوں میں ویدک منتروں کا سامرتھہ کہاں سے آسکتا ہے اسی لئے جڑ مورتی میں کبھی بھی حرکت پیدا نہیں ہوتی- اِن منتر سے سوا ہاوک جڑ پدارتھہ میں پران ڈالنا تو درکنار جیوآتما کے رہنے کی جگہہ پرانوں کے نواس ستھان شریر (جسم) میں بھی (جبکہ جیوآتما اُس سے علیحدہ ہو جاوے) پران ڈالنا مشکل ہے- تو ویرتھہ اِس قسم کے پران پرتشٹھا کے پاکھنڈ میں کیا رکھا ہے- سچ پوچھو تو ایسے پاکھنڈ سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا-

(سوال ۲) علیحدہ علیحدہ ورن (جنمانوسار) تو آپ نہیں مانتے- پھر ورن اور

8- تنتر والے وام مارگی کہتے ہیں کہ پیتے پیتے بیہوش ہو کر گر پڑے- اور پھر اُٹھہ کر اگر شراب ہی پئے تو آواگون سے چھوٹ جاتا ہے-

آشرم کے دھرم کی بیوستھا آپ کیسے کریں گے۔ یعنی براہمن کون۔ کشتری کون۔ ویشیہ کون اور شودر کون ہوسکتا ہے ؟

جواب ۴) آشرم چار ہیں۔ برہمچریہ۔ گرہستھہ۔ وان پرستھ۔ اور سنیاس ست سنگ اور سچی تعلیم کا حق ہر انسان کو ہے۔ پھر جس جس طرح پر سنسکار ہوگا۔ اُسی طرح اُسکی قابلیت انسانوں میں بڑھیگی۔ ہمارے دیش میں کوئی بڑی دھرم سبھا نہیں ہے۔ اسی وجہ سے آشرموں اور ورنوں کی بیوستھا کچھ کی کچھ ہوگئی ہے۔ نیک انسان دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ حسب ضرورت مزدور نہیں مل سکتے۔ کیونکہ سارے ملک میں سادھوؤں کی ٹولیاں گھومتی دکھائی دیتی ہیں۔ جو لوگ کہ نئے سمپردائیوں کے مطابق سادھو بنے ہیں۔ بھلا بتلاؤ اُنہیں کس آشرم میں مانیں ؟ یہ ایک طرح کی زبردستی ہے کہ لوگ شاستر کی پیروی کو چھوڑ کر من مانے طریقہ پر رہنے لگ گئے ہیں۔ براہمن۔ کشتریہ۔ ویشیہ اور شودر یہ تقسیم گن کرم سبھاؤ کے مطابق کیجاسکتی ہے۔ اور اسی طرح پر پورانے آریہ لوگوں کا برتاؤ تھا۔ وے جنم سے براہمن وغیرہ ورن نہیں مانتے تھے۔ جان شرتی اور جابال نیچ کل میں پیدا ہوئے تھے (لیکن رشی بن گئے) جابال رشی کی کتھا چھاندوگیہ اُپنشد میں بیان کی گئی ہے اُسکی ماں بدچلن تھی۔ لیکن وہ گورو کے پاس جاکر سچ بولا۔ اس گفتگو سے خوش ہوکر گورو نے کہا "جابال! تم سچ بولنے کی وجہ سے براہمن ہو" ایسا کہہ کر اُسے براہمن کی پدوی بخشی۔ اس کے علاوہ پُرش سوکت میں بھی ایک ویدمنتر ہے۔ اُس کا ارتھ کرنا چاہئے۔

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद्बाहू राजन्यः कृतः।
ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत
॥ य० अ० ३१ मं० ११

तत्पुरुष ← बहुव्रीहि ← सहस्रशीर्षा: پُرش سوکت میں

نہیں ہے (یعنی مرکب ہے) جس طرح गंगायां घोषः (گنگا میں جھونپڑی) اس پد کے معنی لکشنا سے کرتے ہیں۔کہ (گنگا کے نزدیک غریبوں کی جھونپڑیاں) اسیطرح پدہیتی رکھہ کر اوپر کہے ہوئے منتر کے ارتھہ کرنا چاہیئے۔

पूर्वाल्लात्पुरि शयनाद्वा पुरुषः ॥

(دیکھو نروکت)

اِس پُرش کا مُکھہ یعنی مُکھیہ سہتان یعنی وِدوان گیان وان جو ہیں۔ دے براہمن ہیں۔شت پتھہ براہمن ہیں (बाहु) باہو ویرج کے معنوں میں آیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ویرج والے (طاقت مند.وں) کوکشتریہ جاننا چاہیئے۔بیوہارک ودیا (تجارت صنعت و حرفت) میں جو فہیم ہیں۔ وے ویشیہ ہیں۔اور پد (पद) (پد) کا ارتھہ پنچ بان گر مور کھتا وغیرہ گُنوں سے شودر مانا جاتا ہے۔اگر اعتراض کرتے ہو تو دیکھو حسب ذیل داکیہ ہیں۔

यानि तीर्थानि सागरे तानि ब्राह्मणस्य दक्षिणे पदे ॥

اِس جگہہ پدشبد کی جیسی یوگیتا ہے۔تمہیں معلوم ہی ہے۔اس لئے شُودر کے ارتھہ مورکھہ ہوں گے۔ اور پھر منوجی کے حسب ذیل شلوک کے ارتھہ بھی سمجھہ میں آجاویں گے۔

शूद्रो ब्राह्मणतामेति ब्राह्मणश्चैति शूद्रताम्। [8]
क्षत्रियाज्जातमेवन्तु विद्याद्वैश्यात्तथैव च ॥

سب ورنوں کی تعلیم کا جو وقت ہے۔وہ برہمچریہ کہلاتا ہے۔اور سنسار کو ایک طرف رکھہ کر پڑہنے۔اُپدیش کرنے۔اور سنسار کا بھلا کرنے میں جو وقت لگایا جاتا ہے اُسے سنیاس کہتے ہیں۔اِن سب کاموں کے کرنے کے لئے گرہستیوں کو وقت نہیں

8 منو ادھیائے ۱۰ شلوک ۶۵۔ مطلب یہ ہے۔کہ جس ورن کے کرم انسان کرتا ہے۔اُسی ورن میں چلا جاتا ہے

ملتا اور سنیاسیوں کو بہت سا وقت ملتا ہے۔ پس یہی دونوں میں فرق ہے۔ اگر یہہ کہا جائے کہ جنم سے ہی براہمن ہوتا ہے۔ تو جب کوئی براہمن نیک افعالی کو ترک کرکے یوتوں کے سے کرم کرنے لگ جاتا ہے تو اُس کا براہمن پن گنوں نشٹ ہو جاتا ہے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ کیول براہمن کے گھر جنم لینے سے براہمن نہیں بنتا۔ بلکہ براہمن کے آچرن کرنے سے بنتا ہے۔ یہہ تمہارے اپنے کاموں سے بھی سِدھ ہوتا ہے۔ جس زمانہ میں کہ آریہ ورت میں اکھنڈ راج اور اکھنڈ ثروت تھی اُسوقت ورن آشرم کی ایسی ہی بیوستھا تھی جیسی کہ میں نے بیان کی ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ بنا گرہستھ آشرم میں پرویش کئے سنیاس نہ لینا چاہئے۔ تو اُس کا یہ کہنا بھی ماننے کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ عقلمندی یہی ہے کہ روگ ہو تو دوائی دیجاوے۔ اسی طرح پر جس انسان میں کہ ستری سے تعلق پیدا کرنیکی خواہش نہیں ہے اور جو بھوگوں کی خواہشوں سے بھی بری ہو چکا ہے۔ وہ سنیاس لے یا نہ لے (یعنی ظاہری رسم سنیاس لینے کی ادا کرے خواہ نہ کرے) وہ بنا بنایا ہوا سنیاسی ہے۔ مثلاً گارگی نے کبھی بھی سنسار کے دُکھوں کو محسوس نہیں کیا تھا۔ وہ شروع سے ہی برہمچارنی تھی۔ سنیاسیوں سے بڑے بڑے فائدے پہونچتے ہیں سنیاسیوں کا جسم کے ساتھ تعلق تو ضرور ہوتا ہے لیکن وے اِس میں زیادہ پھنستے نہیں۔ اُپدیش کرتے ہوئے ادھرم کو دور کرنا سنیاسیوں کا اصلی فرض ہے۔

اب اگر کوئی پوچھے کہ بلا اولاد نرینہ کے جنم سپھل کیسے ہوگا؟ تو اُس کے لئے یہہ جواب ہے کہ بیٹے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وِدیا کے سمبندھ سے اور دوسرا نطفہ کے تعلق سے۔

"गरीयान् ब्रह्मदः पिता ॥

چوتھے آشرم والے (سنیاسیوں) گیانی پُرشوں کا مکھیہ کام یہی ہے کہ جو لوگ

بدچلنی کر کے آفت میں گرفتار ہو رہے ہیں - اُنہیں نیک چلنی کی طرف رجوع کریں
لیکن اِن دنوں سنیاسیوں پر بڑے بڑے ظلم ہو رہے ہیں - اگر سنیاسیوں کے لئے
یہہ قید لگائی جاوے کہ وے بن میں رہیں - اور کسی بستی میں تین دنوں سے زیادہ
نہ ٹھہریں تو بہائی بتلاؤ کہ وے کیسے اور کس طرح اُپدیش کریں ؟ کیا وہ ایک گانو
سے دوسرے گانو کو دوڑتا پھرے ؟ بعض کا قول ہے - کہ سنیاسیوں کو آگ نہ
چھونا چاہئے - لیکن (سوال یہ ہے کہ) مرتے دم تک وے اپنی (اندر کی) جٹھراگنی کو
کیسے چھوڑ سکیں گے - یعنی وہ تو اُنہیں ضرور رہنی ہی رہیگی - شیشوپدیہ لی نامی گرنتھ سے یہہ
سب پاکھنڈ پھیلا ہوا ہے - پھر ہتیے سادھوؤں کو تن دہن کیسے سمرپن کیا جاوے ؟ بہائی من کا
سمرپن کیسے ہو سکتا ہے ؟ اور تن کا سمرپن کرنے میں کیا ہر ایک غلاظت کا سمرپن ساتھ
ہی ہوگا - ؟ اِن نئے سادھوؤں نے کچھہ عجیب ہی بیوستھا بنائی ہے - اُنہیں ویدشاستروں
سے کیا کام ؛ بیچارے سنیاسیوں کو البتہ تکلیف ہوتی ہے - میرے اِس کہنے کا یہ مطلب
نہیں ہے کہ میں تم سے کچھہ دہن چاہتا ہوں - میرا گواہ پرمیشور ہے - تم اُلٹا مت سمجھنا -

(سوال ۳) مجسم چیزوں کے بغیر دھیان لگانا کیسے ممکن ہو سکتا ہے ؟

(جواب ۳) شبد کی کوئی شکل نہیں - پھر کیا شبد دھیان میں آتا ہے یا نہیں -؟
آکاش کا آکار نہیں ہے - پھر بھی کیا آکاش کا گیان ہوتا ہے یا نہیں ؟ جیوآتما کا کوئی
روپ نہیں ہے - تو بھی جیوآتما کا دھیان ہوتا ہے - یا نہیں ؟ گیان - سُکھہ - دُکھ - اِچھا
دویش - پریتن - اِن سب کے جسم میں سے دور ہوتے ہی ایک کسان بھی سمجھہ لیتا ہے کہ جیوآتما
نکل گیا - گیان ایسا ہی پدارتھہ ہے - دھیان کی تعریف سانکھیہ اور یوگ شاستر میں یوں
کی ہے -

रागोपहति ध्यानम् ॥

ध्यानं निर्विषयं मनः ॥

(دیکھو سانکھیہ شاستر ادھیائے ۳ سوتر ۳۰)

तत्र प्रत्ययैकतानता ध्यानम् ॥

(دیکھو پاتنجل یوگ درشن - وبھوتی پاد سوتر ۲)

"نابھی وغیرہ جگہوں میں جو دھیہ (دھیان کئے گئے) پدارتھ کا گیان ہوتا ہے اُسے دھیان کہتے ہیں"

پھر ساکار (مجسم) کا دھیان بھی کیسے کروگے ؟ ساکار کے گنوں کا جبتک کہ گیان نہ ہووے تبتک اُسکا دھیان نہیں ہوسکتا - یعنی ممکن نہیں ہے کہ گیان سے پہلے دھیان ہو جاوے دیکھو ایک لطیف سے لطیف ذرّے کے بھی ادنیٰ - اعلیٰ دھیانی وغیرہ کئی حصے صرف گیان کے بل سے فرض کرنے میں آتے ہیں - فرض کرو کہ کوئی شخص یہ سوال کرے کہ میری مٹھی میں کیا چیز ہے تو جبتک معلوم نہ ہو جاوے بند مٹھی کی طرف صرف دیکھنے ہی سے اُس پدارتھ کا دھیان کیسے ہو سکتا ہے ؟ حاصل کلام یہہ کہ پرتیکش کے سوا اُس پدارتھ کو جاننے کے لئے اور بھی زیادہ مضبوط تر طریقے ہیں - اُنہیں دیکھو - انومان اُپمان - شبد - ایتہیہ - ارتھاپتی - سمبھو - ادر ابھاؤ - یہہ سب طریقے ہیں - انومان گیان کے روبرو پرتیکش کی کوئی حقیقت نہیں ہے - یہہ سوچنے کے لائق بات ہے خیر -

اوم شانتیہ - شانتیہ - شانتیہ

پانچواں ویاکھیان

وید

ओ३म् दृते दृंहमा मित्रस्य मा चक्षुषा सर्वाणि

भूतानि समीक्षन्ताम् । मित्रस्याऽहं चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षे । मित्रस्य चक्षुषा समीक्षामहे ॥१८॥

(یجروید ادھیاے ۳۶ منتر ۱۸)

آج کے ویاکھیان کا مضمون **وید** ہے۔ اِس مضمون پر تین طرحوں سے وِچار کرنا چاہیئے (۱) وید کا ظہور کس طریقہ پر ہوا؟ (۲) وید کا کرتا کون ہے؟ اور (۳) ویدوں کی غرض کیا ہے؟

پرمیشور وید کا کرتا ہے۔ وید کے معنی ہیں گیان یا وِدیا (علم) اِس کُل جہان کی صنعت میں گیان یعنی وِدیا سب سے افضل ہے۔ گیان سُکھ کا کارن ہے۔ گیان کے بغیر کسی چیز کا مناسب میل نہیں ہو سکتا۔ اننت گیان ایشور کا ہے۔ ایسی

अनन्ता वै वेदाः ।

ایسا قول ہے۔ اننت اُس پرماتما کا نام ہے۔ جو گیان کا بھنڈار پرمیشور انسان کی لیاقت بڑھانے اور اُسے اونچے درجے پر پہونچانے کے لئے ہمیشہ مستعد ہے (یعنی یہہ اُس کا سوابھاوک گُن ہے) اور اسی گُن کو سُہل کرنے کے لئے وِدیا کا پرکاش کرتا ہے۔ سو وہی پرکاش **وید** ہے۔ اِس اننت گیان یعنی وید کا لائق ادھکاری انسان ہی ہے۔ اِس گیان کی اُتپتی منشیہ سے نہیں ہوئی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایشور ساکار (مجسم) نہیں ہے تو اُس سے وید کا ظہور کیسے ہوا۔ تالو۔ زبان۔ اوشٹھ وغیرہ جسمیں نہیں ہیں۔ وہاں آواز کیونکر پیدا ہو سکتی ہے؟

اِسکا جواب بہت آسان ہے۔ ایشور سروشکتیمان ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اُسے مُنہ وغیرہ اندریوں کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔ آواز پیدا کرنے وغیرہ کی ضرورت

الپ شکتی والوں کو ہوتی ہے۔ وغیرہ۔

अपाणिपादो जवनो ग्रहीता पश्यत्यचक्षुः स शृणोत्यकर्णः। स वेत्ति विश्वं न च तस्यास्ति वेत्ता तमाहुरग्र्यं पुरुषं पुराणम्॥

(اس کے ہاتھ۔ پیر۔ آنکھ اور کان نہیں ہیں لیکن وہ سب جگہ چلتا سب کچھ پکڑتا دیکھتا اور سنتا ہے۔ سارے جہان کا بنانیوالا وہ ہے۔ اس کا بنانیوالا کوئی نہیں۔ وہی پراچین انادی پرش ہے)

آپ سب یہہ قبول کرتے ہو کہ بغیر ہاتھ کے ایشور نے سارے جہان کو بنایا۔ پھر بھلا بتلائیے کہ بغیر زبان کے کیوں نہ وید کو بنا سکیگا۔؟ اگر کوئی یہہ شنکا کرے کہ وید کی کتابوں کا بنانا تو ممکن کام ہے۔ اسلئے کیا ضرورت ہے کہ یہہ بھی فرض کیا جاوے کہ انہیں کا گیان بھی ایشور نے ہی بنایا۔ لیکن یہاں سوچنا چاہئے کہ جڑ سرشٹی کے بنانے اور ودیا کے رچنے میں بڑا فرق ہے۔ اگر یہہ کہیں کہ صرف جڑ سرشٹی پرمیشور نے رچ دی تو اسکی کوئی بڑی بھاری بزرگی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ودیا کے مقابلہ میں جڑ سرشٹی کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ اس لئے یہہ ماننا ضروری ہے۔ کہ ودیا کا کارن بھی ایشور ہی ہے۔ یہہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دیگر چھوٹی چھوٹی چیزیں پیدا کرتا ہوا ایشور ودیا روپی وید کو پیدا نہ کرے۔

اب وید ودیا اگر ایشور سے اتپن ہوئی تو اسکی غرض کیا ہے۔ یہہ سوال پیدا ہوتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ سب ودیاؤں کا اصل اصول ایشور کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن انکا زیادہ ترقی و نشو و نما بذریعہ تجربوں کے انسانوں نے کیا ہے۔ اب اس امر کے ثبوت پیش کئے جاتے ہیں کہ وید ایشور نے ظاہر کئے۔

پہلا ثبوت۔ یہ ہے کہ وید میں طرفداری کا نام و نشان نہیں ہے۔ ایشور تمام دنیا

(بلا لحاظ فرقہ و قوم) اُپکار کرنیوالا ہے۔ اِس لئے اُس کا بنایا ہوا جو وید ہے اُس میں طرفداری کی موجودگی کیسے ممکن ہو سکتی ہے؟ اِسی طرح پرایشور نیائے کاری ہے۔ اِس لئے اُسمیں طرفداری کا گمان نہیں ہو سکتا۔ جہیں کہ پکشپات (طرفداری) ہو وہ وِدیا ایشور کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ چونکہ ویدوں کی بھاشا سنسکرت ہے اِس لئے یہ ایک قسم کی طرفداری ہے تو اُس کا یہ اعتراض ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ سنسکرت زبان پر ہی ساری زبانوں کی بنیاد ہے۔ انگریزی کی طرح کی بیشمار زبانیں اُس سے پیدا ہو چکی ہیں۔ ایک زبان دوسری زبان میں تبدیلی واقع ہونے سے پیدا ہوتی ہے مثلاً वयं (بمعنی ہم) سنسکرت شبد جن کے यम् کو सम्प्रसारण (سمپرسارن) ہوکر वूई شبد پیدا ہوگیا۔ اُسی طرح पितृ سے پیٹر اور فادر (father) اور युयम् (یویم) سے یو (you) اور आदिम سے آدم وغیرہ۔ ایسی ایسی تبدیلیاں خاص قاعدوں کے مطابق ہوتی ہیں اور کچھ تبدیلیاں حسب دلخواہ عمل سے بھی ہوتی ہیں۔ اس کے بارے میں عقلمندوں کے لئے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایشور میں جیسا اننت آنند ہے۔ اُسی طرح سنسکرت بھاشا میں بھی اننت آنند ہے۔ بتلاؤ کہ اِس زبان کے برابر خوبصورت میٹھی اور دنیا کی سب زبانوں کی ماں اور کونسی زبان ہے؟ جواب یہی ملیگا کہ کوئی بھی دوسری نہیں ہے۔ اب اگر کوئی سوال کرے کہ یہ زبان ایک ہی مُلک کی کیوں ہوتی۔ تو دیکھو کہ سنسکرت زبان ایک ہی مُلک کی نہیں ہے سب زبانوں کی بنیاد سنسکرت میں موجود ہے۔ اِس لئے سب گیان کی بنیاد جو وید ہیں وہ بھی سنسکرت زبان میں ہیں جس جس مُلک میں سنسکرت زبان گھُسی ہے۔ اُس اُس مُلک کے عالموں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتی جاتی ہے۔ اور یہ دوسری زبانوں کی ماں کی جگہ ہے پھر دیکھو کہ ویدوں کی ہی کچھ کچھ مقدم باتوں کا پرچار جہان کے سارے ملکوں میں چل رہا ہے۔ یہودی لوگ سدا ویدی ریتی پر یگیہ کرتے رہتے تھے۔ یہ گیان اُنہیں کہاں سے ہوا تھا؟

گوھونا - اُدگاتا - برھما وغیرہ کے انتظام کے ساتھ یگیہ کرنا اُنہیں معلوم نہ تھا لیکن اسمیں کُچھہ کمی بیشی نہیں ہے - ہم آریوں کی رسوم میں اُنہوں نے غلطیاں کی تھیں - اِسی طرح پر پارسی لوگ بھی آتشکدہ میں آتش پرستی کرتے ہیں - کیا اِس عمل کی بنیاد ویدوں میں نہیں ہے ؟ یہہ صاف ظاہر ہے کہ وید میں طرفداری نہیں ہے - یہودی لوگ دوسروں سے دشمنی کرنا سیکھے تھے - مُسلمان لوگ دوسروں کو کافر کہتے تھے اور اُنکی مذہبی کتابوں میں ایسا کرنیکی ہدایت بھی کیگئی ہے - لیکن اِس قسم کے غرور کے لئے ویدوں میں ترغیب نہیں ملتی ہے - اِس لئے یہہ سدہ ہوتا ہے کہ وید ایشور کے بنائے ہوئے ہیں -

دوسرا ثبوت ۔ وید بڑا آسان گرنتھہ ہے - زمانہ حال کے پنڈت لوگ اوپھیدک اور اوچھن پدوں کو گھسیٹ کر بڑی لمبی چوڑی (پرلنکار) آرائیشیں کرتے ہیں - لیکن اُن آرائیشوں میں صرف لفّاظی کا اندر جال ہی رہتا ہے - مطلب کی گہرائی اُن میں بالکل نہیں دکھائی دیتی - اِس طرح کی وید کی کتاب نہیں ہے اب اگر کوئی یہہ کہے کہ پرلنکار کی دقِ عبارت چونکہ سمجھہ میں نہیں آتی اِس لئے سمجھنا چاہئے کہ اسمیں پانڈتیہ ہے - تو خیال کیجئے ؟ کہ جب کوّے آپس میں لڑتے ہیں تو اُنکی بولی کے معنی کسی کے بھی سمجھہ میں نہیں آتے - تو کیا نہ سمجھے جانے کیوجہ سے کاک بھاشا (کوّے کی زبان) میں پانڈتیہ کا گمان کرلیں ؟ کبھی نہیں - بزرگی کا نشان یہی ہے کہ زبان آسان ہو لیکن مطلب گہرا ہو - گیان پراپتی بغیر دُکھ کے ہونا ہی ایشور کرت کا چنہہ ہے -

शकता वच्छेदक । शकता वच्छिन्न

ایسے پدوں کی جگھ دیکھو بھگوان واتسائن نے (اپنے نیا بھاشیہ میں) کیسے آسان شبدوں میں فرمایا ہے -

प्रमातु: प्रमाणानि प्रमायाथिगमा थीनाति शकमा त्पि:।

اس آسانی (عبارت) کیوجہ سے مہانُبھاو دالتائین کیا نئے شاستریوں کو مقابلے میں پاگل ٹھہرایا جاسکتا ہے ؟ نہیں ! نہیں ! اور دالتائین کی عبارت کے مقابلہ میں وید ونکی عبارت تو لاکھہ درجہ آسان ہے۔

تیسرا ثبوت۔ ویدوں سے انیک ودیا اور شاستر سدہ ہوتے ہیں (اس کی بعد یجر وید ادھیائے ۴۰ اگنستر ۱۶ کو بیان کیا۔ اس طرح کے بہت سے پرمان مہرشی دیانند اور گرنتھوں میں دیکھے ہیں) انسانوں کی بنائی ہوئی کتابوں میں ایک ہی مضمون پر بحث رہتی ہے جیمنی جی کے سارے مت کا پرواہ صرف ایک دہرم اور دھرمی کے مضمون پر وچار کرتے ہوئے ختم ہوا۔ بھگوان کناد کے من کا بھاو چھہ پدارتھوں کی تعریف کے وچار میں ہی سماپت ہوا۔ اسی طرح پر ویدک گرنتھ۔ ویاکرن مہابھاشیہ۔ اور یوگ شاستر کی ویوستھا کرنے میں بھگوان پتنجلی جی کی ساری عمر گزر گئی۔ لیکن وید بیشمار علموں کا مجمع ہے۔ اسلئے وید انسان کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ ایشور کا ہی ظاہر کیا ہوا ہے۔

ویدوں میں تمام علوم کی بنیاد بیج کی طرح موجود ہے۔ مثال کے لئے دیکھو یجروید

वारा ह्नो पाल ह्नो पन ह्ना मि० ॥ (۱)

सह स्रारि त्रं शतारि त्रं नापमि त्या दि ॥ (۲)

एका च मे ति स्रश्च मे पंच च मे० ॥ (۳)

پہلی تمثیل میں جہان کی بناوٹ کا ذکر ہے۔ دوسری میں جہاز بنانے کے اصول اور تیسری میں علم ریاضی کا ظہور کیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی سوال کرے کہ ایشور نے صرف سب علوم کے ابتدائی اصول ہی کیوں ظاہر کئے۔ اور شروع سے لیکر آخر تک مفصل ودیا اور کلا کا بیان کیوں نہیں کیا۔ تو میرا جواب یہہ ہے کہ جس طرح پر کہ پرمیشور نے بدھی سے سمجھنے کے لائق چیزوں میں ترقی کی گنجائش رکھی۔ اسی طرح پر بدھی میں بھی رکھی۔

چہارم ثبوت۔ بعض لوگ یہہ شبہ کرتے ہیں کہ بہت سے انسانوں کے بنائے ہو

ویدہیں۔ اِس کا جواب یہہ ہے کہ اگر بہت سے انسانوں کے بنائے ہوئے وید ہوتے تو
ویدوں میں باہمی اتفاق وغیرہ اوصاف ہرگز نہ ہو سکتے۔ زمانہ گزشتہ میں بھرت کھنڈ کے
اندر مختلف وِدیائیں ویدوں کی بدولت ہی پیدہ تہیں۔ مثلاً بمان وِدیا۔ استر وِدیا
وغیرہ وِدیاؤں کے پُستک ضایع ہونے سے وے وِدیائیں بھی معدوم ہوگئیں مُسلمانوں
نے لکڑی کی جگہ کتابوں کو جلایا جینیوں نے بھی ایساہی انرتھ کیا (یعنی وِدیا کے
پُستکوں کو نشٹ کر دیا) سُنا جاتا ہے کہ جب ۱۸۵۷ء میں دنگہ فساد ہوا تہا۔ اُسوقت
کسی ایک یوروپین نے امرت راؤ پیشوا کے ضخیم کُتب خانہ میں آگ لگادی تھی
اس پر وچار کرو کہ کتنی وِدیا نشٹ ہوتی آئی۔ اُپری چر نامی ایک راجہ تھا جو کہ زمین
کو کبھی بھی نہ چھوتا ہوا ہوا میں ہی پھرا کرتا تھا۔ پہلے جو لوگ لڑائیاں کرتے تھے
اُنہیں بمان بنانے کی وِدیا بھلی طرح معلوم تھی۔ میں نے بھی ایک بمان رچنا کا پُستک دیکھا
ہے۔ بھائی! اُس زمانہ میں مفلسوں کے گھر میں بھی بمان تھے۔ بھلا سوچو کہ اُسحالت کے
روبرو بیل گاڑی کی کیا عزت ہو سکتی ہے؟ کچھ بھی نہیں۔

پانچواں ثبوت وید قدیم اور سچے ہیں اس لئے اُن کا سامرتھ بھی بہت بڑا ہے۔ دیکھو
مُلک جرمنی کے لوگ ویدوں کو دیکھ کر اُس کے جلال اور بزرگی کا گُن گا رہے ہیں۔ اسی طرح پر
ہر ایک مُلک کے وِدوانوں کے دل وید کی سچائی کی طاقت سے کھنچے جارہے ہیں۔ حاصل کلام
یہہ کہ سچائی۔ اتفاق۔ مضمون۔ آسانی بندش۔ خوبی زبان۔ بےتعصبی اور سب وِدیاؤں
کا بھنڈار ہونا یہہ اوصاف صرف ویدوں میں ہی ممکن ہیں۔ اسلئے وید ایشور کی طرف سے
ہیں۔ آج کل ہمارے انگریزی پڑھے ہوئے بھائی انگریزی تصانیف کی ظاہری بھڑک کو
دیکھ کر ہی اُنہیں سچ مانتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہمارے بڑے بھائی شاستری لوگ
جو پرم پرا کے نہ چھوڑنے کا ہی ہٹھ کرتے ہیں۔ وہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ ریل
میں سفر کرتے ہوئے اُنکی پرم پرا کا ہٹھ کہاں جا گھُستا ہے؟ کیا باپ اندھا ہو تو بیٹے

کو بھی اپنی آنکھیں پھوڑ لینی چاہیئے ؛ مطلب یہ ہو کہ ایسی (اندھی) پرم پرا کو پکڑ رکھنے
سے دھرم کے انتظام میں بڑی گڑ بڑ مچگئی ہے - اِس گڑ بڑ پر غور کرنے سے کلیجہ دھڑکنے لگتا
ہے - دیکھو ! چاروں طرف ذاتوں کی تقسیمیں ہو کر ہم کمزور ہو گئے ہیں - پہلے آریہ لوگوں میں
شتگھنی یعنی توپیں بھی تھیں - اور بھوشنڈی یعنی بندوق بھی تھی - یہہ سب ہمارا بل کدھر
چلا گیا - ؟ اگنی استر وغیرہ کس طرح غائب ہوگئے ؟ آج کل کے پنڈت لوگ کہتے ہیں کہ پہلے صرف
منتر پڑھنے کی طاقت سے ہی اگنی استر وغیرہ بنائے جاتے تھے - لیکن یہہ (اُنکا بیان) غلط ہے
اگر یہ مانو کہ منتروں کی وجہ سے آگ پیدا ہوتی تھی - تو بھلا منتر بولنے والا خود کیوں نہ جل
جاتا تھا ؟ بھائی ! ایسا ہرگز نہیں ہے - منتر بہت سے شبدوں کے مجموعہ کا نام ہے - شبدوں
اور اُنکے معنوں میں ایک خاص تعلق ہے - اِس سے بڑھکر اُن میں اور کوئی طاقت نہیں
ہے - جیسے اگنی شبد میں جلانے کی طاقت نہیں ہے - اسی طرح پر منتر جپنے سے کورا وقت
ضایع کرنا ہے - یگیوپویت (زنار بندی) کے وقت لڑکے کی محدود طاقت ہونیکی
وجہ سے ایک ہی منتر اُسے بار بار رٹنا پڑتا ہے - اِس لئے منتر کا سچا استعمال یہہ
نہیں ہے - منتر بمعنی وچار کے ہے - راج منتری کہنے سے وچار کرنے والے کا ہی بودھ
ہوتا ہے - اگر یہ ارتھ نہ مانو تو راج منتری یعنی آمیتہ کا یہہ ارتھ کرنا پڑے گا "وہ مالا
لے کر راجہ کا جپ کرنے والا" منتری پد کا ارتھ جپ کرنیوالا نہیں بلکہ وچار کرنیوالا ہے
پس وید منتر کا سچا استعمال کرنا گویا عقل کو وسیع بنا کر ترقی دینا اور اُسے پرکاشش
کرکے اُسکی طاقتوں کو بڑہانا ہے - اس طرح کی طاقت پہلے آریوں میں تھی - وے ایک ہی
منتر کو لے کر جپنے نہیں بیٹھتے تھے - بلکہ انیک منتروں کی چھان (پڑتال) کرتے تھے - اسی لئے
آگ اور پانی وغیرہ کے استر اُنہیں معلوم تھے - یعنی پدارتھوں کے اوصاف کو جان کر وے
اُنکے زیادہ تر تجربے کرتے تھے - وشلیہ نامی ایک دوا انہیں یاد تھی جسکے لگانے سے کیسا ہی
زخم کیوں نہ ہو فوراً بھر آتا تھا - ملک بنگال میں پہلے وہاں کی ایک ودیا کی لوگ ہنسی

اُڑاتے تھے۔ لیکن جبکہ مہندر ناتھ سرکار جیسے وِدوان پنڈت نے چرک اور سُشرت سے گرنتھوں کو ازسرِنو تازہ کیا۔ تب انگریزی دانوں کا بھرم دور ہوا۔ مہیندر ناتھ نے پُرانے آریہ گرنتھوں کے ازسرِنو تازہ کرنے کے لئے بہت سرمایہ اکٹھا کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ یہہ اُن کا کام گویا اُنکا سرنگار ہے پدارتھ گیان (سائینس) کے بارے میں وید بڑی تاکید کرتے ہیں۔

अग्नि वायु रविभ्यस्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् ।
दुदोह यज्ञ सिद्ध्यर्थं ऋगयजु साम लक्षणम् ॥

دیکھو منوسمرتی ادھیاء اول شلوک ۲۳۔

ویدوں کی تعلیم کا مطلب یہ ہے۔ کہ جہان کے پیدا شدہ پدارتھوں کی اصلیت پرو چار کرنے اور ایشور کے گیان کے حاصل کرنے کے لئے عقل کی طاقتوں کو بڑھایا جاوے۔ آجکل کے پورانک پنڈت یہہ کہتے ہیں کہ وید ونکی پیدائش برہما سے ہوئی اور ویاس جی نے نگرہ یعنی سمہتا بنائی۔ لیکن اسمیں اُنکی بھول ہے۔ کیونکہ منو جی نے لکھا ہے۔ کہ برھما جی نے اگنی۔ وائیو۔ آدتیہ۔ اور انگرہ۔ اِن چار رشیوں سے ویدوں کو سیکھ کر آگے اُن کا پرچار کیا۔ برھما جی کا چترمکھ نام ہے۔ اِس سے یہ نہیں جاننا چاہئے کہ سچ مچ اُنکے چار مُنہ ہی تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو بیچارے برھما جی کو بڑا ہی دُکھ ہوا ہوتا۔ اور پھر بیچارا سُکھ سے کیسے سوتا۔ ایسا درست نہیں ہے۔ بلکہ

चत्वारो वेदाः मुखे यस्य इति चतुर्मुखः

ایسی ترکیب کرنی چاہئے (کہ جسے چاروں وید بزبان ہوں وہ برھما ہے) آغاز دُنیا میں اوپر بیان کئے ہوئے چار رشیوں پر ہی چاروں وید نازل ہوئے اُن سے برھما جی نے سیکھے۔ اور پھر اُنھوں نے ساری دُنیا میں پھیلائے۔ اور اُن سے انسانوں کو گیان حاصل ہوا۔ اِس لئے اُن کا نام وید ہے۔ اور چونکہ پراچین رشی ایک دوسرے

سے سنتے آئے۔ اِس لئے ویدوں کا نام شُرتی بھی ہے۔

اِس دعوے پر کہ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ اور انگرہ۔ اِن چار رشیوں کو وید پہلے ملے یہ اعتراض ہوا کرتا ہے کہ آغاز میں چار ہی رشی کیوں تھے۔ ایک یا (چار سے) زیادہ کیوں نہ تھے۔ سواگر تین یا پانچ ہوتے۔ تب بھی یہہ اعتراض تو بنا ہی رہتا یہہ اشوک بنکا نیاء ہوگا۔

اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ وید نیا ہے ازلی نہیں ہے۔ کیونکہ برہمدیو کے من میں گیان کی لہر پیدا ہوئی۔ اور اُسی وقت سے وید کی پرم پراکہتی بنتی ہے پھر وہ ازلی کیسے ہے؟ تو یہہ ٹھیک نہیں ہے۔ دیکھو! ایشور کا گیان لاثانی ہے۔ اور گیان رچنا ازلی ہے۔ وید اور سرشٹی کا صرف آوِربھاو اور تِروبھاو (ظہور اور پوشیدہ ہونا) ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ویدوں میں

सूर्य्याचन्द्रमसौ धाता यथा पूर्वमकल्पयत् ॥

وغیرہ بچنوں سے ایشور یہ نتیہ گیان کا ثبوت ہے۔ برہما جی کے پیچھے وراٹ اُتپن ہوا پھر وششٹھ۔ نارد۔ دکھش۔ پرجاپتی۔ سوائمبھو۔ منو وغیرہ ہوئے۔ اور اِن سب رشیوں کے منوں میں ایشور نے پرکاش کیا (اور اِن سبھی اُسی وید کے تات پریہ کو سمجھ کر اعلے درجے حاصل کئے)

اب ویاکھیان کو ختم کرنے سے پہلے وید کے بارے میں معمولی وچار کرنا چاہئے۔ بعض لوگ یہہ کہتے ہیں کہ چاند سورج وغیرہ عناصر کی پوجا کا ویدوں میں اُپدیش ہے لیکن اُنکا

---

8 راون نے سیتا جی کو لیجا کر اشوک باٹکا میں رکھا۔ سوال یہ ہے کہ اور جگہ کیوں نہ رکھا۔ اگر اور جگہ رکھتا۔ تو یہی اعتراض اسکی نسبت پیدا ہوتا۔ پس جب ایک کام کرنے کے کئی طریقے ہوں تو اُنہیں سے خواہ کسی طریقہ پر کام کر لیا جاوے درست ہی ہے۔

یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ یجروید ادھیاء ۳۲ منتر اول و رگوید منڈل اسوکت ۱۶۴ منتر ۴۶ اور دیگر بہت سے ویدمنتروں سے واضح ہوتا ہے کہ اگنی۔ اندر۔ وایو وغیرہ سب پرمیشور کے ہی نام ہیں۔ اس سے انیک دیوتاؤں کا اعتراض بالکل قائم نہیں رہتا۔ اسی طرح منوسمرتی ادھیاء ۱۲ اشلوک ۱۲۲ و ۱۲۳ میں بھی اگنی۔ پرجاپتی۔ اندر۔ برھم وغیرہ ناموں سے پرماتما کو ظاہر کیا گیا ہے۔ تقسیم۔ اقسام۔ اور تبدیلی وغیرہ تعلقات کی وجہ سے ایک آتما کے علیحدہ علیحدہ نام ہوسکتے ہیں۔

بعض کا اعتراض ہے کہ ویدوں میں گندی کتھائیں بھری پڑی ہیں۔ یجروید ادھیائے ۲۳ کے بعض منتروں پر بھاشیہ کرکے مہیدھر نے بڑا ہی گنداپن پیدا کیا ہے۔ چنانچہ اسی ادھیاء کے منتر ۲۲ میں ग्भ की جگہ حرف کی تبدیلی کرکے भगे شبد نکالا ہے لیکن اس کے متعلق شت پتھ براہمن دیکھنا چاہئے۔

वृद्ध इद्वी राज्यं भग श्री: स्यस्लो रा ष्टु श्रा वी वृद्ध स्या ग्रम् ।

اس طرح پر اس ग्भ شبد کی جگہ राष्ट्र کو جوڑنے سے کوئی گنداپن نہیں رہتا۔ اسی طرح پر پورانوں میں کشیپ کی اولاد کا بیان ہے۔ مریچ کا بیٹا کشیپ کہا ہے۔ دکش کی ساٹھ لڑکیوں میں سے تیرہ کے ساتھ کشیپ کا بیاہ ہوا۔ اس طرح کی کہانی بنائی گئی ہے۔ اس کتھا کے لئے ویدوں میں کہیں بھی سہارا نہیں ہے कश्यप کشیپ شروع اور آخر کی باہمی تبدیلی سے क: पश्य (کہ پشیہ یعنی پرماتما کے لئے استعمال ہوسکتا ہے۔

क: पश्य: सर्व द्रक्‌ परमात्मा गृहीत: ।।
جو سب وشاؤں میں یکساں دیکھتا ہے۔ اس پرماتما کا نام کشیپ ہے۔)
اسی طرح پر ہر ایک شخص نے ब्रह्मोवाच (برھما جی بولے) لگاکر کچھ کہتا

بنا کر پورانوں کا پاکھنڈ رچ لیا ہے - اس طرح کی دُشٹ کوششیں ہی سمپردائی لوگوں نے بہت ہی کی ہیں - مثلاً

ब्रह्मो वाच ॥ टका धर्मं धर्मं टकार्मं टका हि परमं पदम् । यस्य गृहे टका नास्ति हा टका टकटकायते ॥

اِس سمپردائے کا بازار آج کل خوب گرم ہے - اِسکی وجہ سے جو دوکانداری حاصل ہوئی ہے - اُسے سمپردائی لوگ بھلا کیوں چھوڑنے لگے ہیں ؟ یجمان کی تین توکیا چاہے دس جنم تک کی ہانی بھی ہو تو اُنہیں کیا مطلب ؟ اِس لئے جب سب مرد عورت ہر جگہ ویدوں کا مطالعہ کریں گے - تب ان سمپردائیوں کی لٹ پٹ بند ہو گی - تب ہی کنٹھی کے ذریعہ سے سورگ ملنے کا آسان راستہ بند ہو گا - بھائی ! سوچو کہ اگر کنٹھی سے ہی سورگ ملجائے تو لبباطی کے کنٹھیوں کی پیٹیاں گلے میں لٹکانے سے سنسار میں سُکھ کیوں نہیں ہوتا ؟ چندن - تلک چھاپوں سے اگر سورگ ملجائے تو سارے مُنہ پر چندن لیپنے سے کیوں نہ مِل لے ؟ اِس لئے سوچو کہ چندن - تلک - کنٹھی - یہ سب دولت ٹھگنے کے لئے سمپردائی لوگوں کا آڈمبر ہے - یہہ سچے تیرتھ نہیں ہیں - چھاندوگیہ اُپنشد نے تیرتھ حسب ذیل بتلایا ہے

अहिंसन् सर्वं भूतान्यन्त्र तीर्थेभ्य स तीर्थः स ब्रह्म चारी विद्या व्रत स्नात : ॥

برہمچاری لوگ ودیا سنات - ورت سنات ہوتے تھے - اِس لئے وید ودیا ہی تیرتھ ہے ::

اوم شانتیہ - شانتیہ - شانتیہ

چھٹا ویاکھیان

جنم

ओ३म भद्रं कर्णेभिः शृणुयाम देवा भद्रं पश्ये-
माक्षभिर्यजत्राः। स्थिरैरंगैस्तुष्टुवांसस्तनूभिर्व्यशे
महिदेवहितं यदायु॥ ऋ० मं० १ सू० ८९ मं० ८

آج کے ویاکھیان کا مضمون جنم ہے۔ اب اول یہہ دیکھنا ہے کہ جنم کا ارتھ کیا ہے اسکی تعریف کرنی چاہئے۔ جسم کے بیوہار اور کام کرنے کے لائق ذرّوں کا جب اجتماع ہوتا ہے تب جنم ہوتا ہے۔ یعنی سب سادہنوں سے یکت ہو کر کام کرنے کے لائق جب جسم ہوتا ہے اُسے جنم کہتے ہیں۔ حاصل کلام یہہ کہ اندریاں۔ پران اور انتہ کرن جب جسم کے اندر کام کرنے کے لائق ہوتے ہیں۔ تب جنم ہوتا ہے۔ جب جنم جسم اور جیوآتما کے میل کا نام ہی تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم اور جیوآتما کے باہمی بچھڑنے کا نام موت ہے۔

اس جنم (پیدائش) کے راز کے بارے میں بہت سے خیالات (دنیا میں پھیل رہے) ہیں بعض کہتے ہیں کہ انسان کا ایک ہی جنم ہے۔ یعنی مرنے کے بعد پھر دوسرا جنم نہیں ہوتا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جنم انیک ہیں۔ یعنے مرنے کے بعد انسان بار بار جنم لیتا ہے ہمارا سدہانت یہ ہے کہ انسان کا پنرجنم (تناسخ) یعنی بہت سے جنم ہوتے ہیں۔

ایک جنم کے ماننے والوں اور انیک جنم (تناسخ) کے ماننے والوں کے عقیدوں کی بنیاد

بُہت سی دلیلوں اور اُن کے نتیجوں پر ہے - اُن دلیلوں اور نتیجوں پر اب غور کرنا چاہئیے -

गतानुगतिको लोकः ॥

اِس مقولہ کے بموجب سلسلہ وار چلے آئے گیان کو قبول کرنا بھی عالموں کو مناسب ہے - اور دلیل و بحث کے ذریعہ سے جانچنا بھی عقلمندوں کا خاص فرض ہے -

ایک جنم کے ماننے والے اِس قسم کا اعتراض پیش کرتے ہیں - کہ اگر اِس جنم سے پہلے کوئی جنم ہوتا تو کچھ تو اُسکی یاد رہنی چاہئیے تھی - اور چونکہ گزشتہ جنم کی کوئی یاد داشت ہی نہیں ہے تو اِس سے یہی کہنا ٹھیک ہے کہ کوئی گزشتہ جنم نہ تھا - اِس اعتراض کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ جیو آتما کا گیان دو طرح کا ہے - ایک سواہاوک (فطرتی) اور دوسرا نیمتیک (کسی ذریعہ سے حاصل کیا گیا) سواہاوک گیان ہمیشہ یکساں رہتا ہے - لیکن نیمتیک گیان میں گھٹنا - بڑھنا - کمی - زیادتی نقصان وغیرہ لگے رہتے ہیں - مثلاً آگ میں جلانے کی طاقت سواہاوک دھرم ہے - یعنی یہہ دھرم اگنی کے پرمانوؤں میں بھی رہتا ہے - یہہ اُسکا نج دھرم ہے - وہ اِسے کبھی بھی نہیں چھوڑتا - اِسلئے آگ کی جلانے کی طاقت کا جو گیان ہے وہ سواہاوک گیان سمجھنا چاہئیے - پانی کا سواہاوک گُن ٹھنڈا پن ہے - پھر دیکھو کہ میل کی وجہ سے پانی میں گرمی بھی پیدا ہو جاتی ہے - اور ایسا ہی اُس میل کے چھوٹنے سے گرمی اُس میں نہیں رہتی - اِس لئے پانی میں گرمی کا گیان جو ہے وہ نیمتک گیان ہے اور پانی میں ٹھنڈک کا گیان سواہاوک گیان ہے -

اب جیو آتما کی حالت لیجئے - "میں ہوں" یعنی اپنی ہستی کا جو گیان ہے وہ سواہاوک گیان ہے - لیکن آنکھ - کان - وغیرہ اندریوں کے ذریعہ سے جو گیان پیدا ہوتا ہے وہ جیو آتما کا نیمتک گیان ہے - یہہ نیمتک گیان تین وجوہات سے پیدا ہوتا ہے - یعنی دیش (جگہ) کال (وقت) اور وستو (اشیاء) کے ذریعہ سے - اِن تینوں کا جیسا جیسا کہ کرم اندریوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے - ویسے ویسے سنسکار آتما پر ہوتے ہیں - اب جُوں جُوں یہہ ذریعہ

نکل جاتے ہیں - تیُوں تیُوں نِیمتک، گیان کا ناش ہوتا جاتا ہے - یعنی گزشتہ جنم کے دیش کال اور شریر کے ساتھ بچھوڑا ہونیکی وجہ سے اُس زمانہ کا نیمتک گیان نہیں رہتا - اسکے علاوہ اس وچار میں ایک بات اور خیال میں رکھنے کے لائق ہے کہ گیان کا سُوبھاؤ ہی ایسا ہے کہ وہ سلسلہ وار یکے بعد دیگرے ہوتا ہے - یعنی ایک ہی وقت میں آتما کے اندر دو تین گیان اکٹھے ہو کر نہیں سپھرت ہوتے - اس اصول کی عقدہ کشائی سے گزشتہ جنم کی باتیں بھول جانے کا سادارن بھی بھانت ہو جاتا ہے - اس جنم میں اپنی ہستی کا گیان آتما کو ٹھیک ٹھیک رہتا ہے - اس لئے گزشتہ جنم کے گیان کی یاد جیو آتما کو نہیں ہوتی -

پھر اسپر بھی غور کرنا چاہئے کہ اسی جنم میں کیسی کیسی اوستھا ہوتی ہے جسقدر میں اسوقت بول چکا ہوں اُس کُل بیان کا سلسلہ جس طرح پر کہ میرے من کے اندر پیدا ہوا تھا - مجھکو کہاں یاد رہا ہے - ہاں البتہ تقریر کے موٹے موٹے حصوں کی تو ضرور یادداشت موجود ہے لیکن تھوڑے تھوڑے باریک حصوں کی یاد دھوپتی گئی ہے - اس سے یہہ کبھی نہیں مان سکتے کہ یہہ تقریر ہی نہیں کی - پھر دیکھو کہ جو باتیں لڑکپن میں ہوئیں - وے اب بالکل یاد نہیں رہیں - تو اس سے ایسا تو نہیں مان سکتے کہ وے باتیں لڑکپن میں ہوئی ہی نہیں - پھر جاگتے ہوئے جن جن باتوں کی یاد رہتی ہے - اُن اُن باتوں کا نیند میں بالکل ذہن سے واسطہ نہیں رہتا - ان سب وجوہات سے یہ ثابت ہوتا ہے - کہ گزشتہ جنم کی باتیں نہ یاد رہنے کی وجہ سے پُنرجنم ناممکن ثابت نہیں ہوتا - دو جنموں کے درمیان میں موت آن پہنچتی ہے - اور موت سے مراد بڑے بھاری اندھکار کے پردے میں گرنا ہے (اس لئے اُس اندھکار کے زمانہ میں پہلے جنم کی باتیں بھول جاتی ہیں -)

پھر دیکھو من کا دھرم کیا ہے - اسپر اچھی طرح غور کرنا چاہئے - من کا سُوبھاؤ ایسا ہے کہ وہ نزدیک کی چیزوں کے بارے میں ہی ہمدردی یا نفرت کا خیال پیدا کرتا ہے نزدیکی کے دور ہونے سے وہ اُنہیں بھول جاتا ہے - پھر اگر گزشتہ جنم کے نہایت دور

پدارتھوں کی یاد آتما کو ہو جاتی ہے۔ تو ہمیں تعجب کی کونسی بات ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں۔ مدرسہ میں کچھ طالب علم تعلیم حاصل کرتے رہتے ہیں۔ انہیں سے کچھ لڑکوں کو اپنے مضامین جھٹ پٹ سمجھ میں آجاتے ہیں۔ لیکن باقی کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں اُن مضامین کو سمجھنے یا حفظ کرنے کے لئے کسی قدر زیادہ وقت لگتا ہے۔ اور تیسرے کچھ ایسے ہونگے جنکو اُس مضمون کے حل کرنے میں بڑی مشکل پڑتی ہے۔ اس طرح پر یہاں بھی تین اقسام کے اعلیٰ۔ درمیانی اور ادنےٰ عقل والے انسان دکھائی دیتے ہیں تو پھر یہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد گزشتہ جنم کی باتوں کا گیان قایم رہنے میں کس قدر دقت ہوتی ہوگی۔ اس لئے ایک ہی جنم ماننا بالکل دلیل کے برخلاف ہے۔

گیان آٹھ طرح کا ہوتا ہے۔ پرتکیش۱ انومان۲ اُپمان۳ شبد۴ ایتیہ۵ ارتھاپتی۶ سمبھو۷ اور ابھاؤ۸۔ ان میں سے پرتکیش گیان تو بالکل ادنےٰ ہے۔ کیونکہ صرف اندریوں کا وشیوں کے ساتھ میل ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور کبھی بھی شبھ اور شک سے خالی مطمئن نہیں ہوتا۔ اس لئے گیان کے دوسرے سادھن (یعنی انومان) کا سہارا لینا ضروری ہوا۔ مثلاً اگر کوئی آدمی خود طبیب نہ ہو تو بیماری ہونے پر وہ یہہ بھی نہیں جان سکتا کہ اُسے کس وجہ سے بیماری ہوئی۔ اور نہ ہی وہ بیچارہ مرض کی تشریح کرسکتا ہے۔ گو بیمار کو اس قسم کا گیان نہیں ہے۔ تاہم یہہ نہیں کہہ سکتے کہ اُسے روگ ہی نہیں ہے۔ کیونکہ بغیر سبب کے نتیجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس بیماری کا بھی کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہونا چاہئے۔ ایسا انومان ہوتا ہے۔ اور کیا کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ بیمار کو بیماری کا سبب معلوم نہیں ہے اس لئے بیماری بلا سبب ہوئی ہے؟ ہرگز نہیں! علاوہ ازیں طبیب بھی انومان کے بل سے ہی بیماری کو دیکھ کر اُسکی تشریح اور تحقیقات کرکے اُسکے اسباب قایم کرتا ہے۔ اور وہ بات ہمیں بھی ماننی پڑتی ہے

ایسا درجہ انسان پیدا ہوتا ہے۔

یہہ بات مسلمہ ہے کہ پرماتما نیائےکاری اور بے تعصب ہے۔ اور یہہ بات بھی مانی گئی ہے کہ ایسے نیائےکاری (منصف) پرماتما کے بنائے ہوئے سنسار میں لوگوں کے قیام اور اُن کے سکھ حاصل کرنے میں بڑا بھاری باہمی فرق ہے۔ تمثیل سے یہہ اچھی طرح سمجھ میں آ جائے گا۔

دیکھو! ایک ہی ماں باپ کے دو لڑکے ہیں۔ اُنہیں ایک ہی گورو کے پاس تعلیم کے لئے رکھو اور اُن کے کھانے پینے کا انتظام بھی یکساں رکھو۔ باوجود اسکے بھی ایک لڑکے کا فہم ایسا ہو کہ وہ بڑا عالم اور دانا ہوتا ہے اور دوسرا بھولنے والا اور مورکھ ہی رہتا ہے۔ اب بتلاؤ کہ اسکی کیا وجہ ہے؟ اِن (دونوں لڑکوں کی) عقل میں تفاوت کا باعث اس جنم میں تو کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن تفاوت ضرور معلوم ہوتی ہے اگر کہیں کہ ایسا بلا وجہ فرق پرماتما نے کیا تو پرماتما طرفدار ٹھہرتا ہے۔ اور اگر کہیں کہ یہہ فرق ایشور نے نہیں کیا۔ تو یہہ (فرق) کی پیدائش ہی نہ ہوتی۔ پس یہ ماننا نہایت ضروری ہے کہ گزشتہ جنم ضرور تھا۔ کیونکہ اوپر کہا ہوا انتظام گزشتہ جنم کے پاپ پُنیہ کا پھل ہے۔ ایک جنم کے ماننے والے ایسا کہیں گے کہ ایشور آزاد اور قادر مطلق ہے جس طرح پر کہ ایک مالی اپنے باغیچہ میں حسب دلخواہ اپنے پودے لگاتا اور جس قسم کی کھاد میں میں آوے ڈالتا ہے۔ اسی طرح پر اس جگت میں ایشور کی لیلا ہے۔ اسطرح کی آزادی ایشور میں ماننے سے ایشور کے انصاف میں فرق آتا ہے اور بے ترتیبی کا الزام اُسپر عائد ہوتا ہے لیکن وید اور جہان کے انتظام کو دیکھنے سے ایسا پیدا ہوتا ہے کہ ایشور منصف ہے پس اس باہمی تناقض کو دور کرنے کے لئے تناسخ کا ماننا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ مانیں تو اسکا جواب ٹھیک نہیں ملتا کہ انسان مختلف حالتوں میں کیوں پیدا کئے گئے یہہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ تعلقات کے فرق سے پیدائش میں فرق ہوا۔ کیونکہ ماں کے

پیٹ میں بھی جہاں پر کہ تعلقات کے فرق کا خیال بھی نہیں ہو سکتا۔ یکساں حالت سب انسانوں کی نہیں رہتی۔ ماں کے رحم میں بھی ایک بچے کو دکھ ہوتا ہے۔ اور وہیں دوسرے کو سکھ ہوتا ہے۔ ایک دھرماتما کے یہاں جنم لیتا ہے۔ دوسرا پاپ کی جگہ میں پیدا ہوتا ہے پس بتلاؤ کہ یہہ فرق کس طرح پر اور کہاں سے ہوا؟ اسپر بھی غور کرو کہ تناسخ نہ مانے ہوئے اِس فرق کی وجہ سے ایشور پر کتنا بڑا الزام آتا ہے۔

پُنر جنم (تناسخ) کے لئے اوپر کہے ہوئے انومان کے سوائے ایک پرتکش پرمان بھی ہے۔ جیواتما کی جسمانی حرکت ہونے سے پہلے اپنے آپکو پرتکش ہوتی ہے۔ پھر آتما پر سنسکار ہوتا ہے۔ پھر ذہن میں آتی ہے۔ اور اُس کے بعد کسی کام میں پرورتی یا نورتی ہوتی ہے۔ یہہ طریقہ ہر جگہ دکھائی دیتا ہے۔ اب دیکھو کہ رحم میں سے باہر نکلنے کے پیشتر بچہ (ماں کے) پیٹ میں تھا۔ باہر نکلتے ہی سانس لینے یا رونے لگتا ہے تو یہہ عمل اُس کا گزشتہ سنسکاروں کے بغیر کیسے ہو سکتا ہے؟ ماں کی چھاتی کھینچ کر دودھ پینے لگتا ہے۔ یہہ پرورتی کہاں سے تھی؟ دودھ سے سیر ہونے کے بعد علیحدہ ہوتا ہے۔ یہہ کہاں سے حاصل ہوئی؟ ماں اگر کچھ دھمکی دیتی ہے تو بچہ جھٹ سمجھ جاتا ہے۔ یہ بغیر گزشتہ سنسکاروں کے کیسے ہو سکتا ہے؟ اسلئے انومان اور پرتکش دونوں پرمانوں سے یقیناً تناسخ ارواح ثابت ہوتا ہے۔

اگر سارے جہان کی پیدائش قیام اور فنا کا سلسلہ دیکھا جاوے تو اُسکی مثال بہت سے تناسخ ارواح بھی ثابت ہوتا ہے۔ یہ ہمارا مدہیم (درمیانی) جنم ہے۔ اور موکش (نجات) ہونے تک اور بھی جنم ہونے والے ہیں۔ اِس مدہیم پرانے اِس مدہیم جنم کا امکان تبھی ہوا جبکہ پہلے گزشتہ جنم تھا۔ کیونکہ اگر کنوئیں میں پانی نہ ہوتا تو ڈول میں کہاں سے آجاتا؟ یہی مثل ہر جگہ بحال ہے۔

اب اگر کوئی یہہ کہو کہ ایشور سدا انتظام کرتا ہوا بیٹھا ہے۔ اور یہ انتظام کبھی بگڑ جاتا

اور کبھی درست بھی رہتا ہے۔ جیسے عیسائیوں کی دھرم پستک میں کہا ہے کہ ایشور نے
ایک خوبصورت باغیچہ بنایا اور اُسمیں ایک مرد اور عورت کا جوڑا رکھدیا۔ اور اُس باغ میں
ایک علم کا درخت لگا دیا۔ اور دونوں مرد اور عورت کو حکمدیا کہ علم کے درخت کا پھل مت کھانا
یعنی جاہل رہو۔ تب جلد ہی اُس جوڑے نے ایشور کی نافرمانی کی تو پرمیشور کو بڑا غصہ
آیا۔ اور پھر ایشور نے اُنہیں وہاں سے نکالدیا لیکن سوچو کہ اگر ایشور کا انتظام اسطرح
پر بگڑ گیا تو وہ علیم کل کیسے رہا؟ اس لئے ایسی ایسی بیوستھا ٹھیک نہیں ہیں۔ اور ایک جنم
کے ماننے سے چھٹکارا نہیں ہوتا۔ ایسا جاننا چاہئے کہ ایشور سارے جگت کا صرف دھارن
کرتا ہے۔ لیکن اُسنے حرکت صرف ایکمرتبہ ہی کر رکھی ہے۔ کوئی ایسا نہ سمجھے کہ اُسنے چھہ
دن محنت کی اور ساتویں دن آرام کیا۔ یعنی تکان دور کیا۔ سروشکتیمان (قادر مطلق)
پرمیشور کی شان میں یہ کہنا کسی طرح پر بھی سمبھو نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر باغیچہ والی بیوستھا
کو سوچو۔ پہلی مرتبہ تو پرمیشور بھول گیا۔ اور پھر اُس کے من میں آیا کہ اُسے ٹھیک کرے۔ اور
اس لئے لوگوں کے پاپ دور کرنے کے لئے کوئی خاص اور انتظام کیا۔ یہہ کہنا بھی ٹھیک
نہیں ہے۔ یہہ انسانوں کی فطرت ہے کہ اُنہیں اپنے مذہب کے بارے میں بڑا ہٹھ ہو جاتا
ہے۔ لیکن دانا آدمیوں کو مناسب ہے کہ ہٹھ کو چھوڑ کر سچائی کا امتحان کریں۔

اب بعض آدمی اس طرح پر دلیل کرتے ہیں کہ راجہ پالکی میں بیٹھا ہے اور کہار پالکی
اُٹھا کر لیجاتے ہیں۔ اِس جگہہ ایسا کہنا بھرم ہے کہ ایک کو زیادہ سُکھ اور دوسرے کو زیادہ
دُکھہ ہوتا ہے۔ راجہ کے دل میں راج کے انتظام کا فکر دُکھہ کا پہاڑ پیدا کرتا رہتا ہے۔ اِسلئے
باہر سے راجہ کو جسقدر سُکھ ہوتا ہے۔ اُسی قدر اندر سے دُکھہ ہوتا ہے۔ رات کو نیند آنے
میں بھی ہائے ہائے مچتی ہے۔ اِدھر دیکھو تو اِس سے بالکل برخلاف کہار کو باہر سے تو بڑا
کلیش ہوتا ہے۔ پالکی اُٹھانی پڑتی ہے۔ اور سوکھی روٹی ملتی ہے۔ تو بھی کمبل اوڑھکر لیٹتے
ہی گاڑھی نیند سوتا ہے یعنی تندرستی سے اُسے نیند آتی ہے۔ اس لئے دونوں وجود

میں سکھ دکھ برابر ہے۔ اسلئے ایک جنم ماننا ہی ٹھیک ہے۔

اس دلیل کا جواب بڑا ہی آسان ہے۔ امیروں کو اور غریبوں کو۔ کمزوروں کو اور تندرستوں کو سکھ دکھ یہ برابر بتلانا تمام مشاہدوں کے برخلاف ہے۔ راجہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور بھنگی کے بھی لڑکا پیدا ہوا۔ راجہ کے لڑکے کو گربھ میں رہتے ہوئے۔ پیدا ہونے کے وقت سکھ۔ آگے لڑکپن میں بھی سکھ۔ کھانے پینے اور دیگر ضرورتوں کی چیزیں ہاتھ میں لئے خدمتگار لوگ حاضری میں تیار کھڑے رہتے ہیں۔ اسکے برخلاف بھنگی کے لڑکے کو گربھ کے وقت بھی دکھ رہتا ہے۔ اور پیدا ہوتے وقت کسی ہنر کے موافق پیٹ باہر آپڑتا ہے۔ لڑکپن میں کھانے پینے میں بھی رونا پیٹنا جاری رہتا ہے۔ کپڑے کا نام نہیں ملتا۔ کھانے پینے کی چیزوں کے لئے بیچارے کا رونا دکھ ہی گھیرا جاتا ہے۔ اسی طرح کے بہت سے کام دیکھنے میں آتے ہیں۔ تو بتلاؤ کہ یہ سکھ دکھ کا فرق کہاں سے آیا؟ اور پھر تم برابر دیکھتے ہو کہ سب انسان چاہتے ہیں کہ انہیں ثروت حاصل ہو۔ اور اونچے اعلیٰ لوگوں کی سی حالت انکی ہو جاوے۔ اسی خواہش کے باعث کل سنسار کا کام چل رہا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سکھ دکھ کا فرق واقعی موجود ہے۔ صرف وہم نہیں ہے۔ اب اگر سکھ دکھ کا فرق مانتے ہوئے بھی جنم ایک ہی مانیں۔ تو ایشور غیر منصف ٹھہرتا ہے۔ اور ایشور کو انصاف سے علیحدہ ٹھہرانا ہمارے پہلے سدھانت کے برخلاف ہے۔ اسلئے یہی کہنا ٹھیک ہے کہ جنم انیک ہیں۔ یعنی ایشور نیاکاری ہے۔ اور گزشتہ جنموں کے کرموں کے مطابق انسانوں کو پھل دیتا ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر بفرض محال کچھ عرصہ کے لئے یہ مان بھی لیں کہ پاپ کی وجہ سے انسان جانور کے جسم میں گیا۔ تو بھی چونکہ وہ جانور یہ نہیں جانتا کہ میں نے پاپ کیا تھا۔ اسلئے مجھے یہ جسم ملا ہے۔ تو بغیر اس علم کے سزا ہونے کا اصول ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔

اس کا جواب بھی صاف ہے۔ موجودہ جنم میں بھی ایسی ہی ہوسکتا دکھائی دیتی ہے
موجودہ جنم میں بھی دُکھہ ہو گئے ہوئے دُکھہ کا باعث معلوم نہیں رہتا۔ اگھوری بکر بہت
کھا لیا۔ اور پھر اُسکی وجہ سے اگر کوئی بیماری جسم میں ہوگئی تو اُسوقت جو دُکھہ ہوتا ہے
اُسکا اصلی باعث بالکل بھول جاتا ہے۔ اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں دُنیا میں نظر آرہی ہیں
اس سنسار میں جو دُکھہ سُکھ کی تفاوت نظر آتی ہے اُن کا کچھ نہ کچھ باعث ضرور ہونا چاہئے
بلا سبب کے نتیجہ نہیں ہوسکتا۔ اِن سُکھوں اور دُکھوں کی تفاوت کے بواعث گزشتہ جنم کے
فعل ہیں۔ اِس لئے شیش[8] دت انومان سے سُکھ دُکھہ وغیرہ کے فرق کی وجہ صاف
معلوم ہوتی ہے۔

اب کرموں کا ذکر کیا جاوے تو کرم بھی عجیب ہیں۔ آتما پر جو طرح بہ طرح کے سنسکار
ہوتے ہیں۔ اُنکی وجہ سے طرح بہ طرح کے انک کرم پیدا ہوتے ہیں۔ ایشور کا ایسا انتظام
ہے کہ اُن اُن کرموں کے میل سے پاپ اور پُنیہ پیدا ہونا چاہئے۔ اس طرح پر پاپ اور
پُنیہ کا پھل بھوگے بغیر چھٹکارا نہیں ہوتا۔ یعنی پاپ کبھی بھی بلا پھل بھوگائے نہیں
چھوٹتے۔ اب اگر کوئی ایسا کہے کہ ایشور کی بھگتی پرارتھنا وغیرہ کرنے سے اُسے رحم
آتا ہے۔ اور پھر وہ پاپ کی سزا نہیں دیتا تو اِس دلیل کا جواب بڑا آسان ہے۔ ایشور
کی بھگتی یا پرارتھنا سے گزشتہ کئے ہوئے پاپوں کی سزا معاف نہیں ہوتی بلکہ آئیندہ
آنیوالے پاپوں سے بچاؤ ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پاپ کرنے میں کسی کو ذرا بھی خوف
نہ ہوتا۔ اب تعلق میں ایک بات اور کہنے کے لائق ہے۔ بعض اصحاب یہہ بھی اعتراض کرتے
ہیں کہ ایشور علم کُل ہے۔ اُسے ہمارے من کے سارے بھاؤ معلوم ہیں۔ یعنے وہ یہہ بخوبی

---

[8] شیش دت انومان اُسکو کہتے ہیں جہاں نتیجہ کو دیکھہ کر سبب کا علم ہوتا ہے۔ جیسے دریا کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر بارش کا انومان ہوتا ہے۔

جاننا ہے کہ جیسے برتا ستری کی طرح کی بھگتی لگی ہے۔ اور بازاری عورت کی طرح کی بھگتی لگی ہے۔ ہم انسانوں کو تو صرف بیرونی اظہار سے ہی من کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ایشور ہمہ کل ہونے کی وجہ سے ہمیشہ سب لوگوں کے منوں کے بھاؤ۔ انکی پاپ اور پنیہ کی خواہش اور انکی بھگتی بھاؤنا کو ٹھیک جانتا ہے اگر گذشتہ کئے ہوئے پاپوں کو ضرور بھوگنا پڑے۔ اور بھگتی کے باعث بھی ایشور دیا کر کے پاپ کی سزا سے نہ چھوڑ دے تو مکتی کس طرح ہو سکتی ہے؟

اس اعتراض کا جواب دینے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اسپر وچار کریں کہ مکتی کس کو کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ مکتی کی تعریف یہہ ہے کہ ایشور پراپتی یعنی ایشور کی طرف جیواتما کا کھنچ جا کر اُس کے پرم آنند میں جڑ جانا۔ اس طرح پر اسمیں جڑ جانے سے بڑی آسانی سے خوشی اور رنج دور ہو کر ہمیشہ کے آنند کی حالت حاصل ہوتی ہے۔ یہہ تو ٹھیک ہی ہے کہ رنج سے چت بگڑتا ہے لیکن خوشی سے بھی چت بگڑ جاتا ہے۔ اسکو صاف طور پر ظاہر کرنے کے لئے تمثیل کی ضرورت ہے۔ اگر کسی غریب آدمی کو یکدم لاکھہ روپیہ مل جاوے۔ تو اُسے اُس خوشی کے مارے پاگلپن آ گھیرتا ہے۔ ہم سبکو یہہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ایشور کو چھوڑ کر خواہ کیسے ہی دھرمی دوسرے کام کئے جاویں لیکن اُن سے جیواتما کبھی بھی مکت نہیں ہوتا مکتی کا ذریعہ صرف ایک ایشور پراپتی ہی ہے۔

پھر اگر کوئی ایسا اعتراض کرے کہ جب ہم جہان کو ازلی نہیں مانتے۔ تو ضرور جہان کا کہیں نہ کہیں آغاز ہونا چاہئے۔ اور جب جہان کا آغاز ہوا تو اُسوقت یونی بھید (جنم کا فرق) ضرور ماننا پڑے گا۔ لیکن اس سے ایشور طرفدار ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ یہہ انصاف نہیں ہے کہ کچھ جیواتما تو جانوروں وغیرہ کی نیچ یونیوں میں جاویں۔ اور کچھ ایک منشیہ کی یونی میں جاویں۔ اس کا جواب سنئے۔ بہت سے[8] لوگ ایسا کہتے ہیں کہ ایشور نے پہلے

8 مراد عیسائیوں سے ہے۔

ایک مرد اور عورت کا جوڑا پیدا کیا - پھر عورت نے سانپ کی کہنے سے علم کے درخت کا پھل کھایا (اور اپنے پتی کو کھلایا) عورت کے اس قصور کیوجہ سے مرد عورت دونوں پتت ہو گئے (گر گئے) اس لئے جہان میں پاپ اور دُکھ گھس گئے - تو ایسی کہانیاں بنا کر ہم اعتراض کا جواب نہیں دیتے - بلکہ یہہ دکھانا چاہتے ہیں کہ جہان کس طرح پر بنا اور یہی بات ہیں آریہ لوگوں کے شاستروں میں سوکشم طریقہ پر وچار کیا گیا ہے جس حالت میں کہ آجکل جہان ہے - اسی حالت میں آغاز میں نہ تھا - اس لئے موجودہ جہان کو اتر سرشٹی کا خطاب دیتا ہوں - اور گزشتہ جہان کو آدی سرشٹی کے نام سے منسوب کرتا ہوں تاکہ میری تقریر آسانی سے سمجھ میں آجاوے -

तस्माद्वा एतस्मादात्मन आकाशः सम्भूतः आकाशाद्वायुः वायोरग्निः अग्नेरापः अद्भ्यः पृथिवी पृथिव्या ओषधयः इत्यादि ॥

(دیکھو تیتریہ اُپ نشد -)

(پرماتما نے پہلے آکاش کیا - اس آکاش سے وایو - وایو سے اگنی - اگنی سے جل جل سے پرتھوی - پرتھوی سے اناج - اناج سے بیج اور ویرج سے انسان پیدا کئے) آدی سرشٹی میں ایشور نے بہت سے انسان - حیوان اور پکھیرو پیدا کئے (چنانچہ یجروید کے اکتیسویں ادھیاء میں اس کا مفصل بیان کیا گیا ہے) لیکن اُن میں گیان اور کرم کی وجہ سے اب جیسا فرق ہو گیا ہے موجود نہ تھا - اُن لوگوں کو صرف کھانا پینا اور بھوگ کرنا ہی معلوم تھا - اور ان وشیوں میں بھی سب جاندار ایک ہی اور اکیسا تھے - جملہ اجسام - جملہ جیووں کے بھوگ کے لئے ہیں - نہ کہ ایک ہی جیو کے لئے یہہ سب جیو جنتو پرمیشور سے اُتپن ہوئے -

सम्भूताः सोऽस्य मा: प्रजाः मह यज्ञाः सृष्टि-

भूः। तथा त्वरसो स्येमः प्रजाः प्रजायन्तेत्यादि०॥
(چھاندوگیہ اپنشد)

جیسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اب بھی پیدا ہو کر کچھ عرصہ جینے کے باوجود اِس طرح مرجانے پر کسی طرح کی سزا نہیں ملتی۔ اسی طرح آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ اُنکے لئے کوئی امر ودھی نہیں تھا۔ نہ ہی اب تک کوئی قانون تھا آنکھوں سے روپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سُننا۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ بس اِس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی پھر پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا۔

याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥
(دیکھو یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸)

بس وید کے گیان سے ہی گناہ اور نیکی کا علم ہوا اور اُسی اُسی قسم کے چلن ہونے لگے۔ پھر صاف ظاہر ہے کہ گناہ اور نیکی کی حالت کے موافق نتیجے پیدا ہونے لگے۔ انسان پاپ کی وجہ سے حیوانوں کے جسم میں گئے۔ اور پاپ چھوٹے پر پھر انسانی جامہ میں آئے۔ آدی سرشٹی میں ستوگنی (سانکلپک) سرشٹی ہونے کی وجہ سے بہت سے جیو آتما انسانی جامہ میں پیدا ہوتے۔ حیوان وغیرہ نہ ہوتے۔ پھر چال چلن کے فرق اور پاپ پُن کے مطابق وے بھی جنم انتر کے چکر میں آن پہنچے۔ اب بعض لوگ اب بھی شنکا کرتے ہیں کہ انسان کو پاپ کرنے کی طرف رغبت ہی کیوں ہوئی۔ اِس کا جواب صرف اِسقدر ہے کہ پرماتما نے انسانوں کو آزادی دی ہے۔ تو اُس آزادی کے جو جو نتائج ہیں وے بھی قبول کرنے ہی پڑتے ہیں۔ سُکھ کے سب سامان موجود ہونے پر بھی اگر آزادی نہیں ہے تو اُس وجود میں دُکھ ہی ہے آزادی شامل کرنے سے قابل برداشت نہیں رہتی۔ تب پاپ کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ یہ اپنی آزادی

نصو رہے ۔اِس لئے پرمیشور پر کوئی الزام نہیں لگ سکتا۔

بعض لوگ یہہ مانتے ہیں کہ جہاں دُکھ ہوتا ہے ۔ایسی ایک جگہ کا نام نرک اور ایک خاص جگہ جہاں سُکھ زیادہ ہے اُس کا نام سورگ ہے۔اِن دونوں خاص جگہوں میں انسان اپنے پاپ اور پُن کرموں کے مطابق جہان کے پرلے ہونے کے وقت سکھ یا دُکھہ میں پرمیشور کے نیاء کے مطابق رکھا جائیگا۔ ایسا ماننے سے ایشور غیر منصف ٹھہریگا۔ ایشور کے انصاف میں اِسقدر التواء نہیں ہے۔ ہر ایک پل چھن میں اُس کے انصاف کا انتظام جاری ہے۔ اور اپنے پاپ یا پُنیہ کے مطابق ہمیں بُرا یا بھلا جنم ملتا ہے۔

پاپ اور پُنیہ صرف مُنشیہ جنم میں ہی ہوتا ہے۔ حیوانوں کے جنم میں صرف (کرم پھل کا) بھوگ ملتا ہے۔ نئے پاپ جمع نہیں ہوتے۔ بعض لوگ یہہ شنکا کریں گے کہ آیا مُنشیہ جنم بار مبار ملتا رہتا ہے ۔یہہ بات پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ جیو آتما کے جسم سے علیحدہ ہونیکا نام موت ہے ۔ تو وچار یہ کرنا ہے کہ موت کس طرح آتی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حسب قول گرڑ پوران کے انسان کی جان نکالنے کے لئے جم (یم) کے دوت آتے ہیں۔ اِس جمدوت کا مُنہ دروازے جتنا بڑا ہوتا ہے۔ اور اُس کا جسم پہاڑ جیسا ہوتا ہے۔ یہہ بیان بالکل مبالغہ آمیز ہے نروکت میں ایک انترکش کانڈ ہے۔ اُسمیں یمراج اور دھرم راج والیو (ہوا) کے نام بیان کئے گئے ہیں:-

यमो वैवस्वतो देवो यस्तवैव हृदिस्थित: ॥

اِس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ جیو آتما یم کی طرف جاتا ہے۔ یعنی یہہ سمجھنا چاہئے کہ ہوا کے ذریعہ سے دوسرے جسم کے اندر جاتا ہے۔ مرنے پر جیو آتما والیو میں لیجاتا ہے

ہمارے اس قسم کے اُپدیشوں سے جاہلوں اور دہورتوں کا البتہ نقصان ہوگا لیکن عالموں اور عقلمندوں کا کُچھ بھی نقصان نہیں ہو سکتا۔

بعض لوگ ایسا کہتے ہیں کہ جان جاہے تے لیوے۔ لیکن کسی کی جیویکا (روزگار) نہ لینی چاہئے۔ اُن کا عذر ہے کہ چونکہ ہمارے اُپدیشوں اور ہماری تحریروں سے گرڑپوران وغیرہ کتابوں پر سے لوگوں کی شردھا دور ہوتی جاتی ہے اور جاہلوں کا روزگار ڈوب رہا ہے۔ اس لئے ہمیں پاپ ہوگا۔ سو بھائی! ہمیں اسکا خوف ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح پر کہ راجا مجرموں کو سزا دیتا ہے اُسی طرح پر اگر ہماری تقریروں سے دُشٹ آدمیوں کی جیویکا ڈوبیگی تو اُس سے ہمیں پاپ کس بات کا لگے گا؟

براہمنوں یعنی وِدوان آریوں کو پڑھانے اور یگیہ کرانے کا ادھکار ہے۔ اُس کے لئے بالکل نامناسب ہے کہ وے اپنی مطلب براری کے لئے دھوکہہ بازی کا دھندا کریں اور جنم پتریاں بنادیں یا خود پیغمبر بن کر لوگوں کے گلے چمٹتے پھریں۔ اور بُرے ذریعوں سے روزی حاصل کریں۔ کیونکہ یہہ سب پاپ آجکل براہمنوں کے سر منڈھے جاتے ہیں۔ ذرا سوچو تو سہی کہ سارے مہابھارت میں کہیں پر بھی جنم پتر کا کا ذکر آیا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پہلت جیوتش کی جڑ کہیں بھی آریہ وِدیا میں نہیں ہے۔ اس بیان سے کہ موت کے وقت جمدوت جیو کو لیجاتا ہے۔ یہہ مراد سمجھنا چاہئے کہ وایو جیو کا ہرن کرتا ہے خیر۔ وایو جیو کو ہرتا ہے۔ اور پھر اُس سے آگے پُنرجنم پراپت ہوتا ہے۔ اس طرح پر ایشوریہ نیموں کی بیوستہا سے یہہ سب کچھ ہوتا ہے۔ پھر اسمیں بیترنی ندی اور گئو کی پونچھ وغیرہ پاکھنڈ کب چل سکتا ہے۔ اِن ساری بیہودگیوں کو وید اور وگیستیہ شاستروں سے کُچھ بھی سہارا نہیں ملتا۔

اِس گپوڑ کتھا کے کہنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ چوراسی لاکھ یونیاں ہیں یا کم و بیش - جگت میں کِسقدر یونیاں ہیں اُن کا حساب مُکمل درست کر کے جب ہمارے شاستری لوگ پیش کرینگے اُسوقت ہم اُسپر وچار کرینگے -

विद्वांसोहि देवाः शतंये मनुष्याणामानन्दाः स एको मनुष्यगन्धर्वाणामानन्दः श्रोत्रियस्य चाकामहतस्येत्यादि ॥ तै० उप०

جن کے پاپ اور پُنیہ برابر ہوتے ہیں - وے منشیہ جنم پاتے ہیں - جنکے من کی برتی ساتوِک ہوتی ہے - وے دیوتا ہوتے اور زیادہ پاپ کیوجہ سے نیچ یونی ملتی ہے - پاپ کی نسبت پُن زیادہ ہو یا پُن کی نسبت پاپ زیادہ ہو - تو اِن دونوں کو بھوگ کر جب پاپ اور پُن برابر ہوگیا تب انسان کا جامہ ملتا ہے اِسطرح پر سارا انتظام ایشور نے پاپ اور پُن پر کر رکھا ہے - اور یہی انتظام ٹھیک ہے اب اگر کوئی ایسی شنکا کرے - کہ چونکہ ہمارا عقیدہ یہہ ہے کہ جیو آتما کو بلا گزشتہ کئے پاپوں کا پھل بھوگے چھٹکارا نہیں مل سکتا - اِس لئے پشچاتاپ سے کچھ بھی فایدہ نہیں ہے - تو اِس کا جواب یہ ہے کہ پشچاتاپ سے پاپ کی معافی نہیں ہوگی بلکہ آگے کے لئے پاپ کرنا بند ہو سکتا ہے -

कृत्वा पापंहि सन्तप्य तस्मात्पापात्प्रमुच्यते ।
नैवं कुर्यां पुनरिति निवृत्त्या पूयते तु सः ॥

(منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۲۳۰)

خواہ کتنا ہی پشچاتاپ کیوں نہ کیا جاوے پھر بھی کئے ہوئے پاپوں کا پھل تو بھوگنا ہی پڑتا ہے - مثلاً ایک شخص کنوئیں میں گرا اور اُسکے ہاتھ پانو ٹوٹ گئے - تو اب وہ چاہے کتنا ہی پشچاتاپ کرے تو بھی اُسکے ہاتھ پانو جو

ٹوٹے وہ تو ٹوٹ ہی چکے - اُن سے تو بلا پھل بھوگے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ ہاں!
یہ البتہ ہو سکتا ہے کہ پشچاتاپ سے آگے کے لئے کنوئیں میں نہ گرے -

اب یہہ جاننا چاہئیے کہ پاپ کا پھل رنج اور پُن کا پھل خوشی ہے - تو پاپ اور پُن
کے پھل بھوگنے کے لئے دیش - کال اور وستو - یہہ سادھن بھی ضرور چاہئے -
اِن ذریعوں کے بغیر بھوگ کِس طرح پر ہو سکتا ہے ؟ اور جبکہ بھوگ نہ ہوگا جاویگا
تو آنند کیسے ہو سکتا ہے - ؟

اب اگر کوئی اِسپر ایسا کہے کہ مُکت سمے میں جسم نہ ہونے پر مُکت جیو کو سروگیہ پرمیشور کا
گیان ہو کر وہ پرمیشور کو ہی جا ملتا ہے - اور پھر ایک پرمیشور ہی اُس کا آدھار رہا - اور
اِس پرمانند کے سمے میں جسم کی ضرورت نہیں ہے - تو جاننا چاہئے - کہ جسم یعنی بھوگ کا
آلہ صرف اِس جگت میں پاپ اور پن بھوگنے کا سادھن ہے - اسکا تعلق موکش اوستھا
میں نہیں ہے - اب پھر وچار کرتے ہیں کہ مُکت جیو کا وچار کیا ہے - بعض ایسا
شنکا کرتے ہیں کہ جب اِس جنم میں گزشتہ جنم کی یاد نہیں رہتی تو کبھی بھی جیو آتما
کو گزشتہ جنم کا گیان نہ ہوگا - جس گیان کا ذریعہ علیحدہ ہو جاتا ہے - تو اُس گیان کی
یاد نہیں رہتی -

यगपज्ज्ञानानुत्पत्तिर्मनसो लिङ्गम् ॥
(گوتم کرت نیایہ سوتر ادھیایہ پہلا - آہنک پہلا سوتر ۱۶)

یہہ سب قباحتیں نہ مُکتی پائے ہوئے آتما کو لگتی ہیں - لیکن وہ جنہیں وایو کا جسے گیان
ہو گیا ہے - جس کا آتما اُسمیں سنچار کر سکتا ہے - اور جس کے آتما سے گزشتہ جنم کے
سنسکار نکل چکے ہیں - جِن کو آتما میں شانتی اُتپن ہوئی ہے - جنکی آتما کو اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی
استقلال - اور ترقی عقل کی پہچان ہو چکی ہے - اور جنکو گیان کی آنکھ اور جنکو من کی
رتی کو سوائے گیان سُکھ کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا - ایسے یوگی کو پرمانند حاصل

ہوتا ہے۔ ایسے مکت پُرشوں کو دیش۔ کال۔ اور وستو کی حد سے بری گیان ملتا ہے۔ اُنہیں یگپت گیان کی اٹک نہیں ہے۔ مثلاً اگر شکر کا ایک ریزہ چیونٹی کو ملے تو وہ اُسے لیجایا چاہتی ہے لیکن اگر اُسے شکر کا ایک بڑا گولا مل جائے۔ تو وہ اُس کے ساتھ وہیں پر لپٹ جاتی ہے۔ اسی طرح یوگیوں کے آتما کی حالت پرانند پراپت ہونے پر ہوتی ہے۔

اوم شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ

ساتواں ویاکھیان

یگیہ اور سنسکار

ओ३म् द्यौः शान्तिरन्तरिक्षं शान्तिः पृथिवी शान्तिरापः शान्तिरोषधयः शान्तिः। वनस्पतयः शान्तिर्विश्वे देवाः शान्तिर्ब्रह्म शान्तिः सर्वं शान्तिः शान्तिरेव शान्तिः सा मा शान्तिरेधि ॥१८॥

ترجمہ۔ "ہے شانتی ساگر جگت کے گُرو پرماتما! ہم کو وہ شانتی حاصل ہو جس سے کہ (۱) سورج وغیرہ روشن کرے (۲) انترکش (۳) پرتھوی (۴) اوشدھیاں (۶) نباتات (۷) عالمان باعمل (۸) وید روپی گیان اور سب شانتی ہی شانتی دینے والے ہوں۔"

یگیہ اور سنسکار کیا ہے۔ اس کا وچار آج کرنا ہے۔

اول یگیہ۔ یگیہ کا ارتھ کیا ہے؟ یگیہ کے سادھن کون کون سے ہیں؟ اُنکی

کیا کیسی ہے؟ اور ان کے پھل کون کون سے ہیں؟ یہہ سوالات شروع میں ہی
پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے جوابات ہم سلسلہ وار دیں گے۔

یگیہ شبد کے تین ارتھ ہیں۔ (۱) دیو پوجا (۲) سنگتی کرن اور (۳) دان۔

اب پہلے **دیو پوجا** پر وچار کرنا چاہئے۔ دیو پد کے اصل معنی द्योतक یعنی پرکاش
سروپ (روشن) کے ہیں۔ اور وید منتروں کو بھی دیو کہتے ہیں۔ کیونکہ اُنکی وجہ سے
ودیاؤں کا پرکاش ہوتا ہے۔ یگیہ کرم کانڈ کا وشئے ہے۔ یگیہ میں اگنی ہوتر سے لے کر اشومیدھ
تک داخل ہیں۔ دیو شبد کا ارتھ پرماتما بھی ہے۔ کیونکہ اُسنے وید یعنی گیان کا اور
سورج وغیرہ مادی روشن چیزوں کا پرکاش کیا ہے۔ اور اس پد کا ارتھ ودوان
بھی ہے۔ کیونکہ شت پتھ براہمن میں کہا ہے۔

विद्वांसो हि देवाः

("جو ودوان ہیں اُن کو ہی دیو کہتے ہیں")

پھر لفظ پوجا کے معنی ستکار کے ہیں۔ جیسا کہ شاستروں کے مختلف پرمانوں سے ثابت ہے
پس دیو کی پوجا۔ ایسا کہنے سے یہہ معنی ہوئے کہ پرماتما کا ستکار کرنا۔ ستکار صرف
چیتن پدارتھ کا ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ جڑ پدارتھوں یعنی بتوں کا ستکار ممکن نہیں ہو سکتا
ایشور کا ستکار خصوصاً وید منتروں کے پڑھنے سے ہوتا ہے۔ اس لئے پورانے آریہ
لوگوں نے ہوم کے ساتھ وید منتروں کا پڑھنا قرار دیا تھا۔ اور یگیہ شالا کو
دیو ایتن یا دیو الیہ کہا کرتے تھے۔

तस्मात् सर्वगतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम् ॥

(دیکھو مہابھارت)

اس لئے برہم یگیہ یعنی ویدوں کا پڑھنا بھی پانچ مہا یگیوں میں سے ایک ہے۔

स्वाध्यायेनार्चतर्षीन् होमैर्देवान्यथाविधि ।

دیکھو منو سمرتی

اپر کے ہنوواکیہ سے ارواچین دیوالئے سے بُتوں کے مندر مراد لینا ٹھیک نہیں ہے۔ دیوالئو کے معنی تو یگیہ شالہ ہی ہیں۔

یگیہ کا دوسرا ارتھ سنگتی کرن ہی جس سے مطلب ہے کہ دیوتا کا بڑی محبت کے ساتھ دھیان کرنا۔ دیوتا کا وچار کرنا اور دیوتاؤں یعنے بھلے اعلیٰ انسانوں کی صحبت کرنا۔ یہ بھی یگیہ ہی کہلاتا ہی۔

تیسرا ارتھ یگیہ کا دان ہے۔ وِدیا دان کے سوا گو یہ دان۔ دان نہیں ہیں صرف وِدیا کا دان ہی افضل ہے۔ اناج اور کپڑوں وغیرہ کے دان وِدیا دان کی مدد کرنیوالے ہیں۔ اسلئے اُنہیں بھی دان کہنا مناسب ہے۔ وِدیا دان ہی اصل دان ہی۔ اب آپ وچار کیا جاتا ہی۔ کہ یگیہ سے کیا کیا فائدے ہوتے ہیں۔

یگیہ کی رُوڑھی (لغوی) معنی ویدوں میں کاٹھ اور گھی وغیرہ کا جلنا قرار دیا گیا ہی۔ اسمیں یہ اعتراض پیدا ہوسکتا ہی۔ کہ بیفایدہ لکڑی اور گھی وغیرہ چیزوں کو آگ میں کیوں جلاویں۔ اس کا جواب شت پتھ براہمن نے ہی بخوبی دیدیا ہی۔

जनतायै यज्ञो भवतीति ॥

مضبوطی۔ ترقی۔ خوشبو کا پھیلنا اور صحت یہ چار فایدے ہون کرنے سے ہوتے ہیں لیکن یہ فائدے تب ہی ہوسکتے ہیں۔ جبکہ باقاعدہ بتلائے ہوئے طریقہ پر ہوم کیا جاوی چنانچہ کہا ہی۔

संस्कृतं हविः । होतव्यमिति शेषः ॥

دیکھو شتپتھ براہمن

مناسب طریقہ پر حسب قاعدہ ہوم کرنا چاہیئے۔ اگر یکدم من بھر گھی جلادیویں یا ایک ایک چمچہ کرکے سال بھر ایک من گھی کو جلاتے جاویں تو بھی ہوم نہیں ہوگا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہوم دیوتا کے اُدیشیہ سے تیاگ ہے۔ دیوتا لوگ یگیہ کی جگہ میں سوگندھی لیتے ہیں۔ اس لئے ہوم کرنا چاہئے۔ یہہ کہنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیا دیولوک میں سُگندھی کی کمی ہے۔ کہ اُنہیں ہمارے ناچیز ہونیہ پدارتھوں کی ضرورت ہو؟ اسی طرح بعض لوگ یہہ کہتے ہیں کہ شرادھ وغیرہ میں پِتری لوگ آتے ہیں اور اگر اُنہیں شرادھ کا اناج اور ترپن کا جل نہ ملے تو وے بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔ تو کیا وے بھوکھ اور پیاس سے مرجائیں گے؟ اور کیا پِتری لوگ میں افلاس ہی افلاس پھیلا ہوا ہے؟ حاصل کلام یہہ کہ اس قسم کی سمجھ اور وچار ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ دیولوک اور پِتری لوک میں کچھ کمی نہیں ہے۔ ہوم اُن کے لئے کرنیکی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہوم اور ہونیہ وغیرہ سے عمدہ بارش اور ہوا صاف پاک ہوتے ہیں۔ اس لئے ہون کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہر قسم کے حفظان صحت اور عقل کی درستی کے لئے انسانوں کا سہارا ہوا اور پانی ہی ہیں۔ اسمیں ایک تمثیل پیش کیجاتی ہے۔

اِن دِلوں پُہیرپور[8] میں بڑا بھاری ہیضہ پڑا ہوا ہے۔ اِسکی وجہ جل اور ہوا کا بگڑنا ہی ہے۔ ہریدوار میں ایک ہیضہ پھیلا ہوا تھا۔ وہاں پر بھی ہوا بگڑنے کی وجہ سے ہزاروں آدمی مرگئے۔ برہمانڈ میں گھومنے والا جو وایُو (ہوا) ہے۔ وہی زندگی کا سبب ہے۔ باہر کی ہوا کی پاکیزگی کی اس لئے ضرورت ہے تاکہ اندر کی ہوا (پران۔ اپان وغیرہ) کی آمد ورفت ٹھیک ہو۔ بیرونی ہوا کو شُدھ کرنے کے لئے یگیہ کُنڈ میں گھی۔ کستوری۔ کیسر وغیرہ خوشبودار چیزوں اور پُشٹی کارک پدارتھوں کا ہون کرنا چاہئے۔ خوشبودار اشیاء کو جلانے سے بیرونی ہوا کی بدبو دور ہو جاتی ہے۔ اِس ہون کی وجہ سے جو خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ اُس سے ہوا کے کُل دُرگُن دور ہو کر صحت پیدا ہوتی ہے۔ اب اگر کوئی نئی روشنی والے یہ اعتراض کریں کہ پدارتھوں کے جلائے جانے سے اُنکی باہمی علیحدگی ہو کر اُن کے اوصاف دور

[8] ہندؤں کی ایک پرستشگاہ ہے۔ ۱۲۰۵

ہو جاتے ہیں۔ تو پھر ہون سے صحت کیسے پیدا ہوگی؟ اس بارے میں ہمارا پہلا جواب یہ ہے۔ کہ ہر ایک چیز میں دو طرح کے اوصاف رہتے ہیں۔ ایک فطرتی اور دوسرے جو کہ دوسری چیزوں سے میل کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں سے جو فطرتی اوصاف ہیں۔ وے کبھی بھی دور نہیں ہوتے۔ البتہ جو اوصاف کہ دوسری چیزوں کے میل سے پیدا ہوئے تھے انہیں کمی ضرور پیدا ہوتی ہے۔ اگر فطرتی اوصاف اشیاء میں نہ مانے جائیں تو مرکبوں میں بھی اوصاف نہیں ہوسکتے۔

تمثیل۔ ایک تل کے دانہ سے تھوڑا سا تیل نکلتا ہے۔ اسلئے بہت سے تلوں کے مجمع کا تیل بہت سا نکلتا ہے۔ ایک قطرہ پانی میں بھی کسی قدر ٹھنڈک ضرور ہے۔ اسلئے بہت سے قطروں کے مجمع کا فطرتی گُن بھی ٹھنڈک ہے۔ خوشبودار چیزوں کا فطرتی وصف خوشبو ہے۔ وہ جلانے سے پھیلتا ہے۔ اس کا ناش نہیں ہوتا۔ دوئم۔ خوشبو جلانے سے بدبو کا ناش ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہی ہے۔ تیسرے جب ہم عرق نکالتے ہیں تو جس اوصاف کی چیز ہوتی ہے۔ اس سے اسی اوصاف والا عرق نکلتا ہے۔ وہ عرق بھی ذریعہ آگ کے ذرے نہایت ہی لطیف ہو کر میگھ منڈل تک پھیل جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہوا پاک ہو جاتی ہے۔

اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہوم تو ایک ادنیٰ سا فعل ہے۔ اس سے سارے برہمانڈ کی ہوا کیسے صاف ہوسکتی ہے۔ ایک چمچہ کستوری ڈالنے سے سارا سمندر کس طرح خوشبودار ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ سو گھڑا پانی ڈالکر دال بنا دیں۔ تو تھوڑا سا بگھار لگانے سے ہی کُل لذیذ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہوم سے بھی ہوا پاک ہوتی ہے۔

پھر اعتراض ہوتا ہے کہ یہاں ہوم کرنے سے اور دیشوں میں نتیجہ کیسے نکلیگا۔ یعنی ہوم تو یہاں کرو اور نتیجہ امریکا میں نکلے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہوا کا یہ دھرم ہے کہ اُسکے ذریعہ سے ہر جگہہ بالکل ہی پھیل جاتی ہے۔ علاوہ بریں اگر ہر ایک انسان آریہ طریقہ پر ہون کریں تو یہ اعتراض

ہی پیدا ہونا ممکن نہیں ہے۔ پورانے آریہ لوگوں کا ایسا مجلسی اصول تھا کہ ہر ایک
آدمی علی الصباح ہی نہا دہو کر بارہ اہوتیاں دیتا تھا۔ اور اس طرح پر صبح کے وقت جو
پاخانہ پیشاب وغیرہ کے باعث تعفن پیدا ہوتا تھا۔ وہ صبح کے ہون سے دور ہو جایا کرتا
تھا۔ اسی طرح شام کے ہون کرنے سے دن بھر کی جمی ہوئی بدبو کا دفعیہ ہو کر رات بھر ہوا
پاک و صاف چلتی تھی۔ اسمیں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ پورانے آریہ بڑے معقول
پسند تھے۔ ہر اماوس اور پورنماشی کو تو بڑا ہون بھرت کھنڈ کے ہر ایک حصہ
میں ہوتا تھا۔ اسی طرح پر جب ہم اور بڑے بڑے یگیوں کا وچار کرتے ہیں تو
معلوم ہوتا ہے کہ بھرت کھنڈ میں ہوا صاف کرنے کے انیک سادہن موجود تھے
اور اس لئے ہون کے کام کو چھوٹا سا فعل نہیں کہہ سکتے۔

ہوا کے صاف رہنے سے بارش کا پانی بھی صاف رہتا ہے۔ ہوا اور بارش کا باہمی گہرا
تعلق ہے۔ اور ہر ایک جگہ کا پانی بارش سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

پانی اور ہوا کے پاک رہنے سے درختوں کے پھل۔ پھول۔ رس وغیرہ بہت ہی صاف
اور مضبوطی بخشنے والے ہوتے ہیں۔ اسلئے جسم کو سکھ ملکر اناج سے طاقت پیدا ہوتی ہے
اس ضمن میں پورانے آریوں کی بہادری کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہوا و
پانی کی بدبو دور ہو کر انہیں پاکیزگی اور مضبوطی کے اوصاف بڑھنے سے ہر ایک متحرک اور
ساکن مخلوق کو سکھ ہوتا ہے۔ اس لئے کہا ہے۔ کہ

स्वर्गकामो यजेत। सुखकाम इतिशेषः॥

دیکھو شتپتھ براہمن

اگر کوئی ایسا سوال کرے۔ کہ ہون کرنے سے پرمیشور کی سیوا کیسے ہو سکتی ہے۔ تو اسے
خود غور کرنی چاہئے۔ کہ سیوا کے معنی مرغوب چال چلن کرنے کے ہیں۔ پرمیشور کی سیوا
کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو اسے ٹھیک معلوم ہو۔ ویسا کام کرنا اور چونکہ پرمیشور نیاے کاری

ہے۔ اسلئے ایسا چلن کرنے والے کا اصولاً مناسب بھلا ہوتا ہے۔

اب سورگ اُس حالت کو کہتے ہیں جسمیں سُکھ زیادہ ہو یعنی علم کی حالت۔ اور نرک اُس حالت کو کہتے ہیں جسمیں دُکھ زیادہ ہو یعنی جہالت کی حالت۔ علم سورگ حاصل کرنے کا اور عقل کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ عقل کی ترقی کے لئے جسم کی مضبوطی ضروری ہے۔ اور پاک ہوا پاک پانی اور پاک اناج کے بغیر جسمانی مضبوطی کیسے حاصل ہوسکتی ہے۔ ہون سے ہوا پاک ہوکر عمدہ بارش ہوتی ہے۔ اُس سے جسم تندرست اور عقل صاف ہوتی ہے۔ علم حاصل ہوتا ہے یعنی سورگ (سُکھ) حاصل ہوتا ہے۔

بعض اشخاص یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ہوا صاف کرنے کے ہی لئے ہون ہے تو اُسمیں وید منتروں کے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور یہ قاعدہ کیوں مقرر کیا گیا ہے کہ ہوم کرنے میں خاص طریقہ پر ہی اینٹیں رکھی جاویں اور خاص قسم کی ہی ویدی بنائی جاوے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ جب تک کہ خاص قاعدے کے مطابق کوئی کام نہ کیا جاوے۔ کبھی بھی خاص کام ٹھیک وقت پر انجام نہیں پاتا۔ اسیطرح کچی اینٹوں کی چار انگل چوڑی اور ۱۶ انگل اونچی حساب سے ویدی بناکر مقررہ مصالحہ لے کر گھی کی خاص مقدار کا ہون کرنے سے تھوڑے ہی تن سے زیادہ گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اور گرمی کیوجہ سے ہوا صاف ہوکر پانی کے ذرے ہوا میں اُڑ جاتے ہیں۔ اور اس گرمی کیوجہ سے ہوا میں رگڑ لگ کر بجلی پیدا ہوتی ہے۔ اور میگھ منڈل میں گھڑگھڑاہٹ کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ اسیطرح ہوم کے خاص قواعد کیوجہ سے زیادہ تر گرمی پیدا ہوکر زیادہ بارش ہوتی ہے۔

گھڑگھڑاہٹ کو رگڑ سے پیدا ہونے کی وجہ سے اندر بجر بیان کیا ہوا ہے۔ اسکا سچا ارتھ ہے۔ کہ اندر یعنی سورج اور اُسکی گرمی کے سبب سے بجلی اور بادلوں کی گرج اُسکے نتایج پیدا ہوتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اندر اپنی بجر سے بلی کو مارتا ہے۔ سو یہہ بات بالکل جھوٹھ ہے
بلی راجہ پاتال میں راج کرتا ہے۔ اور پاتال امریکا دیش ہے۔ سو اسوقت اُس امریکہ
دیش میں بلی راجہ کہاں ہے۔؟ اسی طرح پر یہہ کہنا بھی فضول ہے۔ کہ ویدی کی ایک
اینٹ بھی ٹیڑھی بیٹھے تو یجمان مرجاتا ہے۔ یہہ سب لیلا مفت خوروں نے اپنی
مطلب براری کے لیئے رچ لی ہے۔ وے کہتے ہیں کہ ہم جو کہیں اُسے بچھیا کے بابا
کی طرح سُنو۔ اُسمیں شک مت کرو۔ شک کرتے ہی تم ناستک ہو جاؤ گے۔ اس قسم
کی دھمکیاں دھورت لوگ دیتے تھے۔

اب اِس اعتراض کا جواب دیا جاتا ہے۔ کہ ہوم کے وقت وید پاٹھہ کیوں کیا جاتا ہے۔ اِس
اصول کو سمجھہ کر کہ اگر ایک وقت میں دو کام ہو سکیں تو اُنہیں ایک ساتھہ کرنا چاہئیے۔ پورانے
آریہ لوگوں نے ہاتھوں کو ہوم کی سامگری وغیرہ کے انتظام میں لگا کر اِس خیال سے کہ
منہ بھی کام کرتا رہے۔ وید منتروں کے پاٹھہ کا حکم دیا تاکہ پرمیشور کی اُستتی پرارتھنا اور
اُپاسنا ساتھہ ہی ساتھہ ہوتی رہے۔ اِس لیئے براہمنوں نے بھی وید حفظ کرلیئے۔ اور اُنکے
وید ونکی برابر حفاظت کرتے چلے آئے۔ پھر یہی تھا کہ وید پاٹھہ کرنے سے پرمیشور کی بھگتی
ہوتی تھی۔ جس سے سوچنے کی طاقت بھی بڑھتی تھی۔

त्रातारमिन्द्रमवितारमिन्द्रं हवे हवे ॥

(دیکھو رگوید)

دوسرے یہہ کہ ہاتھوں سے جو کام کیا جاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھہ پھر اُسوقت وید منتر بھی
بولا جاتا ہے۔ تو اُس وید منتر کا بعض اوقات اُس کام سے کچھہ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اسلیئے
صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وید منتروں کا پاٹھہ کرم کے مقصد سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اُسکا اصل
مطلب یہ ہے کہ پرمیشور کی اُستتی منہ سے ہوتی رہے۔ ہاں! بعض بعض منتر ایسے بھی ہیں
جنہیں کہ ہوم کے لابھہ کہے گئے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ وید منتروں کے پڑھنے کی اصل غرض

ویدوں کی حفاظت ہی ہے۔ اِسلئے کرم کانڈ ذرا سا بھی بیفائدہ نہیں ہی۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ویدوں میں گندی کہانیاں کیوں ہیں۔ اسکے جواب میں میں کہتا ہوں کہ ویدوں میں گندی کہانیاں کہیں نہیں ہیں۔ ہاں! ایسی ایسی کہانیاں مہیدہر وغیرہ نے بھاشیہ کار دکھلاتے ہیں۔ سو یہ دوش وید پر نہیں لگ سکتا۔ یہہ صرف بھاشیہ کار (مہیدہر) کی عقل کا گندہ پن ہی۔ جس طرح پرکوئی سُہاگن عورت نے کسی بدہوا کو نمسکار کیا۔ تو بدہوا کیا کہتی ہی؟ یعنی اسیس دیتی ہے "آہِن مجھ سی ہو جا" پس اسی طرح پر مطلبی لوگوں نے من مانے ارتھ ویدوں میں نکالے ہیں۔

مثلاً شتپتھ براہمن میں لکھا ہی۔

स्त्री वां रा ज्य स्या प्रमि त्या दि ॥

اب کوئی ایسا کہے کہ اشومیدھ یگیہ میں گھوڑے کے ساتھ یجمان کی عورت کو تعلق سے نسکا۔ کرنا لکھا ہی تو وہ جھوٹھا ہی۔ کیونکہ اس قسم کا گندہ اُپدیش ویدوں میں بالکل نہیں ہے۔ اِس کے تعلق میں جو جو گندی کہانیاں کہ مہیدہر نے لکھی ہیں۔ اُنہیں پڑھکر حالانکہ قے کرنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ تاہم چونکہ بعض پدہتیوں میں یہ بات صاف صاف ملتی ہی۔ اِس لئے یہہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسی گندہ پن کا کبھی بھی پرچار نہ تھا۔ پچیس سَو برسوں سے پیشتر بودہ لوگوں نے جو جو تصانیف کیں۔ اُن میں ایسی ایسی گندہ باتوں کو براہمنوں سے منسوب کرکے ہی براہمنوں کی نندا کی ہے۔ اب اگر کوئی یہہ سوال کرے۔ کہ یہہ تو کچھ ہو سو ہو لیکن کیا واقعی ویدوں میں گندی کہانیاں نہیں ہیں؟ گھوڑے کو جب پھیرتے تھے۔ تو کیا سارے دُنیا کے راجا اِس سے دشمنی پیدا کرتے تھے اسپر ہمارا جواب یہ ہی۔ کہ شتپتھ براہمن میں لکھا ہے۔

अग्नि वां अ श्वः। आज्य मेध्य :॥

اشو کے معنی آگ اور میدہ کے معنی گھی یعنی آگ میں گھی ڈالنا۔ یہی معنی ٹھیک ہے
اُسی طرح پر کتاب کا اگلا حصّہ دیکھیئے ہرشیپندر۔ شول شیف وغیرہ کا بھی نرواہ ہوتا ہے
اب کین اُپنشد میں ایک یکش کی کتھا ہے۔ کہ یکش نے آگ کے روبرو تنکا ڈالا اور
آگ ہی کہا کہ اس تنکے کو جلا دے۔ آگ سے وہ تنکا نہ جل سکا۔ پھر ہوا سے کہا۔ کہ تو
اس تنکے کو اڑا لیجا۔ ہوا بھی اُس تنکے کو نہ اُڑا سکی۔ ایسا کہہ کر جو ہمولی برھمہ ودیا کو
اسکی بزرگی جتلائی ہے۔ اور یگیہ میں ماس کھانا یہہ گھوڑا ابھی تک پنڈلوں نے ہی
نکالا ہے۔

بعض لوگ عیاشی کے بارے میں بھی ایسی ایسی باتیں نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
کیا اندر کے پاس مینکا وغیرہ پریاں نہیں ہیں۔؟ ہم نقد روپیہ دیکر بازار میں مال
مول لیویں۔ تو اُسمیں کیا دوش ہے۔؟ تو بھائی! سوچو کہ کیا ایسی باتیں کہنا
تمہیں ٹھیک معلوم ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔!

اب تھوڑا سا پُرش میدہ یگیہ کا وچار کیا جاتا ہے۔ یجروید کا منتر ہے۔

विश्वानि देव सवितर्दुरितानि परासुव ।
यद्भद्रं तन्न आसुव ॥

ہوم تو دیوتاؤں کا ہو۔ اور گوشت حیوانوں یا انسانوں کا رکھیں تو کہو کہ یہہ ویوستھا
کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے جہیں تو نشچے نہیں ہوتا کہ پرمیشور ایسی ویوستھا
بنا دیگا۔ کیونکہ اس ویوستھا میں بے انصافی بھری پڑی ہے۔ پرمیشور کے انتظام
میں اس قسم کی بے انصافی ہرگز نہیں ہے۔ اور اس قسم کا بلا وجہ نقصان کا برتاؤ
بھی نہیں ہے۔ دیکھو! گئو جیسی پروپکاری غریب جانور کو کھانے کے لئے یا یگیہ کے لئے
مارنے سے کس قدر نقصان ہوتا ہے۔ ایک گائے اوسطاً چار سیر دودھ ایک وقت دیتی
ہے۔ اس دودھ کو چولہے پر رکھ کھیر بنانے سے کم سے کم قریباً چار آدمیوں کے لئے

بڑی مضبوط کرنیوالی غذا بنجاتی ہی۔ صبح وشام دونوں وقت کا دودہ ملکر آٹھہ آدمیوں کی ہوکھہ کو دور کرتا ہی۔ اگر ایک گائے نے دس مہینہ تک دودہ دیا تو سمجھہ لو کہ ایکدفعہ دگی ہوتی ہو کر اُس نے چوبیس سو آدمیوں کا ایک وقت پالن کیا۔ اسطرح اگر فی گائے اوسط اولاد آٹھہ سمجھیں تو فی گائے ۱۹۲۰۰ انسانوں کی پرورش ہوسکتی ہے۔ اُس گائے کو اگر کوئی مار کر کھا جائے تو پچیس یا تیس انسانوں سے زیادہ کے لئے ایک وقت کافی نہیں ہوسکتی۔ پس دلیل کرنے سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ گوشتخوری ٹھیک نہیں ہے۔

اِندنوں ہانس آہاریوں نے راج بل کے سہارے سے اتنا زبردست ہاتھہ پھیرنا شروع کردیا ہی کہ چوپائے بالکل کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پانچ روپیہ کا بیل آج پچیس روپیوں کو ہاتھہ آتا ہے۔ اور غریب لوگوں کو دودھ اور گھی ملنے میں بڑی ہی مشکل پڑتی جاتی ہے۔ جس مُلک میں گوشتخوری بالکل نہیں ہی۔ اُس مُلک میں دودہ اور گھی کی از حد بہتائت رہتی ہے اور اُسکی ثروت بڑھتی رہتی ہی۔

اب تک تو اس بات کا وچار شاستر اور دلیلوں سے کیا گیا۔ کہ حیوانوں کی قربانیاں یگیہ میں نہیں ہونی چاہئے۔ اب اس پر غور کیا جاتا ہی۔ کہ آیا کبھی ہوم میں حیوانوں کو مارتے بھی تھے یا نہیں ؟۔

ہوم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک راج دہرم سمبندھی اور دوسرا اساماجک۔ اب تک ہم نے ساماجک ہوم بیان کیا ہی۔ راج سمبندھی جو ہوم ہے۔ اُسکی تفصیل اس سے بالکل علیحدہ ہی۔ اُسمیں حیوانوں کا مارنا تو درکنار۔ کبھی کبھی انسانوں کو بھی مارنا پڑتا ہی۔ جنگ میں ہزاروں آدمیوں کی جان لینا راج دہرم کے انوکول ہی۔ خطرناک درندے جو کہ کھیتی کو اُجاڑتے یا انسانوں وغیرہ کو نقصان پہونچاتے ہیں اُن کو مارنا ٹھیک ہی ہے۔ کیونکہ جنگلی درندوں کا مارنا بہت ہی ضروری ہی۔ لیکن ہوم میں

مانس آہار کا گھسیٹرنا ہمیشہ ہی نامناسب ہے - یہہ بتاؤ کہ کسی جاندار کو دکھہ دینا دہرم انوسار کیسے ہوسکتا ہے ؟ پھر بیچاروں کا منہ بند کر کے ٹکے مار مار کر انکی جان لینا ایشور کا فرمان کبھی بھی نہیں ہوسکتا -

اب اگر کوئی سوال کرے کہ یگیہ کرنے کرانے کا کس کو ادہکار ہے تو جاننا چاہئے کہ جن کا شغل کرم کانڈ ہے - صرف انہیں کو یگیہ کا ادہکار ہے - کرم سے تھوڑی تھوڑی وچار شکتی جاگ اٹھتی ہے - اپاسنا سے وچار میں صفائی پیدا ہوتی ہے - پھر گیان کے اندر وچار - استقلال اور پختگی آکر انسان گیان کرنے کا مستحق بنتا ہے

اس مفصل بیان کے بعد ہم ہوم کے بارے میں چھوٹے چھوٹے اعتراضوں پر غور کرتے ہیں -

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب سرکاری انتظام کے مطابق آج کل گاؤں میں صفائی رہتی ہے - تو پھر ہوم کسلئے کریں ؟ انکو ہمارا یہ جواب ہے کہ اپنے گھر صاف بنائے بغیر گاؤں کس طرح صاف ہوسکتا ہے ؟ اور گاؤں کے باہر کی بدبو کیسے دور ہوگی ؟

دوسرا اعتراض یہ ہوا کرتا ہے کہ ریل کے انجن اور گھر کی رسوئی میں بہت سا دہواں اٹھتا ہے - اس سے بارش بھی بہت ہونی چاہئے - تو پھر ہوم کرنیکی کیا ضرورت ہے ؟ اسپر ہمارا صرف اسقدر ہی جواب ہے - کہ یہہ دہواں بدبودار اور کثیف رہتا ہے - اس سے ہوا صاف نہیں ہوتی - اندنوں ہوم کے نہ ہونے سے ہمیشہ ہوا بگڑی رہتی ہے - اور ہمیشہ عجیب عجیب بیماریوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے -

یہاں تک مختصر طور پر یگیہ کا وچار ہوا - اب سنسکاروں پر وچار کیا جاتا ہے -

(دوم) سنسکار

پہلے اسپر وچار کرنا چاہئے کہ سنسکار کسکو کہتے ہیں - کسی اچھی حالت میں لانا اسے سنسکار کہتے ہیں - آریہ لوگوں نے سولہ سنسکاروں کی بنیاد اسلئے ڈالی تاکہ اس طرح کی

تبدیلی انسانی جانداروں میں واقعہ ہووے۔ لیکن اُن پورانے آریوں کی ایس سے یہ منشا نہ تھی کہ سنسکار کی آڑ میں پتر اپانڈے لوگ اپنی شکم پوری کے لئے ہمارا مال اُڑاویں۔ اور خود کاہل بنیں۔ وے پورانے آریہ آچاریہ اعلیٰ انسان تھے۔ پھر وے اناڑیوں کو جہالت پھیلانے میں کیونکر مدد دے سکتے تھے۔

(۱) نِشیک بینی۔ تو وان یہ پہلا سنسکار ہے۔ باپ رتو دان دیتا ہے۔ اس لئے وہ ہی سکھیہ گرو ہے۔ منوجی فرماتے ہیں۔

निषेकादीनि कर्माणि यः करोति यथाविधि।
सम्भावयति चान्येन स विप्रो गुरुरुच्यते॥

پتا (باپ) کو ہی سب اُپدیش اور سنسکار کرنے چاہئے۔ پُتر لَیشٹی یگیہ کا بیان چھاندوگیہ اُپ نشد میں کیا ہے۔ اس جگہ اسپر کچھ وچار کیا گیا ہے۔ کہ گربھ دہارن کرنے والی (حاملہ) عورتوں کو کیا کیا چیزیں کھانی چاہئے۔ تاکہ پُتر (بچہ) کے جسم اور عقل میں استقلال پیدا ہو۔ پورانے آریہ لوگ بے خطا ویریہ والے تھے۔ اور عورتوں میں بھی کمالیت کے باعث ویریہ کو کھینچنے کی طاقت رہتی تھی۔ یہ پُتر لیشٹی یگیہ گرہستھ آشرم کا پہلا دھرم ہے۔

(۲) پُنسون۔ یہ سنسکار اس مطلب سے کیا جاتا ہے کہ ویریہ کو جسم میں از سر نو کسی طرح جمایا جاوے۔ ویریہ میں ہمیشہ استقلال اور تندرستی کے اوصاف رہنے چاہئے۔ ورنہ بگڑے ہوئے ویریہ سے اولاد میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے سوتر کاروں نے ویریہ کی ترقی اور شانتی کے لئے دوائیاں بتلائی ہیں۔ اور یہ بھی کہا ہوا ہے۔ کہ گربھ ستھاپن کرنے کے بعد مرد کو ایکسال تک برہمچاری رہنا چاہئے۔

(۳) سیمنتونین۔ یہ سنسکار اس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ عورتوں کو جو حمل گر جانے کا خوف رہتا ہے وہ دور ہو جاوے۔ اور صحت ور مقوی اشیاء کے استعمال سے اور من کے حوصلہ سے

حمل ٹھیک طور پر قائم رہے۔

(۴) جات کرم۔ اس سنسکار میں زیادہ ہوم کرنیکی ہدائیت ہو۔ اس لئے کہ زچہ کی بدبو اور خرابیوں کو دور کرنے کے لئے خوشبودار چیزوں کے ہوم کی ضرورت ہے۔ اس سنسکار کا خاص مطلب یہ ہے۔ کہ ناڑو کاٹتے ہوئے بچّہ کو تکلیف نہ ہو۔ اور زچہ تکلیف سے بچے۔

(۵) نام کرن۔ پورانے آریہ لوگ ایسے لائیق تھے۔ کہ نام رکھنے میں بھی غلطی نہیں کرنے دیتے تھے۔ انکی ہدائیت ہے کہ دو حروف یا چار حروف والا نام رکھو۔ تاکہ اُچارن ٹھیک ہو۔ اور اُنمیں شیرینی بھی رہے۔ یوں ہی بیفائیدہ لمبا چوڑا نام نہ ہووے۔ اندنوں کبھی کبھی لوگ متھراداس۔ گوپ بندیسوک واس۔ وغیرہ لمبے چوڑے نام رکھہ کر گڑبڑ مچاتے ہیں۔ کبھی کبھی کوڑی مل۔ بھکھاری مل۔ ڈھونڈیا۔ پتھریا وغیرہ عجیب و غریب نام رکھتے ہیں۔ آج کل ہر بات میں دیوانہ پن پھیل رہا ہی پھر نام رکھنے میں دوش ہو تو تعجب کیا ہے جو دوش دینے سے فائدہ کیا۔

عورتوں کے نام بڑے مُدھر ہونے چاہئے جیسے بھاما۔ انوسویا۔ سیتا۔ لوپا مُدرا بتنودا۔ سُکھدا۔ اسی قسم کے پورانے آریہ لوگونکی عورتوں کے نام ہوا کرتے تھے۔

(۶) نشکرمن۔ ملائیم جسم والے بچّوں کو باہر ہوا کھلانے کے لئے لیجانا ہی اس سنسکار کا اصلی مقصد ہے۔

(۷) ان پراشن۔ مناسب وقت لڑکے کو اناج کھلانا شروع نہ کریں تو بڑا ہی دکھ ہوتا ہی۔ اس لئے یہ سنسکار ضرور کرنا چاہئے۔

(۸) چوڑا کرم۔ اس سنسکار کی ہدائیت اس لئے ہے کہ ماتھے پر پسینہ نہ آوے اور گرم ہوا میں پسینہ وغیرہ کی وجہ سے جو میل جم جاتا ہے۔ وہ دور ہو جاوے۔

(۹) برت بندھ یعنی یگیوپویت (زُنار بندی) زنار بندی کے خاص فوائد اس لئے

قائم کئے گئے ہیں۔ کہ انسانوں کو تحصیل علم شروع کرتے ہوئے نئے سرے سے پیدا ہونا ہوتا ہے۔ عورتوں کو بھی پہلے زمانہ میں تحصیل علم کا حق تھا۔ اور اس کے مطابق ان کا بھی برت بندھ سنسکار پہلے ہوا کرتا تھا۔ عالم یعنی براہمن لوگ آریہ کل میں پیدا ہوئے۔ بچے کو تعلیم شروع کرنے کے وقت کپاس یا ردئی کا جنیو خاص نشان سمجھ کر پہنایا کرتے تھے اس کے پہننے والے کی بڑی بھاری ذمہ واری رہتی تھی کشتریوں اور ویشیوں کے لڑکوں کو بھی سوت کا تو نہیں لیکن دوسری چیزوں کے جنیو پہننے کے لئے دیئے تھے۔ اگر ٹھیک طور پر تحصیل علم نہیں کرتا تھا۔ تو خواہ براہمن کے خاندان میں ہی کیوں نہ پیدا ہوا ہو۔ اس کا یگیوپویت چھینا جاتا اور اسکی بڑی توہین ہوتی تھی۔ اسی طرح شودر وغیرہ بھی اعلیٰ علم حاصل کر کے براہمن پن کے مستحق ہو کر یگیوپویت دھارن کرتے تھے۔ پرانے آریہ لوگوں نے اس طرح کا انتظام کر رکھا تھا۔ اور یہی وجہ بھی کہ ہر ایک جاتی کے مردوں اور عورتوں کا تحصیل علم میں حوصلہ بڑھتا رہتا تھا۔ اور علمی لیاقت کے مطابق اعلیٰ۔ درمیانی اور ادنے درجوں کے یگیوپویت سبکو ملتے رہتے تھے۔

(۱۰) **وید آرمبھ**۔ جسمیں ویدوں کی تعلیم شروع ہوتی تھی۔

(۱۱) **سماورتن**۔ ویدوں کی تعلیم کے خاتمہ پہ گرہستھ آشرم میں پرویش کرنے کے وقت یہ سنسکار ہوتا تھا۔

(۱۲) **وواہ**۔ اس سنسکار کی خوبیاں زیادہ تر اس وقت بیان کیجائنگی جبکہ اتہاس کے بارے میں ویاکھیان دیں گے۔ ان دنوں صورت وغیرہ کے بارے میں جو آڈمبر مچا رکھا ہے۔ یہ صرف زبردستی ہی ہے۔ وقت مقرر کرنے کی اس لئے ضرورت ہے۔ تاکہ وقت مفت ضایع نہ ہو۔ اور مقررہ وقت پر سب کام ٹھیک ہو جاویں لیکن صرف وقت کے ہی شاستر ارتھ میں بیفایدہ ٹائیں ٹائیں کرنا نامناسب ہے۔ اسی طرح

زمانہ گزشتہ میں آریہ لوگ سوئمبر کرتے تھے۔ اُن دنوں یہ گپوڑے نہیں تھی کہ فلاں گرہ نہیں ملا۔ اور فلاں راشی ٹیڑھی ہوگئی۔

(۱۳) گارہستھ یگیہ گرہستھ آشرم میں پانچ مہایگیہ کرنے پڑتے ہیں۔ اسکا وچار بھی آگے رتہاس کے بارے میں ویاکھیان دیتے ہوئے کریں گے۔

(۱۴) وان پرستھ۔ پوتا پیدا ہوتے ہی گرہستھ آشرم میں بسنے والا۔ گرہستی وان پرستھ آشرم دہارن کرتا تھا۔ وان پرستھ آشرم میں دھرم ادھرم اور سچ جھوٹھ کی چھان بین ہوتی رہتی تھی۔ پس وان پرستھ کی ہدایت اس لئے تھی کہ وچار کے لئے سمے ملے اور گُن ودش کا نرنے کرسکیں۔

(۱۵) سنیاس۔ یہہ آشرم اِس لئے تھا کہ دھرم میں لوگوں کی زیادہ رغبت ہو اور لوگوں کا بھلا کیا جاوے۔

(۱۶) انتیشٹھی۔ آشوالائین سوتر میں اس سنسکار کا بیان کیا ہے۔ آجکل ہمارے دیش میں انتیشٹھی کے تین طریقے جاری ہیں۔ کوئی تو جلاتے ہیں۔ کوئی جنگل میں ڈال آتے ہیں۔ اور تیسرے پانی (ندی) میں بہا دیتے ہیں۔

پورانے آریہ لوگوں میں انتیشٹھی یگیہ ہے۔ انہیں جلانا مکھیہ کرم ہے۔ اسپر مُردے کو گاڑنے والے یہہ شنکا کریں گے کہ یہ سنگدلی ہے۔ لیکن مسلمان وغیرہ کو وچار کرنا چاہئے کہ مُردہ کو زمین میں گاڑنے سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

بعض لوگ یہ بھی کہیں گے کہ پانی میں بہادینے سے مردہ جسم کو مچھلیاں کھاتی ہیں تو کیا یہ پروپکار نہیں ہے؟ لیکن یہ بھی تو سوچنا چاہئے۔ کہ پانی بگڑ جاتا ہے۔ جب گنگا جیسی بڑی ندیوں میں مردہ جسم ڈالنے سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں تو چھوٹی موٹی ندیوں کی تو کتھا ہی کیا کہنی ہے۔

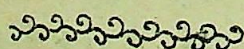
اب بہت سے لوگ گنگا میں لیجا کر ہڈیاں ڈالتے ہیں تو بتلاؤ یہہ کتنا بھاری بھولاپن ہے؟

مرے ہوئے آدمی کا جسم مٹی کی طرح ہے - اُسکو گنگا میں ڈالنے سے کیا فایدہ ہوگا
جنگل میں پھینکنے سے بھی تعفن پھیلکر بیماری پیدا ہوتی ہے - اسکی نسبت زیادہ کہنے کی ضرورت
نہیں ہے -

اس لئے پُرانے آریہ لوگوں نے جلانے کو ہی درست مانا ہے - اور یہی ٹھیک بھی ہے
وے شمشان بھومی میں ایک ویدی بنایا کرتے - اور اُسے پختہ اینٹوں سے باندھتے اور پھر
اُنمیں مُردہ جسم کو جلاتے وقت میں سیر گھی ڈالکر چندن وغیرہ خوشبودار چیزیں بھی چھوڑا
کرتے تھے - یجُروید کے اُنتالیسویں ادھیا میں اس مضمون کا بیان کیا گیا ہے -

آج کل انتیشٹی سنسکار باقاعدہ نہیں ہوتا - صرف برائے نام ہوتا ہے - البتہ خودغرضوں
کی چین اُڑتی ہے - سو یہ زبردستی ہے - سبکو مناسب ہے کہ اسمیں سنسکاروںکو سُدھاریں -
جس سے کہ کلیان ہو - ؎ اوم شانتیہ - شانتیہ - شانتیہ ؛

آٹھواں ویاکھیان



اِتہاس (تواریخ)

ओ३म् यतो यतः समीहसे ततो नोऽअभयं कुरु ।
शन्नः कुरु प्रजाभ्योऽभयन्नः पशुभ्यः ॥
(یجُروید ادھیائے ۳۶ نمبر ۲۲)

آج کے ویاکھیان کا مضمون اتہاس ہے - یہ ویاکھیان سلسلہوار ہونا چاہئے -

इतिहासो नाम वृत्तम्

اتی ورت یعنی پُرانے حالات کو بیان کرنا۔ اتہاس کہاتا ہے۔ اتہاس جہان کی پیدائش کے زمانہ سے لے کر آج کے سمے تک چلا آتا ہے۔ جگت کی پیدائش کے متعلق دو ایک سوالوں پر غور کرنی پڑتی ہے۔ جگت کیسے پیدا ہوا؟ اور کسنے پیدا کیا؟ یہ سوال ہیں۔

नासदासीन्नो सदासीत्तदानीं नासीद्रजो नो व्योमा परो यत। किमावरीवः कुहकस्य शर्मन्नम्भः किमासीद्गहनं गभीरं ॥१॥

(دیکھو رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۹ منتر اول)

جب پرکرتی بھی نہیں تھی۔ اور نہ کاریہ (بنا ہوا جگت) ہی تھا۔ پیدائش قیام اور فنا وغیرہ کو کاریہ کہتے ہیں۔ ست یعنی پرکرتی کا بیان سانکھیہ شاستر میں کیا ہے اُس شاستر میں ست۔ رج اور تم تینوں گنوں کا جو اتحاد ہے۔ اُسے پرکرتی مانا ہے اب پرکرتی سے جس طرح پر کہ جگت کی پیدائش ہوئی۔ اُس کا بیان ذیل کے سوتر میں کیا ہے۔

सत्त्वरजस्तमसां साम्यावस्था प्रकृतिः प्रकृतेर्महान् महतोऽहङ्कारात् पञ्च तन्मात्राण्युभयमिन्द्रियं तन्मात्रेभ्यः स्थूलभूतानि पुरुष इति पञ्चविंशतिर्गणः ॥ सां० अ० १ सं ६१ ॥

اگر اس جگہ کوئی یہ اعتراض کرے۔ کہ جب پہلے پرکرتی ہی نہیں تھی تو جگت کا کام کیسے ہوا۔ تو اُسکے لئے ایک تمثیل کافی ہے۔

زمین پر اوس پڑ کر گھاس اور درخت کی پتیوں پر اُسکی بوندیں بنجاتی ہیں لیکن اوس سے یہ اُس زمین کا ڈھکن نہیں ہوتا۔ اسی طرح پہلے کسی طرح کا بھی ڈھکن نہیں تھا۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ پرمیشور نے اچھیا سے ہی جہان کو پیدا کر دیا۔ اور اسمیں تیتریہ اُپ نشد کے حسب ذیل قول کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔

तदैक्षत बहु: स्यां प्रजायेयेति ॥

لیکن اس بچن سے اچھیا کا بودھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس جگہ इक्षत (ایکش) شبد کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس دھاتو کا ارتھ درشن اور انکن ہے۔ اچھیا ارتھ نہیں ہے یہ بات قرین قیاس ہی نہیں ہے۔ کہ ایشور کو اچھیا ہوئی۔ اچھیا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی چیز کی ضرورت ہووے۔ سو بتلاؤ کہ ایشور کو سرشٹی میں کونسی چیز حاصل نہیں ہے؟ یعنی کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو کہ حاصل نہ ہو۔

پھر اچھیا (خواہش) کرنے والا جگہ۔ وقت اور چیزوں سے محدود ہوتا ہے۔ یہہ بات بھی ایشور میں ممکن نہیں ہے۔ اس لئے یہ کہنا ٹھیک نہیں ہے کہ ایشور کی صرف اچھیا سے ہی سرشٹی پیدا ہوئی۔

اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ مول سے پرکرتی ہوئی۔ اور اس پرکرتی سے ساری سرشٹی پیدا ہوئی۔ گویا اشٹمک ۸۔ ادھیاء ۸ کا ورگ ۴۸ کافی ہے پھر سرشٹی کی اُتپتی کا سلسلہ تیتریہ اپنشد کی برہمانند بلی میں عمدہ طور پر دیا گیا ہے۔ آکاش۔ ویاپک ہونے سے سب پدارتھوں کا سر ہے۔ اور اسمیں ویاپک اور زیادہ تر سوکشم (لطیف) پرماتما ہے۔ آکاش ایشور نے پیدا کیا۔

आकाशस्तल्लिङ्गात् ॥ (ویدانت سوتر)

ओ३म् खं ब्रह्म ॥ (یجروید)

آکاش اور پرماتما کا آدھار آدھیہ سمبندھ ہے (یعنی پرمیشور کے سہارے آکاش ہی) غیر محسوس پرکرتی کا جو غیر محسوس قیام ہے۔ اُسی کو آکاش کہنا چاہئے۔ اب اگر اسمیں کوئی یہ اعتراض کرے۔ کہ پرمیشور کو جگت پیدا کرنے کا کیا پریوجن تھا

تو اُس اعتراض پر وچار کرتے ہوئے پہلے پریوجن شبد کا سچا ارتھ سمجھنا چاہئے۔ یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس طرح کی ایرشا کہ جگت میں دکھائی دیتی ہے۔ اُس قسم کی ایرشا پرمیشور میں ممکن نہیں ہے اسلیئے۔

यमर्थमधिकृत्य प्रवर्त्तते तत्प्रयोजनम् ॥

(گوتم۔ نیائے سوتر ادھیائے اول۔ آہنک اول سوتر ۲۴)

یہ پریوجن شبد کا ارتھ اِسجگہہ سمبھو نہیں ہوتا۔ بھوکہہ مٹانے کے لیئے کہانا کہانا کرنا پڑتا ہے۔ اُنہیں بھوکہہ کا مٹانا ہی پریوجن ہے۔ البتہ الیشور سے کوئی بھی پدارتھ بڑا نہیں ہے۔ اور نہ ہی الیشور کو حرکت دینے والا ہی کوئی پدارتھ ہی۔ اسلئے الیشور کے کام میں اوپر کہی ہوئے ارتھ کا پریوجن بھی سمبھو نہیں ہوتا۔ اِسکے علاوہ اس قسم کے معترضوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ سرشٹی نہ پیدا کرنے میں الیشور کا کیا پریوجن ہے۔ اگر تم سرشٹی نہ پیدا کرنے کا پریوجن نہیں بتلا سکتے تو ہم بھی سرشٹی پیدا کرنے کا پریوجن نہیں بتلاتے پس ہم تم برابر ہوئے لیکن ایسا نہیں ہے۔ سرشٹی اس لئے الیشور نے پیدا کی تاکہ الیشور کی سرشٹی پیدا کرنے کی طاقت بیفایدہ نہ رہے۔ اگر الیشور کی طاقت ظاہر نہ ہو یعنی وہ جگت کو پیدا نہ کرے تو پھر الیشور میں وہ شکتی رہ کر بھی کیا لابھ پہونچا سکتی ہے جو الیشور کی سروشکتیمانتا بیفائدہ ہوگی۔ سروشکتیمانتا شبد میں بنانا۔ قایم رکہنا دیا وغیرہ سب ہی اوصاف آجاتے ہیں۔ اِس لئے سرشٹی کے پیدا کرنے میں شکتی کا سپھل ہونا ہی پریوجن ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ الیشور نے یہ جگت لیلا سے پیدا کیا۔ گویا اُنکی رائے میں جگت کے پیدا کرنیکا پریوجن لیلا ہے۔ لیکن یہ کہنا بالکل نادرست ہی۔ کیونکہ الیشور کو اگر لیلا کرنیوالا یعنی خوشی ہونیوالا یعنی سُکھ کا انوبھو کرنیوالا مانیں تو انہیں رنج یعنی دُکھہ کا انوبھو بھی ماننا پڑیگا۔ اِس لئے یہ قول ماننے کے لائق نہیں ہی کہ سرشٹی کی پیدائش کیوجہ الیشور کی لیلا ہے۔

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ پہلے بیج پیدا ہوا کہ درخت ؟ اسکا جواب سنو! اگر یہہ کہیں کہ پہلے بیج پیدا ہوا تو یہہ جھگڑا آن پڑتا ہے کہ درخت کی بغیر بیج کہاں سے آگیا اور اگر پہلے درخت کو ہی مانیں تو بھی بیج کے بغیر درخت کیسی ہوا۔ یہاں بھی بکھیڑا ہی آن گھیرتا ہے۔ اسطرح پر دونوں طرف سے رسی کا گھیرا پڑتا ہے۔ اس سے بچنے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ پہلے نہ بیج ہی آیا۔ کیونکہ سارے جہان کا بیج (یعنی شکل میں لانیوالا) ایشور ہی ہے وہاں سے سبکی پیدائش ہوئی۔ اسجگہ پتی برتا ستری کی ایک بنانیوالی تمثیل صادق آتی ہے۔ اپنے آپاسے دیوتے ایک پتی برتا نے یہ بردان مانگا۔ کہ جو اس جنم میں میرا پتی ہے وہی دوسرے جنم میں بھی میرا پتی ہووے۔ دیوتا نے اُسے ویسا ہی بردان دیا لیکن آئیندہ اُس کا پتی مکت ہو گیا یعنی آواگون سے چھوٹ گیا۔ اب بتاؤ کہ دیوتا کا بردان کیسے سپھل ہو سکتا ہے ؟ اسطرح کے اعتراضات کر کے لوگ بیشمار دلیلیں دوڑاتے ہیں۔ انکے لئے اتنا جواب کافی ہے کہ مکتی کے مستحق نیک خاوند کی نیک صحبت سے وہ پتی برتا ستری بھی مکت ہو جاویگی۔ اور پھر دیوتا کے بردان کے سپھل ہونیکی ضرورت ہی باقی نہیں رہیگی۔ خلاصہ مطلب یہ کہ ایسی الٹی سیدھی تمثیلوں یا تقریروں میں نہ پڑکر شانت طریقہ پر وچار کرنا ہی ہمارا دھرم ہے۔

اوّل مکت پرکرتی یعنی شونیہ سے وایو پیدا ہوا۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل اور جل سے پرتھوی پیدا ہوئی۔ یہ سارا اپار انوؤں سے ہوا ساٹھ پرمانوں (ذروں) کا ایک انو ہوتا ہے۔ دو انو کا ایک دوانوک ہوتا ہے۔ تین دوانوک کا ایک ترسرینو ہوتا ہے۔ اور ترسرینو کی تعریف حسب ذیل کیگئی ہے۔

जालान्तरगते भानौ सूक्ष्मं यद् दृश्यते रजः ।
प्रथमं तत्प्रमाणानां त्रसरेणुः प्रचक्षते ॥

(دیکھو منوسمرتی)

یہ پیدائش کے وقت کی تشریح ہوئی۔ آگے پرلے سمے میں ترسرینو کا دو انوک ہوجاتا ہے۔ اور انو کے پرمانو ہوتے ہیں۔ اب ایشور کی سامرتھ ہی پیدائش کی سامگری ہے۔ (یہ ایشور کی سامرتھ پردھان پرکرتی وغیرہ کہلاتی ہے) اور وہی جگت کی اُپادان کارن ہے۔ اور ایشور کے ساتھ ازلی جہان کے بننے کے پیشتر سے موجود ہے۔

یہ سامرتھ جب محسوس ہونے کے قابل ہوا۔ تب ہی سرشٹی ہوئی۔ اور ایشور میں اسکا سے ہونے سے پرے ہوتا رہے۔ اتینت پرلے اب تک نہیں ہوا۔ وایو تک بھی پرلے نہیں ہوا جل پرلے ہوتے ہیں۔ اگنی تک پرلے ہوا ہے۔ اسکے لئے مفصل چھاندوگیہ اور تیتریہ اُپ نشد دیکھنے چاہئے۔ پانچ مہا بھوت (یعنی پانچوں عناصر) بیشمار ذرّوں کے اجتماع سے پیدا ہوئے۔ اسی طرح پر اُدبھج[ف] سرشٹی اور جیو سرشٹی کے بیشمار بیج ہیں۔ یہ بھی پرماتما کی شکتی ہے۔ اسی طرح پر مختلف اقسام کے ذرّے ہیں۔ ایک بیج میں بیشمار بیج پیدا کرنیکی طاقت ہے۔ اوشدھی سے اناج پیدا ہوتا ہے۔ اناج سے ویریہ پیدا ہوتا ہے اور ویریہ سے جسم پیدا ہوتا ہے۔ اب یہاں اگر کوئی اعتراض کرے کہ ویریہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ اگر ایسا کہا جاوے۔ کہ ہر ایک چیز اناج سے پیدا ہوتی ہے تو اسمیں کیا نقصان ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جیو سرشٹی میں میتھنی (جماع سے پیدا ہونیوالی) سرشٹی کا بھی حصہ ہے۔ اسمیں صرف اناج کہانے سے نئی سرشٹی پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ ویریہ دان دینے کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔

तपसोऽध्यजायत ॥

پیدا کرنیوالے نے سرشٹی کس طرح پیدا کی۔ اسکا بیان ویدوں میں ہے۔

सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथा पूर्वमकल्पयत ।
दिवंच पृथिविं चान्तरिक्षमथो स्वः ॥

لوٹ [ف] یعنی نباتات۔

یہہ کہنے سے کہ سورج اور چاند وغیرہ کو جس طرح پہلے بنایا تھا۔ اُسی طرح اب بھی بنایا اِس بات کی تردید ہوتی ہے کہ کلپ کے بدلنے سے سرشٹی میں فرق یا بھید پڑ جاتا ہے۔ اور اِس سے یہ بھی جانا جاتا ہے کہ پرمیشور کے گیان (علم) میں جیسا تھا ویسا ہی اِس جگت کو اُسنے رچا ہے۔

तस्माच्च देवा बहुधा सम्प्रसूताः ।
साध्या मनुष्याः पशवो वयांसि ॥

یعنی اُسکی بیشمار طاقتوں کے باعث سرشٹی پیدا ہوئی

ततो रात्र्यजायत ॥

اِن سب باتوں کا وِچار ستیارتھ پرکاش اور پنچ مہایگیہ ودھی کتابوں میں عمدہ طور پر کیا گیا ہے۔

اگر یہ کہیں کہ پرمیشور نے پہلے کے موافق جگت پیدا نہیں کیا۔ تو کیا نیا جگت پیدا کرتے ہوئے اُس نے پرانی بھولوں کو سُدھارا ہے یا کیا اُسنے ایسی ایسی باتیں نئے جگت میں شامل کر دیں جو کہ اُسے پہلے معلوم نہ تھیں؟ ہرگز نہیں! اِسمجھ ہر دلیل بے بُنیاد ہو جاتی ہے۔ اور ناپائیداری کا الزام اُسپر قائم ہوتا ہے۔ اور پھر ایشور کے عالمِ کُل ہونے پر اعتراض قائم ہو کر اجتماع ضدین کی صورت ہوتی ہے۔ سب (یعنی جمادات اور حیوانات وغیرہ) کے بعد انسانی جاندار پیدا کئے۔ وے انسان بہت سے تھے۔ دیگر مذاہب میں جو یہ مانا جاتا ہے۔ کہ ایک ہی جوڑا تھا وہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہاں تک صرف پرمیشور سے سرشٹی کی پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِس سے آگے انسانی دُنیا کی پیدائش کے بعد انسانوں کا اِتہاس شروع کیا جاتا ہے۔ مختلف مُلکوں کی مختلف انسانی جماعتوں میں پُرانے زمانہ میں بہت سے مُصنف ہو گزرے ہیں۔ اُن سب مُصنفوں کی محض قدیم ہونیکی وجہ سے ہی عزت کرنا معقولیت کے درجہ سے

گرا ہوا عمل ہے جس سچ اور جھوٹھ میں تمیز کرنا ہے۔ اگر ٹھگوں کی کتاب میں یہ لکھا ہو
کہ انسانوں کو مار کر چوری کرنا چاہیئے تو کیا اُس کتاب کی قدامت کی وجہ سے اُسکی
سب باتیں ماننے کے لائق ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں! اگر خواہ مخواہ پرانی کتابوں کی آڑ میں
یا مکاری پھیلائی جاوے تو اُسے کیا کہنا چاہیئے۔

اب اس مقولہ کے مطابق کہ بیرونی ایجاد ہونیکی وجہ سے اندرونی کو پکڑنا چاہیئے
ہم مختلف دیگر ممالک کی تواریخ کو چھوڑ کر اپنے ہی ملک کا اتہاس بیان کرتے ہیں۔

پہلے پہل انسانی دنیا ہمالہ پہاڑ کے کسی حصہ میں پیدا ہوئی۔ اس دعویٰ کے ساتھ
غیر ممالک کے لوگوں کا اتفاق ہونے کے باعث یہ دعویٰ ماننے کے لائق ہے۔ پرانے
آریوں کے براہمن وغیرہ گرنتھوں میں کہا ہے۔

एवँषान्तु स नामानि कर्माणि च पृथक् पृथक्।
वेदशब्देभ्य एवादौ पृथक् संस्थाश्च निर्ममे॥

اس قول کے مطابق آریہ لوگوں نے وید کی پیروی کر کے جو انتظام کیا وہ سارے
جاری ہے مثلاً۔ کُل جہان میں سات ہی وار (دن) ہیں۔ بارہ ہی مہینے ہیں
اور بارہ ہی راشیاں ہیں۔

اب اس پر وچار کرنا نہایت ضروری ہے کہ علیحدہ علیحدہ زبانیں کیسے بنگئیں۔ اسکے
متعلق یہودی لوگوں میں ایک کہانی مشہور ہے کہ اُن کے بزرگ بہشت تک اونچا ایک
بُرج (برج بابل) بنا رہے تھے۔ اسلئے ایشور اُنپر ناراض ہوا اور اُسنے اُنکی بولی میں
گڑبڑ مچا دی۔ اور اسی سے جہان میں مختلف زبانیں پیدا ہوئیں۔ یہ خیال بالکل بیہودہ
ہے۔

ملک۔ زمانہ۔ اختلاف۔ آنس۔ پرماد وغیرہ کی وجہ سے ایک ہی بنیادی زبان سے
طرز معاشرت وغیرہ میں فرق پڑنے پر علیحدہ علیحدہ زبانیں پیدا ہوئیں۔

यो ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं यो वै वेदांश्च प्रहिणोति तस्मै ॥

دید کے پڑھنے اور پڑھانے ہیں برھما پہلا براہمن - پہلا آچاریہ اور پہلا گورو ہے
اُنکا بیٹا وِراٹ اور اُس سے سلسلہ وار سوایمبھو منو تک وید کا اُپدیش جسطرح پر
ہوا - وہ مفصل منوسمرتی میں درج ہے -
انسانی پیدائیش کے وقت صرف ایک منشیہ جاتی ہی تھی - اسکے بعد آریہ اور دسیو
یہ تمیز ہوئی - چنانچہ رگوید میں اِن دونوں کی برابر تمیز کیگئی ہے - لفظ آریہ
سے عالم لوگ اور لفظ دسیو سے بُرے لوگ سمجھے جاتے تھے - پھر آریوں میں گن کرم
کے مطابق چار ورن ہوئے - براہمن یعنی پورے عالم - کشتری یعنی درمیانی عقل والے
ویشیہ یعنی تھوڑا علم رکھنے والے - اور شودر یعنی جاہل - یہ چار تفریق ہوئیں -
براہمن کے یگیہ بعلیم وغیرہ کرنیکے دہرم ہیں - ویشیوں کا کام کھیتی اور تجارت وغیرہ اور
شودروں کا کام سیوا کرنا ہے - اسی طرح پر انتظام سلطنت اور جنگ کشتریوں کے
دہرم ہیں - اسطرح کے چار ورن ہوئے - اور چار ہی آشرم بھی قایم ہوئے - اِن چاروں
آشرموں کا بیان ایک خاص ویاکھیان میں ہو چکا ہے -
اب یہ بات غور کرنے کے لائق ہے کہ منوجی کا دہرم شاستر کہاں تک ہے ؟ جیسے کہ
گوالا لوگ دودہ میں پانی ڈالکر اُس دودہ کو بڑھاتے ہیں اور مول لینے والوں کو
ٹھگاتے ہیں - اسی طرح پر منوجی کے دھرم شاستر کی حالت ہو رہی ہے - اُس میں
بہت سے بُرائی سے بھرے ہوئے شلوک ہیں - وہ اصل میں بھگوان منو کے نہیں
ہیں - اگر اِس کا ثبوت پوچھا جاوے تو جواب یہ ہے کہ ایسے کُل شلوکوں کو منوسمرتی
کی پدھیہ تی سے ملا کر دیکھئیے - وے شلوک بالکل مناسب موقعہ نہیں دکھلائی دیتے
منو جیسے نیک آدمی کی تصنیف میں خود غرضی سے من مانے شلوک ڈالنا بڑا بھاری

کمینہ پن ظاہر کرتا ہے۔ انوبھوتی سوامی نامی ایک بڑا پنڈت (عالم) تھا۔ اسکے منہ سے پُنسو (پنسو) کے بجائے पुंस (پنکسو) غلط نکل گیا۔ اب اُسکے لئے وجہات دے دے کر پنڈت لوگ دکھاتے ہیں کہ وہ صحیح ہے۔ بدطینت آدمیونکی خصلت کچھ کچھ کوؤں سے ملتی ہے۔ کوؤں کو دیگر جانوروں کے زخمی حصے جھٹ دکھائی دیتے ہیں لیکن سالم حصہ کو وے نہیں دیکھتے۔ غلطیاں بہت جلد دکھائی دینے لگتی ہیں۔ ہمارے پنڈت بھائیوں کا سوبھاؤ ان دنوں بہت بگڑ گیا ہے۔

आग्रहेण आरम्भः कार्यात् शेषंको पेनपरयेत् ॥

کسی نے لفظ شاستر بولا تو پہلے ہی جھٹ پٹ پوچھنے لگجاتے ہیں کہ شاستر لفظ کے معنی کیا ہیں۔ ایسی لیسی سوالات کرکے بکھیڑا بڑھانے سے وے لوگ بہت ہی خوش ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ایسے جھگڑالو کو دوسرا جھگڑالو ملجاوے تو وہ فوراً ہی سوال کرے گا کہ حرف श کے کیا معنی ہیں۔ حرف त کے کیا معنے ہیں۔ انوسوار کے کیا معنی ہیں اور اسطرح پر پھر وہی جھگڑا بڑھیگا۔ پس بھائیو! جھگڑالوپن چھوڑ کر بردباری سے نہیں باقاعدہ بحث کرنی چاہئے۔ بھگوان پتنجلی جی نے مہا بھاشیہ میں کہا ہے کہ جو دوڑے گا وہ گرے گا۔ اسمیں کچھ دوش نہیں۔

धावतः स्खलनं न दोषाय भवति ॥

اِس قول کے سہارے سے ہمارے بولنے میں اگر کوئی برباد یا اشدھ پر لوگ نکلجاوے تو پنڈتوں کو برا نہ ماننا چاہئے۔ ہم سروگیہ (ہمہ دان) نہیں اور نہ ہی سب باتیں ہمیں حفظ ہیں۔ ہمارے بولنے میں ایسی بیشمار غلطیاں ہوتی ہونگی جن کا کہ ہمیں علم بھی نہیں ہے۔ غلطیاں ظاہر ہونے پر ہم فوراً تسلیم کرنے کے لئے طیار ہیں۔ سچائی کی چھان بین ہونی چاہئے۔ جھگڑا نہیں ہونا چاہئے۔ ہماری سمجھ میں یہی ٹھیک ہے کہ گن تھوڑا بھی لے لینا چاہئے اور دوش کی معافی ہونی چاہئے۔ اندریوں اور من کو بس میں رکھنا اور

وعدہ وفائی کرنا براہمنوں کے مُکھیہ وصف ہیں۔ جن میں یہ گُن ہوں وے بلاشُبہ براہمن ہیں۔ براہمنوں کا کام تعلیم دینا ہے۔ اُسی طرح اُنکی روزی تعلیم دینے اور یگیہ وغیرہ کرانے کی دکھشنا سے ہونی چاہئے۔ بیفائدہ لینا ٹھیک نہیں ہے۔

उपासते ये गृहस्था: परपाकम बुद्धय: ।
तेन ते प्रेत्य पशुतां व्रजन्त्यन्नादिदायिनाम् ॥

(دیکھو منوسمرتی)

انتہ کرن کی برتیوں کا شمن۔ اندریوں کا دمن۔ تپ یعنی وِدیا کا انوشٹھان اندرونی اور بیرونی دونوں طرح کی پاکیزگی جسمانی اور آتمک شانتی انکساری۔ یہ دہرم سب براہمنوں میں ہوتے ہیں۔ تب اُن میں سنجیدگی رہتی ہے اور کچے (بناوٹی) براہمنوں میں براہمن پنے کا بڑا ہی گھمنڈ رہتا ہے۔ سو ٹھیک نہیں ہے۔ کسی دولتمند کو مفلس کہنے سے اُسے غصہ نہیں آتا۔ لیکن مفلس کو مفلس کہنے پر بہت ہی غصہ آتا ہے اگر انتہ کرن کی برتیاں پاپ سے بری ہوں تو بولنے کے ڈھنگ سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔ آجکل کے سمپرادائی سادھو پرمیشور کا نام لیتے وقت اپنی برتیوں کے مطابق الفاظ اُس کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں۔

تمثیلات – (۱) اگر براہمن سادھو ہو تو کہتا ہے " رام نام لڈو گوپال نام گھی"

(۲) اگر کشتری سادھو ہو تو کہتا ہے "رام نام کی ڈھال کر کرشن کی رابانده ہے۔

(۳) اگر سادھو جی کوئی بنئے ہوئے تو یوں کہتے ہیں " رام جو میرا بابیا سمجھ کرے بیوپار "۔

اور (۴) اگر شودر سادھو ہو تو یوں کہنے لگ جاتا ہے " جات پات پوچھا نہ کوئی ہری کو بھجے سو ہری کو ہوئی "

अनार्य्यता निष्ठुरता क्रूरता निष्क्रियात्मता ।

न कथंचि द्दुर्योनिः प्रकृतिस्वां नियच्छति ॥

(دیکھو منوسمرتی)

برہمن کا اصلی دھرم ہر ایک کتاب میں سے گیان حاصل کرنا ہی کہا ہے۔ گیان کے معنی ہیں ٹھیک ٹھیک سمجھنے کرنا۔ گیان سے وگیان حاصل کرنا یہ براہمنوں کا سب سے اعلیٰ دھرم ہے مستقل اعتقاد کو وگیان کہتے ہیں۔

اِس قسم کے گُن جب ہم براہمنوں میں پیدا ہوں گے۔ تب یہ ملک بڑی آسانی سے عروج حاصل کرے گا۔ ہمیں ذرا بھی شُبہ نہیں ہے۔

منوجی کے پہلے ادھیائے کو دیکھو انہیں کشتریوں کا دھرم بیان کیا ہوا ہے۔ کشتریوں کے دھرم حسب ذیل ہیں۔ بہادری - تیج - دھیرج - جنگ میں فتح حاصل کرنا - دان - ٹھیک آگیا دینا اور رعیت سے باقاعدہ عمل کرانا - رعیت کی ٹھیک حفاظت کرنا - ملک میں یگیہ تعلیم اور دان - یہ سب کام عمدہ طرح سے ہوتے ہیں - بنیوں کا دھرم جانوروں کو پالنا - دان یگیہ - تجارت - اور کھیتی کرنا ہے - اِس طرح پر گُن - کرم انوسار انسانوں کی تقسیم - سوائمبھو منو کے زمانہ تک چلتی رہی - منو کے دس بیٹے ہوئے - اُن میں منو کا بیٹا مریچی پہلا کشتری راجا ہوا - اسکے بعد ہمالہ کے حصہ میں چھ کشتری راجاؤں کے بنس چلے - اسکے بہت عرصہ بعد اِکشواکو راجا راج کرنے لگا - کلاکوشل کی بُنیاد ڈالنے والا وشوکرما نامی ایک انسان ہوا - وشوکرما پرمیشور کا بھی نام ہے - اور ایک عالم کاریگر کا بھی تھا - وشوکرما نے غبارہ بنایا - پھر غباروں میں بیٹھ کر آریہ لوگ اِدھر اودھر گھومنے لگے - برہما کا بیٹا وراٹ تھا - اسکے بیٹے وشنو اور سوم سدتھے - اور اگنی شواتا کا بیٹا مہادیو تھا یہی وشنو اور مہادیو آگے جاکر برہما کے ساتھ تری مورتی میں اول درجہ کے دیوتا مشہور ہوئے - یعنی خوشبودار اور ٹھنڈی ہوا جہاں چل رہی ہے - اور دلکش پودے جہاں اُگے ہوتے ہیں - اور جہاں پر کہ ٹھیک ٹھیک منی کی طرح

کا شفاف پانی بہہ رہا ہے - ایسے ہمالہ پہاڑ کی چوٹی پر وشنو رہنے لگا - اسی جگہ کو بیکنٹھ بھی کہتے تھے - پھر دوسرے پہاڑ میں جو کہ برف سے ڈھکا ہوا تھا اور نہائت ہی خطرناک تھا مہادیو بسنے لگا - اس جگہ کو کیلاش کہتے تھے - اِسکے بعد وشنو اور مہادیو خاندانوں کے نام پڑ گئے - یہہ کہنا کہ جن وشنو اور مہادیو کا اوپر ذکر ہوا ہے وے اب تک زندہ ہیں بہت بھولاپن ہے - اِسی طرح پر متھلا دیش کے جنک پور کے راجہ کو اب تک جنک ہی کہتے ہیں - اِس سے یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ سیتا جی کا باپ اب تک زندہ ہے یہی مثال برہما کی حالت میں بھی صادق آتی ہے -

جب آریہ ورت کی آبادی بہت بڑھ گئی - تو اُسے کم کرنے کے لئے آریہ لوگ اپنے ساتھ شودر وغیرہ کو لے کر غبارے اڑاتے چلے اور جہاں کہیں عمدہ سرزمین دیکھی جھٹ وہیں پر آباد ہو جاتے - اِس طرح پر جہان کے ہر ایک ملک میں انسان پھیلے - اِسی زمانہ میں راجا اکشواکو نے عالموں کو اپنے ساتھ لیکر اس بھرت کھنڈ میں پہلے باس کیا - آریہ ورت کی حدود حسب ذیل ہیں - پچھم میں سرسوتی یعنی سندھو ندی - پورب میں برہم پتر یعنی ورشدوتی - اُتر میں ہمالہ پربت - اور دکھن میں بندھیاچل پہاڑ وغیرہ - انکے درمیان جو دیش ہے اُسے آریہ ورت کہتے ہیں - یہ آریہ ورت کیسا خوبصورت اور کیسا زرخیز ہے ؟ یہاں کی ہوا اور پانی کیسے اعلیٰ ہیں ؟ اسمیں ہر چھ موسم کس خوبصورت سلسلہ سے واقعہ ہوتے ہیں ؟ یہاں کے باشندے دیو یعنی ودوان (عالم) تھے - اِسی لئے گنگا کا نام دیوندی پڑ گیا - پہلے گنگا کا نام پدما تھا - پھر اُس ندی میں سے بھاگیرتھ راجہ نے نہر نکالی - اِس لئے اُسکا نام بھاگیرتھی پڑا - اُس زمانہ میں برہمچاری اور براہمن کا نام آریہ تھا - اسمیں مہا منی پانینی کا سوتر ہے -

आर्यो ब्राह्मण कुमार योः ॥

ایسی حالت ہوتے ہوئے ہمارے دیش کا نام آریہ ستھان یا آریہ کھنڈ ہونا چاہیئے۔ اس پوتر نام کو چھوڑ نہ جانیں ہندوستان کا نام کہاں سے نکلا۔ بھائی شروتاگن (سامعین)! لفظ ہند کے معنی تو کالا۔ کافر۔ چور وغیرہ ہیں۔ اور ہندوستھان کہنے سے کالے۔ کافر۔ چور۔ لوگوں کی جگہ یعنی ملک یہہ ارتھ ہوتا ہے تو بھائی! اسطرح کا برا نام کیوں لیتے ہو؟ اور آریہ یعنی سریشٹھ وغیرہ اور ورت یعنی البوں کا دیش۔ یہہ اتم آریہ نام تم کیوں نہیں تسلیم کرتے ؟ کیا تم اپنا اصلی نام بھی بھول گئے ہا! ہماری ایسی حالت دیکھ کر کس کا دل دکھی نہ ہوگا۔ سجن لوگو! اب ہندو نام کو تیاگ دو اور آریہ اور آریہ ورت ان ناموں کا فخر کرو۔ ہمارے اوصاف تو بگڑ گئے۔ پھر کیا نام کو بھی بگاڑ لینا چاہیئے؟ نام کو ہرگز نہ بگاڑو۔ یہی میری التماس ہے ؛

اوم شانتیہہ۔ شانتیہہ۔ شانتیہہ

نواں ویاکھیان

اتہاس یعنی تواریخ

اکشواکو آریہ ورت کا پہلا راجا ہوا۔ اکشواکو برہما کی چھٹی پیڑھی میں تھا۔ پیڑھی سے مراد صرف یہی نہیں سمجھنی چاہیے کہ باپ کے بعد بیٹا بلکہ سلسلہ وار یکے بعد دیگرے راجاؤں کا شمار بھی پیڑھی سے ہی ہوتا ہے۔ پہلا ادھکاری سوایمبھو تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکشواکے زمانہ میں ویدوں کو بالکل حفظ کر نیکا دلچ

کچھ کچھ بند ہونے لگ گیا تھا۔ جن حروف میں وید لکھے جاتے تھے اُسکا نام دیوناگری ہے جسکی وجہ تسمیہ اس طور پر ہے کہ دیو یعنی وِدوان (عالم) جس نگر (شہر) میں رہیں اُس کا نام دیونگر ایسے عالم ناگروں (یعنی شہر کے رہنے والوں) نے حروف مقررہ کے ذریعہ سے گرنتھ لکھنے کا پرچار پہلے شروع کیا۔

برہمانک دِبیہ (ایوبخ) سرشٹی تھی۔ اُسکے بعد میتھنی سرشٹی اُتپن ہوئی۔ اُس سے وِراٹ ہوا اور وِراٹ سے پیچھے منو ہوا۔ منو نے دھرم بیوستھا بنائی۔ منو کے دس بیٹے تھے۔ اُنہیں سوایمبھو کے زمانہ سے پولٹیکل اور سوشیل انتظام شروع ہوئے۔

اکشواکو اس لئے راجا نہیں بنایا گیا تھا۔ کہ وہ راج کُل میں پیدا ہوا تھا۔ یا کہ اُس نے زبردستی سے راج پیدا کیا ہو۔ بلکہ سب لوگوں نے اُسے لائق سمجھ کر راج سبھا کی پردھان پدوی پر بٹھلایا تھا۔ اُس وقت سب لوگ ویدوں کے احکام کے مطابق چلتے تھے۔ بھرگو جی نے اپنی سمرتا میں یہ سارا انتظام ظاہر کیا ہے۔ یہ کتاب شلوکوں میں ہے۔ اب یہ کہنا کیا غلط ہے کہ بالمیکی جی نے ہی شلوک رچنا کی۔ اس کُل انتظام کے متعلق منو جی نے ۷ اور ۹ ادھیاؤں میں جو سلطنتوں کی نسبت بیان کیا ہے اُسے دیکھو۔ صرف اکیلے راجا کے ہی ہاتھ میں ہر طرح کی حکم چلانے کی طاقت نہ تھی وہ تو راج سبھا کا سبھاپتی سمجھا جاتا تھا سلطنتوں کا انتظام جیسا تھا اُسے اختصار کے ساتھ کہا جاتا ہے۔

گرام۔ مہاگرام۔ نگر۔ پور۔ ایسی ایسی دس قسمیں آبادی کی تھیں۔ اگر گرام میں سو گھر ہوں تو مہاگرام میں ہزار۔ نگر میں دس ہزار۔ اور پور میں اس سے بہت زیادہ تعداد گھروں کی رہتی تھی دس گراموں کے اوپر ایک ستیش نامی عہدہ دار ہوتا تھا۔ دس ہزار پر جو اہلکار حکمران ہوتا تھا اُس کا نام مہاسوشیل تیتی مان تھا۔ نشتوا ندیں ہوشیار۔ گُپت دوت راج کے ہر ایک حصہ میں خبریں پہونچانے اور یہ خبر رکھنے کے لئے کہ مختلف اہلکار اپنے فرائض منصبی کو کس طرح ادا کرتے ہیں چاروں طرف پھرتے رہتے تھے۔ یہ مخبروں کا کام مرد اور عورت دونوں کرتی تھے

راج میں چار طرحوں کے اہلکار رہتے تھے۔ راج ادھکاری۔ سینا ادھکاری۔ نیائے ادھکاری
اور کوش ادھیکاری۔ یہ چار محکمے تھے۔

اکشواکو راج سبھا کا پہلا ادھیکش (پردھان) تھا۔ اگر سبھا میں اختلاف رائے ہوتا تھا
تو اُس وقت فیصلہ کرنے کا کام ادھیکش کا ہوتا تھا۔ ملک میں مختلف اقسام کی سبھائیں تھیں
اُن میں آریہ راج سبھا ہی مکھیہ تھی۔ اور جگہ بہ جگہ پریشد یعنی دھرم سبھائیں بھی تھیں
جب تک کہ دس عالم اکٹھے نہ ہوں تب تک پریشد سبھا نہیں ہو سکتی تھی، ور کم از کم تین ودوانوں
کے آئے بنا تو سبھا کا کام چلتا ہی نہ تھا۔ دھرم سبھا کو کسی طرح کے خاص اختیارات نہ تھے
بلکہ اُس میں دھرم اور ادھرم کا نرنے اور اُپدیش ہی ہوتا تھا۔ اور کاریگری کی ترقی
اور امتحان کی طرف بھی اِس سبھا کا دھیان رہتا تھا۔ اِن معاملات میں اگر کوئی کمی
زیادتی ہوتی تھی تو راج آریہ سبھا کی طرف سے سزا دلائی جاتی تھی۔ مہابھارت کے
سبھا پرب میں علیحدہ علیحدہ سبھاؤں کا بیان کیا ہوا ہے۔ اُسے دیکھو۔ دھنروید سے
فوج کے سپاہیوں کو تعلیم دی جاتی تھی کہ حکم ماننا ہی اُن کا اول کام ہے۔ بہت سے انگریزی
پڑھے ہوئے لوگ کہتے ہیں کہ آریہ لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ قواعد کیا ہے۔ لیکن یہ دعویٰ
دیوانہ پن کا ہے۔ مکر دیوہ۔ وک دیوہ۔ دلاکا دیوہ۔ سوچی دیوہ۔ شوکر دیوہ۔ شکٹ دیوہ
چکر دیوہ وغیرہ قواعد کے بیشمار طریقے پورانے زمانہ میں آریوں کو معلوم تھے۔ اور فوج
میں بھی علیحدہ علیحدہ جماعتوں پرشوتیں پشتنیش۔ سہیرلیش۔ وغیرہ رہتے تھے۔ اور
اُس زمانہ میں اُن کے ہتھیار شکتی۔ اسی (تلوار) شتگھنی (توپ) بھشنڈی (بندوق)
وغیرہ ہوتے تھے۔ انگریزوں میں اب تک دیوہ رچنے کا پورا گیان نہیں ہوا ہے یعنی
وے نہیں جانتے کہ دیوہ رچنا کسے کہتے ہیں۔ تھوڑی بہت قواعد کرتے ہیں۔ اتنے سے
ہی تم لوگوں کو یقین ہونے لگا ہے۔ کہ پورانے آریہ لوگوں کی نسبت وے جنگ کے
علم میں زیادہ تر ہوشیار ہیں۔ لیکن یہ مقولہ سچ ہے کہ جس دیش میں درخت نہیں وہاں

("جو لوگ دُنیاوی جذبات اور خواہشات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اُنہیں دھرم کا گیان نہیں ہو سکتا۔ دھرم کے جگیاسوں کے لئے پرم پرمان وید ہے۔")

اس کے بعد شنتنو زیادہ سے زیادہ دشمنوں کے قابو میں ہو چلا۔ ستیہ وتی کے متعلق اُسکی بدمعاشی آپ سب لوگ جانتے ہی ہوں گے۔ لیکن شنتنو راجا پر بھی اُسوقت زبردستی نمبگئی تھی ستیہ وتی کے باپ نے باوجود غریب ہونے کے بھی راجا کو ڈانٹ دیا تھا بھیشم پتامہ کے اس فراخدل وعدہ پر کہ اُس نے اپنا کُل حق ستیہ وتی کی اولاد کو دیدیا ستیہ وتی کے غریب باپ نے راجہ کا کہنا قبول کیا۔ اس سے ہی ظاہر ہو سکتا ہے کہ پورانے آریہ لوگوں میں سوشیل (مجلسی) انتظام کیسا اعلیٰ قسم کا تھا۔ راجہ لوگ بھی مجلسی انتظام میں کسطرح پر بندھے ہوئے تھے۔ اس آریہ ورت کے راجاؤں کی نیک شہرت ساری دُنیا میں پھیل رہی تھی۔ یوروپ اور امریکا کے کُل راجالوگ اُنکی تابعداری میں مستعد اور اِن کو خراج دیتے تھے۔ اب وچار ہے کہ موجودہ زمانہ میں اس مُلک کی حالت ایسی گرگئی ہے۔ یہ سب باتیں مہابھارت کے راج سویہ اور اشومیدھ پرلوں میں بیان کی ہوئی ہیں۔ آخرکار شنتنو راجا کے پاپ بڑھنے لگے۔ اور راج کا انتظام بگڑتا چلا۔ یہی پاپ آخرکار بڑھتے بڑھتے کیروں اور پانڈوں کے بڑے بھاری جنگ پر ختم ہوا۔ اور اُسی وقت سے اس مُلک کی قسمت بگڑنی شروع ہوئی۔ یہاں تک راجا لوگوں کا اتہاس ختم کیا جاتا ہے۔

اب آگے دیوتا۔ ودیا اور رشی وغیرہ کے اتہاس شروع کرتے ہیں بشت پتھ براہمن میں لکھا ہے کہ دیوتا عالموں کو کہتے ہیں۔ ان عالموں کے تین اقسام تھے اول دیو۔ دوم رشی۔ سوم پتری۔ اِن تین اقسام کے علاوہ برہمن وغیرہ گرنتھوں (کتابوں) میں ۳۳ دیوتا بیان کئے گئے ہیں۔ ۳۳ کروڑ کا فرض جو نئے لوگوں نے کیا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ (کیونکہ کوٹی کے معنی اقسام کے ہیں۔ اور اِن سے مصنفوں نے

کروڑ کے معنی کر کے ایسی غلطی کہائی ہے) وسو۔ آدتیہ۔ رُدر۔ اندر وغیرہ اِس
قسم کے ۳۳ دیوتا شتپتھ برہمن کے برہدارنیک اپنشد میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ دیکھ
لینا چاہئے۔ اِن ۳۳ دیوتوں بارہ آدتیہ یعنی مہینے گیارہ رُدر۔ لفظ رُدر کی وجہ تسمیہ
اس طرح پر ہے۔ کہ چونکہ اس جسم میں سے پرانوں کے نکل جانے پر لوگ رویا کرتے ہیں۔
اسلئے پرانوں کو رُدر کہتے ہیں۔ اسلئے دسوں پران اور جیواتما ملکر گیارہ رُدر سمجھے گئے
(کیونکہ اِن کے جسم سے علیحدہ ہونے پر ہی شتہ وارو تے ہیں)۔ وسو آٹھ حسب ذیل ہیں۔
(۱) پرتھوی (۲) جل (۳) تیج (۴) وایو (۵) آکاش یہ پانچوں عناصر اور
ستارہ مشتری ہیں کے (۶) وسو (۷) چندرما اور (۸) سورج۔ یہ سب ملکر آٹھ وسو ہوئے
بتیسواں پرجاپتی اور تینتیسواں وشنو۔ ایک وشنو بیکنٹھ میں رہنے والے تھے اور
وہی انکی راجدھانی کا نگر تھا۔ مہادیو کیلاش کے رہنے والے تھے۔ کبیر الکاپوری
کے باشندے تھے۔ یہ سب اتہاس کدار کھنڈ میں بیان کیا گیا ہے۔ ہم خود بھی اُن
اطراف میں گھومے ہوئے ہیں جس پہاڑ پر کبیر کی الکاپوری تھی اُسپر بھی اس خیال
سے گیا تھا کہ اگر تبہی اپنا جسم برف میں گلا کر دُنیا کے دہندوں سے فارغ ہو جاؤں
لیکن وہاں پہونچکر خیال آیا کہ اِس جگہ مر جانا تو کوئی پُرشارتھ نہیں ہے
بلکہ گیان حاصل کر کے پروپکار (دوسرونکی بھلائی کرنا) پُرشارتھ ہے۔ اِس اعتقاد
کے ... پر واپس چلا آیا تھا۔ **اب تو معلوم ہوتا ہے کہ جیواتما کو موت
نہیں ہے۔!!!**

پھر سے لے کر نیپال تک ہمالہ کی جو اونچی چوٹیاں ہیں وہاں دیوتا یعنی عالم لوگ رہتے
تھے۔ ... حال کی طرح شائد اُسوقت اُس جگہ برف نہیں پڑتا تھا۔ ایسا گمان ہوتا
ہے ... اُسوقت بھی وہاں برف پڑتا ہوتا تو دیو یعنی عالموں کا اُس جگہ میں قیام کیسے ہوتا؟
دیولوک (یعنی ہمالہ پر کے ممالک) میں جگہ بہ جگہ عالم بیکمر و راج کرتے تھے اِسوقت

بھی بھرت کھنڈ میں ہمارے بیان کی شہادت ملتی ہے۔ دہلی میں اندرپرستھ نامی جگہ تھی۔ وہاں اندر کا راج تھا۔ پشکر اور برہماورت میں برہما نے راج کیا۔ کاشی اندور۔ اور ہردوار وغیرہ میں مہادیو کا راج تھا۔ اِن عالموں یعنی آریوں کے دشمن اناریہ بھیل وغیرہ لوگ تھے۔ وہی اسُر کہلاتے ہیں۔ اُن کے ساتھ برابر آریوں کو جنگ کرنا پڑتا تھا۔ غباروں میں بیٹھ کر بھی جنگ کرتے تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ جہاں کہیں کسی راج پُتری کا سوئمبر رچا گیا اور بلایا گیا کہ انہیں غباروں پر چڑھکر فوراً اُس جگہہ پہونچ [illegible] تھے۔ اِن دیوتوں میں اعلیٰ انسان بڑے ہی بہادر تھے۔ اُنکی ستریاں (بیویاں) لڑائی میں مردانہ پوشاک پہنکر اپنے خاوندوں کے ساتھ جنگ میں شامل ہوا کرتی تھیں۔ اِن (پہاڑ کے رہنے والے) دیوتوں کے راج کے رسوم و رواج آجکل کے راجپوت لوگوں سے ملتے ہیں۔ پرانے زمانہ کے راجا لوگ جنگ کے وقت اپنی رتھوں میں بیٹھے بھوجن کیا کرتے تھے۔ [illegible] وقت بھی راجپوتوں میں ٹھاکر لوگ حسب موقعہ ویسا ہی عمل کرتے ہیں۔ راجپوت لوگ جس جگہ [illegible] چاہے کہاتے ہیں۔ اِسی کے متعلق میں مختصر ایک روائت سُناتا ہوں۔ جو کہ شہر جے پور میں بہت عرصہ پہلے سے مشہور ہے۔ جے پور کے راجا لوگ براہمن کو رسوئی دار (باورچی) بناکر نہیں رکھتے اسکی وجہ اس طور پر بیان کرتے ہیں کہ تین چار پُشتوں سے پیشتر رسوئی کا کام براہمن لوگ نہیں کرتے تھے۔ براہمن۔ کھشتری۔ اور ویشیہ اِن تینوں ورنوں کے گھروں میں شودر رسوئی دار رہتے تھے۔ اور یہ آچار (طریقِ عمل) منوسمرتی میں بھی ملتا ہے۔ حال میں بھی راجپوت کے رسوئیدار ہیں۔ براہمنوں کو رسوئی کے کام کے لئے نہ رکھنے کی وجہ یہہ بیان کرتے ہیں۔ کہ زمانہ گزشتہ میں ایکمرتبہ براہمن نے راجا کے بھوجن میں زہر ڈالدی تھی۔ جبھی سے ہم براہمن لوگوں کو نہیں رکھتے۔

پرانے زمانہ میں جسکو ترشٹپ دیش کہتے تھے اُسکو حال میں ملکِ تبت کہتے ہیں

بعض ہم سے سوال کرتے ہیں کہ وِشنو - مہادیو - اندر وغیرہ دیوتا آج کل ہیں کیوں دکھلائی نہیں دیتے - اُن کے لئے ہمارا جواب یہ ہے کہ نیک اور پراکرمی عالم جو تھے وے سبھی سب مر گئے - بعض پوچھتے ہیں کہ ہمالہ میں راج کرنیوالے لوگ کہاں چلے گئے بعض کہتے ہیں کہ دیو - امر یعنی غیر فانی ہیں - لیکن ہم پاپی لوگوں کو دکھلائی نہیں دیتے بھلا دیوتا لوگ تو امر ہونے کے باعث نہ دیکھہ پڑیں - اُنکے نوکر چاکر بھنگی وغیرہ کیوں نہیں دکھائی دیتے - اصل بات یہ ہے کہ جو پیدا ہوا ہے جو دکھلائی دیتا ہے وہ ضرور ایکدن مرنیوالا ہے - اِس دلیل سے دیو بھی مر گئے -

यद्दृष्टनन्नष्टं ॥

دیو مر گئے - اِس سے یہ مراد ہے کہ اِس پرتھوی پر سے اُن کا جسم جاتا رہا لیکن دیوتا اور رشیہ کا آتما امر یعنی غیر فانی ہے - اسلئے بلحاظ جاتی کے دیو جاتی (یعنی عالموں کا فرقہ) امر ہے (یعنی ہمیشہ کچھہ نہ کچھ عالم لوگ رہتے ہیں) آیوجہ سے کہا ہے کہ

विद्वांसो वै देवा: ॥

اِس لئے دیو جاتی تو امر ہے -

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ہمارے مُلک کے اِتہاس میں ایسا گڑ بڑ کیوں ہو گیا - اور اسکی کیا وجہ ہے کہ کسی واقعہ یا تصنیف کی تاریخ وغیرہ کا ٹھیک پتہ نہیں لگتا - جاننا چاہئے کہ مطلبی لوگوں نے کتابوں میں سے تاریخ غائب کر دیں - اور جینیوں اور مسلمانوں نے گرنتھہ جلا دئے ہیں - یہ مختصراً دیوتوں کا اِتہاس بیان کیا گیا - اب وِدیا (علم) کا اتہاس کہا جاتا ہے -

سب سے پہلا وِدوان (دیو) برہما ہوا - اُسنے اگنی - وایو - آدتیہ - اور انگرا - چار رشیوں کے پاس وید پڑھا - اُس (برہما) کا بیٹا وراٹ - اُسکا بیٹا منو - منو کی دس بیٹے مریچی - اتری - انگرا وغیرہ تھے - اُس زمانہ میں پڑھنے پڑھانے کا طریقہ کیا تھا

("جو لوگ دُنیا وی جذبات اور خواہشات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اُنہیں دھرم کا گیان نہیں ہو سکتا۔ دھرم کے جگیاسُوں کے لئے پرم پرمان وید ہے۔")

اس کے بعد شنتنو زیادہ سے زیادہ دشمنوں کے قابو میں ہو چلا۔ ستیہ وتی کے متعلق اُسکی بدمعاشی آپ سب لوگ جانتے ہی ہوں گے۔ لیکن شنتنو راجا پر بھی اُسوقت زبردستی کمیٹی تھی۔ ستیہ وتی کے باپ نے باوجود غریب ہونے کے بھی راجا کو ڈانٹ دیا تھا۔ بھیشم پتا کے اِس فراخدل وعدہ پر کہ اُس نے اپنا کُل حق ستیہ وتی کی اولاد کو دیدیا۔ ستیہ وتی کے غریب باپ نے راجہ کا کہنا قبول کیا۔ اِس سے ہی ظاہر ہو سکتا ہے کہ پورانے آریہ لوگوں میں سوشیل (مجلسی) انتظام کیسا اعلیٰ قسم کا تھا۔ راجہ لوگ بھی مجلسی انتظام میں کسطرح پر بندھے ہوئے تھے۔ اس آریہ ورت کے راجاؤں کی نیک شہرت ساری دُنیا میں پھیل رہی تھی۔ یوروپ اور امریکا کے کُل راجا لوگ اُنکی تابعداری میں مستعد اور اِن کو خراج دیتے تھے۔ اب وچارئے کہ موجودہ زمانہ میں اس مُلک کی حالت ایسی گر گئی ہے۔ یہ سب باتیں مہابھارت کے راج سوئیہ اور اشومیدھ پربوں میں بیان کی ہوئی ہیں۔ آخر کار شنتنو راجا کے پاپ بڑھنے لگے۔ اور راج کا انتظام بگڑتا چلا۔ یہی پاپ آخر کار۔ بڑھتے بڑھتے کَیروں اور پانڈوں کے بڑے بھاری جنگ پر ختم ہوا۔ اور اُسی وقت سے اس مُلک کی قسمت بگڑنی شروع ہوئی۔ اس جگہ راجا لوگوں کا اتہاس ختم کیا جاتا ہے۔

اب آگے دیوتا۔ وِدیا اور رشی وغیرہ کے اِتہاس شروع کرتے ہیں۔ شت پتھ براہمن میں لکھا ہے کہ دیوتا عالموں کو کہتے ہیں۔ اِن عالموں کے تین اقسام تھے اول دیو۔ دوم رشی۔ سوم پِتری۔ اِن تین اقسام کے علاوہ برہمن وغیرہ گرنتھوں (کتابوں) میں ۳۳ دیوتا بیان کئے گئے ہیں۔ ۳۳ کروڑ کا فرض جو کچھ لوگوں نے کیا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ (کیونکہ کوٹی کے معنی اقسام کے ہیں۔ اور اِن سے مصنفوں نے

اندر کے معنی کر کے ایسی غلطی کھائی ہے) وسو۔ آدتیہ۔ رُدر۔ اندر وغیرہ اس
قسم کے ۳۳ دیوتا شت پتھ برہمن کے برہدارنیک اپنشد میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ دیکھ
لینا چاہئے۔ ان ۳۳ دیوتوں بارہ آدتیہ یعنی مہینے گیارہ رُدر۔ لفظ رُدر کی وجہ تسمیہ
اس طرح پر ہے۔ کہ چونکہ اس جسم میں سے پرانوں کے نکل جانے پر لوگ رویا کرتے ہیں۔
اسلئے پرانوں کو رُدر کہتے ہیں۔ یہی دسوں پران اور جیو آتما ملکر گیارہ رُدر سمجھنا چاہئے
(کیونکہ ان کے جسم سے علیحدہ ہونے پر ہی سب رشتہ دار روتے ہیں۔ وسو آٹھ حسب ذیل ہیں۔
(۱) پرتھوی (۲) جل (۳) تیج (۴) ہوا (۵) آکاش یہ پانچوں عناصر اور
شُدھ سرشٹی ہیں کے (۶) وشو (۷) چندرماں اور (۸) سوریہ یہ سب ملکر آٹھ وسو ہوئے
جیوں پرجاپتی اور [illegible] وشنو۔ ایک وشنو یکجیہ [illegible] والے تھے۔ اور
دیوتاؤں کا راجدھانی کا نگر تھا۔ مہادیو کیلاش کے رہنے والے تھے۔ کوبیر الکاپوری
[illegible] ہے۔ یہ سب اتہاس کیدار کھنڈ میں بیان کیا گیا ہے۔ ہم خود بھی اُن
اطراف میں گھوم چکے ہیں جس پہاڑ پر کبھی الکاپوری تھی اسپر بھی اسی خیال
سے گیا تھا کہ اگر تیری ہی اپنا جسم برف میں گلا کر دنیا کے دھندوں سے فارغ ہو جاؤں
لیکن وہاں پہنچکر خیال آیا کہ اس جگہ مر جانا تو کوئی پرشارتھ نہیں ہے
البتہ گیان حاصل کر کے پروپکار (دوسروں کی بھلائی کرنا) پرشارتھ ہے۔ اس اعتقاد
کے بدلنے پر واپس چلا آیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جیو آتما کو موت
ہی نہیں ہے۔ !!!

معلوم ہوتا ہے کہ نیپال تک ہمالہ کی جو اونچی چوٹیاں ہیں وہاں دیوتا یعنی عالم لوگ رہتے
تھے۔ [illegible] کی طرح شاید اُسوقت اُس جگہ برف نہیں پڑتا تھا۔ ایسا گمان ہوتا
ہے کہ اگر اُسوقت بھی وہاں برف پڑتا ہوتا تو دیو یعنی عالموں کا اُس جگہ میں قیام کیسے ہوتا؟
اس دیولوک (یعنی ہمالہ پر کے ممالک) میں جگہ بجگہ عالم بیکر و راج کرتے تھے اسوقت

بھی بھرت کھنڈ میں ہمارے بیان کی شہادت ملتی ہے۔ دہلی میں اندرپرستھ نامی
جگہ تھی۔ وہاں اندر کا راج تھا۔ پُشکر اور برہماورت میں برہما نے راج کیا۔ کاشی
اندور۔ اور ہردوار وغیرہ میں مہادیو کا راج تھا۔ اِن عالموں یعنی آریوں کے دشمن
اناریہ بھیل وغیرہ لوگ تھے۔ وہی اسُر کہلاتے ہیں۔ اُن کے ساتھ برابر آریوں کو جنگ
کرنا پڑتا تھا۔ غباروں میں بیٹھ کر بھی جنگ کرتے تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ جہاں کہیں کسی
راج پُتری کا سوئمبر رچا گیا اور بُلاوا گیا کہ انہیں غباروں پر چڑھکر فوراً اُسجگہہ پہونچ
جاتے تھے۔ ان دیوتوں میں اعلیٰ الشان بڑے ہی بہادر تھے۔ اُنکی ستریاں (بیویاں)
لڑائی میں مردانہ پوشاک پہنکر اپنے خاوندوں کے ساتھ جنگ میں شامل ہوا کرتی
تھیں۔ ان (پہاڑ کے رہنے والے) دیوتوں کے راج کے رسوم و رواج آجکل
کے راجپوت لوگوں سے ملتے ہیں۔ پورانے زمانہ کے راجا لوگ جنگ کے وقت اپنی
رتھوں میں بیٹھ کر بھوجن کیا کرتے تھے۔ اِسوقت بھی راجپوتوں میں ٹھاکر لوگ حسب موقعہ
ویسا ہی عمل کرتے ہیں۔ راجپوت لوگ جس جگہ طبیعت چاہے کھاتے ہیں۔ اسی
کے متعلق میں تمہیں ایک روایت سُناتا ہوں۔ جو کہ شہر جے پور میں بہت عرصہ پہلے
سے مشہور ہے۔ جے پور کے راجا لوگ براہمن کو رسوئی دار (باورچی) بناکر نہیں رکھتے
اسکی وجہ اس طور پر بیان کرتے ہیں کہ تین چار پُشتوں سے پیشتر رسوئی کا کام براہمن
لوگ نہیں کرتے تھے۔ براہمن۔ کھشتری۔ اور ویشیہ ان تینوں ورنوں کے گھروں میں شودر
رسوئی دار رہتے تھے۔ اور یہ آچار (طریق عمل) منوسمرتی میں بھی لکھا ہے۔ حال میں
بھی راجپوت کے رسوئیدار ہیں۔ براہمنوں کو رسوئی کے کام کے لیئے نہ رکھنے کی وجہ یہہ
بیان کرتے ہیں۔ کہ زمانہ گزشتہ میں ایکمرتبہ براہمن نے راجا کے بھوجن میں زہر
ڈالدی تھی۔ تب ہی سے براہمن لوگوں کو نہیں رکھا۔
پورانے زمانہ میں جسکو ترشتپ دیش کہتے تھے اُسکو حال میں ملک تبت کہتے ہیں

بعض ہم سے سوال کرتے ہیں کہ وشنو - مہادیو - اندر وغیرہ دیوتا آج کل ہیں کیوں دکھلائی نہیں دیتے - اُن کے لئے ہمارا جواب یہ ہے کہ نیک اور پراکرمی عالم جو تھے وے سب کے سب مر گئے - بعض پوچھتے ہیں - کہ ہمالہ میں راج کرنیوالے لوگ کہاں چلے گئے بعض کہتے ہیں کہ دیو - امر یعنی غیر فانی ہیں - لیکن ہم پاپی لوگوں کو دکھلائی نہیں دیتے پہلا دیوتا لوگ تو امر ہونے کے باعث نہ دیکھہ پڑیں - اُنکے نوکر چاکر بھنگی وغیرہ کیوں نہیں دکھائی دیتے ؟ اصل بات یہ ہے کہ جو پیدا ہوا ہے جو دکھلائی دیتا ہے وہ ضرور ایکدن مرنیوالا ہے - اِس دلیل سے دیو بھی مر گئے -

यद्दृष्टं तन्नष्टं ॥

دیو مر گئے - اس سے یہ مراد ہے کہ اِس پرتھوی پر سے اُن کا جسم جاتا رہا لیکن دیوتا اور رشیہ کا آتما امر یعنی غیر فانی ہے - اسلئے بلحاظ جاتی کے دیو جاتی (یعنی عالموں کا فرقہ) امر ہے (یعنی ہمیشہ کچھہ نہ کچھہ عالم لوگ رہتے ہیں) آیورویدمیں کہا ہے - کہ

विद्वांसो वै देवा: ॥

اِس لئے دیو جاتی تو امر ہے -

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ہمارے مُلک کے اِتہاس میں ایسا گڑ بڑ کیوں ہو گیا - اور ایکی کیا وجہ ہے کہ کسی واقعہ یا تصنیف کی تاریخ وغیرہ کا ٹھیک پتہ نہیں لگتا - جاننا چاہئے کہ مطلبی لوگوں نے کتابوں میں سے تاریخ غایب کردیں - اور جینیوں اور مسلمانوں نے گرنتھ جلا دئے ہیں - یہ مختصراً دیوتوں کا اِتہاس بیان کیا گیا - اب وِدیا (علم) کا اِتہاس کہا جاتا ہے -

سب سے پہلا وِدوان (دیو) برہما ہوا - اُسنے اگنی - وایو - آدتیہ - اور انگرا - چار رشیوں کے پاس وید پڑھا - اُس (برہما) کا بیٹا وراٹ - اُسکا بیٹا منو - منو کی دس بیٹے مریچی - اتری - انگرا وغیرہ تھے - اُس زمانہ میں پڑھنے پڑھانے کا طریقہ کیا تھا

یہ آسانی سے معلوم ہوسکتا ہے۔ رگوید کی اکیس شاکھا۔ یجروید کی ۱۰۱ شاکھا۔ سام وید کی ایکہزار شاکھا۔ اور اتھروید کی ۹ شاکھا ہیں۔ اِس طرح پر گیارہ سو کتیس ساکھا پڑسنی پڑھنے کے لئے ہیں۔ چاروں ویدوں کو بامعنی جاننے والا جو مکھیہ یگیہ کرانیوالا ہوتا تھا۔ اُسکو برہما کہتے تھے۔ براہمنوں کے بنائے ہوئے جو ویدوں کے ویاکھیان تھے۔ اُنکو براہمن گرنتھ کہا جاتا تھا۔ ایسے براہمن اور اُنکے براہمن روپ بہت سی کتابیں تھیں۔ پاک آب وہوا جن ایکانت ستھانوں کی ہوتی تھی۔ اُن نیمشارنیہ وغیرہ جگہوں کے رہنے والے وچارشیل منترونشٹا رشی لوگ برہم وچار۔ اور سدھانتوں کے نشچے کرنے کے لئے سبھائیں (مجلسیں) کیا کرتے تھے ایک مہرشی پاننی کی بنائی ہوئی اشٹادھیائی میں ہی دیکھو کتنے مختلف نام رشیوں کے آئے ہیں۔ آج کل کے آوارہ گرد بیراگیوں کو دیکھ کر براہ مہربانی پورانے رشیوں کا اپمان ہرگز مت کیجئے۔ سب سے پہلے کچھ رشی ملکر ایک سدھانتوں کی کتاب طیار کرتے تھے۔ پھر اُس کتاب پر رشی سبھا میں غور ہوتی تھی۔ نزاں بعد راج سبھا کی دھرم سبھا میں غور ہوکر پھر راجدھانی کی مکھ سبھا میں سے گزر کرکہیں اُسپر عملدرآمد ہوتا تھا۔ راج سبھا کے بارے میں منو جی فرماتے ہیں۔

मौलान्शास्त्रविदः शूरान्लब्धलक्षान्कुलोदगतान् ।
सन्दिवान्सप्त चाष्टौ वा प्रकुर्वीत परीक्षितान ॥१॥
अपियत्सुकरं कर्मतदप्येकेन दुष्करं ।
विशेषतोऽसहायेन किन्तु राज्यं महोदयं ॥२॥
तैः सार्द्धं चिन्तयेन्नित्यं सामान्यं सन्धिविग्रहं ।
स्थानं समुदयं गुप्तिं लब्धप्रशमनानि च ॥३॥
तेषां स्वं स्वमभिप्रायमुपलभ्य पृथक पृथक् ।
समस्तानां च कार्येषु विदध्याद्धितमात्मना ॥४॥

(دیکھو منوسمرتی ادھیای ۷ شلوک ۵۴ لغایت ۵۷)

"اپنے راج اور دیش میں پیدا ہوئے - وید شاستروں کے جاننے والے بہادر مضمون رس خاندانی آزمودہ - سات یا آٹھ دھارمک عقلمند منتری (وزیر) راجا کو مقرر کرنی چاہیئے - ۱
"کیونکہ مدد کے لئے معمولی کام بھی ایک کے لئے کرنا مشکل ہو جاتا ہے - پھر بڑا بھاری راج کا کام ایک سے کیسے ہو سکتا ہے؟ اسلئے ایک کو راجا بنانا اور اُسی کی عقل پر سارے کام کا مدار عقلمندی نہیں ہے" ۲

"پس میر مجلس راجا کو لازم ہے کہ منتریوں سمیت چھ باتوں پر وچار کرے - دوست اور دشمن میں تمیز - اپنی جگہ موقعہ دشمن کے پامال کرنے کا - حفاظتِ مُلک - اور فتح کئے ہوئے مُلکوں کا امن" ۳ -

"ہر ایک کی بات پر غور کر کے کثرتِ رائے سے جو کچھ اپنے اور دوسروں کی بھلائی کی بات معلوم ہو - وہ فیصلہ کرنا" ۴ -

اِن شلوکوں سے راج سبھا کا بیان ٹھیک ٹھیک معلوم ہوتا ہے - پورانے راجا جنگ کرنے والے سپاہیوں کی پرورش اپنی اولاد کی طرح پر کرتے تھے - اِس لئے اُن سپاہیوں کو جنگ کرنے میں بڑا بھاری حوصلہ ہوتا تھا - اِن اصولوں پر تمام راجا لوگ چلتے تھے اور تمام سامان حرب و حفاظتِ مُلک اور ان کے لئے خزانہ جمع کرنے میں مشغول رہتے تھے منوجی نے لڑائی کی غنیمت کی تقسیم کا ذکر مفصل کیا ہے - اور اُسی ضمن میں جنگ میں قتل ہوئے سپاہیوں کے پس ماندگان کے حقوق بھی جتلائے ہیں - اور کشتری کا دھرم بخوبی بیان کیا ہے -

صرف یہی نہیں بلکہ منوجی نے علم کی حفاظت اور عالموں اور عابدوں کی تواضع وغیرہ کی نسبت بھی بڑی بھاری تاکید راجا کو کی ہے - مہابھاشیہ میں لکھا ہے کہ براہمن کو چھ انگوں سمیت ویدوں کی تعلیم حاصل کرنا چاہیئے - اِن چھ انگوں میں

ویاکرن (صرف و نحو) کہیہ مضمون ہے۔ پانڑنینی بڑے عالم ویاکرن دان ہو گئے ہیں۔ اُنکی جسقدر تعریف کیجاوے۔ اُتنی قدر کم ہے۔ اِن مہاتما نے پانچ کتابیں بنائی ہیں۔ اُنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (۱) شکشا (۲) اُنڑادی گن (۳) دہاتو پاٹھہ (۴) پراتی پادک گن اور (۵) اشٹا دہیائی۔ یہ بات تشخیص کرنے کے لئے کہ پانڑنینی کب ہوئے طرح طرح کی دلیلیں پیش کیجاتی ہیں لیکن اُس بحث سے کچھہ مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتا۔ یہ امر تو مسلمہ ہے کہ پانڑنینی بہت پورانے مُصنّف ہیں۔ پورانے زمانہ میں چودہ ودیاؤں کے پڑہنے کا سلسلہ ہمارے مُلک میں جاری تھا۔ چاروید وں کے نام تو سب جانتے ہی ہیں۔ چار اُپ وید ہیں۔ اِن میں سے پہلا آیور وید ہے۔ اِسپر جو تصانیف کہ چرک اور سُشرت ملتی ہیں۔ اُن کے مُصنّف دہنونتری رشی ہیں۔ اِسبارے میں مفصل بیان ہماری ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سمولاس میں کیا ہے۔ دوسرا دہنروید جسمیں کہ استر اور شستر ودیا کا وچار ہے۔ اِس اُپ وید میں۔ برہم استر۔ پاشوپت استر نارائین استر۔ ورُن استر۔ سموہن استر وغیرہ کا حال لکھا ہے۔ یہ سب استر وید ارتھہ کے وچار کرنے اور چیزوں کے گُن اور ودش جانکر طیار کئے جاتے تھے۔ کشتری لوگوں کو یہ دہنروید بڑی توجہ سے پڑہنا پڑتا تھا۔ یہ کہنا دیوانہ پن ہے کہ صرف منتروں کے بولنے سے شستر اور استر طیار ہوجاتے تھے۔ تیسرا گاندھروو وید جسمیں کہ علم موسیقی کا بیان ہے۔ اُس زمانہ میں نئے فیشن کی شاعری یعنی پد۔ دہرو پد۔ خیال۔ ٹپے۔ لاؤنی وغیرہ نہیں گاتے تھے۔ پراچین آریہ لوگ وید منتروں کا رسیلہ گائین کرتے تھے۔ چوتھا ارتھہ وید۔ یعنی شلپ شاستر۔ اِس کا وچار یم سمہا۔ وشوکرم سمہتا۔ وغیرہ بہت سی کتابوں میں بہت طرح بیان کیا ہے۔ ایک مزیدار بات اسوقت یاد آئی ہے وہ آپکو سُناتا ہوں۔ ایک انگریزی تعلیم یافتہ ودوان ڈاکٹر ہمکو ملا۔ اُسنے مجھہ سے کہا کہ ہمارے پراچین آریہ لوگوں میں ڈاکٹری اوزار کا کچھہ بھی پرچار نہ تھا۔ او

اُنہیں معلوم نہ تھے۔ تب میں نے ستشرت گرنتھ کا مینتر ادھیاء (جس میں کہ باریک سے باریک اوزار کا ذکر ہے) نکالکر اُسے دکھایا۔ تب اُسکی تسلّی ہوگئی کہ آریہ لوگ طبابت میں بڑے لائق تھے۔ اور اُنہیں اوزاروں کا علم بھی اعلیٰ تھا۔

چھہ وید انگ ہیں (۱) شِکشا۔ (۲) کلپ (۳) ویاکرن۔ (۴) نِروکت (۵) چھند۔ (۶) جیوتش۔ یہ سب ملاکر چودہ وِدیائیں ہوئیں۔

اِن سب کتابوں کا مطالعہ کرنے میں بارہ برس لگتے تھے۔ اِن گرنتھوں کا درڑھ ابھیاس کرنے سے عقل میں اعلیٰ نزاکت پیدا ہوتی تھی۔ زمانہ حال میں کُچھ ایسا پاگل پن کا طریقہ تعلیم جاری ہوا ہے۔ کہ اِن میں سے ایک وِدّیا بھی باوجود بار بار محنت کرنیکے چوبیس برسوں میں بھی نہیں آتی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ صرف طوطا پاٹھ کی گھوکھا گھوکھہ چلتی ہے۔ یہ کسی قدر۔ پاگل پن اور کسی قدر خود غرضی کا نتیجہ ہے۔ اِس قسم کے سلسلہ تعلیم کو بند کرنا چاہئے۔ پُرانے رشیوں نے مھض وِدیا سناتک ہونے کیلئے برمھچاری کے لئے صرف ۱۲ برسوں کی میعاد رکھی ہے۔ اُودّالک رشی کا بیٹا شوِیت کیتو یہ سب وِدیائیں ۱۲ برسوں میں سیکھا تھا۔ ایسی تحریر ملتی ہے۔ اور اگر پُرانے طریقے کے مطابق اسوقت بھی تعلیم دیجاوے تو بارہ برسوں سے زیادہ وقت اِس کام میں نہیں لگتا۔

اب تھوڑا اساد چار چھہ درشنوں کا کیا جاتا ہے۔ پہلا درشن مُصنفہ جیمنی مہاتما شاستر ہے۔ اُنہیں دھرم اور دھرمی کا وچار کیا ہے۔ اور پرتیکش و انومان اُنہیں دو پرمانوں پر اُن کا انحصار ہے۔ دھرم کی تعریف کرتے ہوئے اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ حکم ہی دھرم کا لکشن ہے۔ دوسرا کنادمنی کا ویشیشک درشن ہے۔ اُنہیں درویہ کو دھرمی مانکر گُن وغیرہ کو دھرم قایم کرکے وچار کیا ہے۔ اُنہوں نے بھی دو ہی پرمان مانے ہیں اور چھہ پدارتھوں کا نروپن کیا ہے۔ تیسرا گوتم کا نیایہ شاستر ہے۔ اُنہیں یہ دلیل شروع کرکے کہ دھرمی

کے دھرم اور دھرم کے دھرمی نہیں ہوتا - پرمان اور پرمیہ کا تعلق بتلایا ہے۔ اُور سولہ پدارتھ مانے ہیں - اسپر بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس شاستر میں پرسپر ورودھ (باہمی نقیض) ہے - لیکن ہم نے اچھی طرح وچار کیا ہے تو ہمیں کوئی پرسپر ورودھ معلوم نہیں ہوا - ورودھ شبد کے ارتھ پر وچار کرنا چاہئیے - اگر ایک مضمون میں دوسری متناقض رائے کا اوخال ہو تو اُسے ورودھ کہتے ہیں - لیکن اگر مختلف مضمون کے لحاظ سے مختلف رائے کا اظہار ہو تو اُسے ورودھ نہیں کہتے - یہ چھہ درشن اپنے اپنے مضامین پر چلنے والے ہیں نہ کہ عالمگیر اصولوں پر بطور عالمگیر اصولوں کے وچار کرنیوالے ہیں۔

اوم شانتیہ - شانتیہ شانتیہ

گیارہواں ویاکھیان

اتہاس یعنی تواریخ

گوتم نے حسب ذیل سولہ پدارتھوں کا نروپن کیا ہے - پرمان[1] - پرمیہ[2] - سنشے[3] - پریوجن[4] - درشٹانت[5] - سدھانت[6] - اویو[7] - ترک[8] - نرنے[9] - واد[10] - جلپ[11] - وتنڈا[12] - ہیتو ابھاس[13] - چھل[14] - جاتی[15] - اور نگرہ ستھان[16] - اسکے بعد آٹھ پرمان قایم کرکے انکی پڑتال کی ہے - اور آخر کار چار ہی پرمانوں کے انترگت آٹھوں کو ٹھیرا دیا ہے - ان پرمانوں کے میل سے صلیت کی پڑتال ہو کر سچ اور جھوٹھ کی تمیز ہوتی ہے - آٹھ پرمان حسب ذیل ہیں - پرتکش[1] - انومان[2] - اُپمان[3] - شبد[4] - ایتہیہ[5] - ارتھاپتی[6] - سمبھو[7] - اور ابھاو[8] - انہیں سے پانچواں توچھے

ہیں مبجاتا ہے۔ اور ۶۔۷۔۸ الومان میں غائب ہو جاتے ہیں۔ پرمان اُس کو کہتے ہیں جس سے کہ ٹھیک (ارتھ) مطلب حاصل ہو۔ مطلب کے جانے کا جو مضمون ہے وہ پرمیہ ہے۔ نشچیہ کرنے والا یعنی مطلب حاصل کرنیوالا جو ہے اُسے پرماتا کہتے ہیں۔ اور ارتھ کا وگیان (مفصل علم) جو پیدا ہوتا ہے۔ اُسے پرمتی کہتے ہیں۔ پرتیکش گیان کو الومان کی مدد کی بڑی بھاری ضرورت رہتی ہے۔ مثلاً اگر ایک چیز کا اگلا حصہ دیکھیں تو ہم کو اُس چیز کی کُل شکل سمجھ پڑتی ہے۔ گو ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس چیز کے پچھلے حصہ کا واقعی گیان نہیں ہے۔ پھر بھی اگلے حصہ کے ایک دیشی گیان سے کُل حصوں کا الومان ہو جاتا ہے۔ بعض شنکا کیا کرتے ہیں کہ پرمان پہلے یا پرمیہ پہلے۔ جواب یہ ہے کہ دونوں ایک وقت ہوتے ہیں۔ اِسپر اگر یہ اعتراض اُٹھایا جاوے کہ دو چیزوں کا گیان ایک دفعہ جسمیں پیدا نہ ہو یہی من کی پہچان ہے۔ پھر اسمیں ایک ہی وقت پرمان اور پرمیہ کا گیان کیونکر ہو سکتا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض پرمان اور پرمیہ پر قائم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دوسرے کے گیان میں جو پرمان ہوتا ہے وہی اپنے گیان میں پرمیہ ہوتا ہے۔ اس طرح پر پرمیہ اور پرمان کا گیان ایک ہی وقت ہو جاتا ہے۔ واضح طور پر سمجھانے کے لئے اسکی مثالیں دی جاتی ہیں۔ چراغ کی طرف دیکھو تو وہ دوسری چیز کا پرمان (یعنی دکھانیوالا) اور خود وہ پرمیہ ہے۔ لیکن دونوں باتیں ایک ہی وقت میں ہیں۔ سورج سے روشنی ہوتی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ سب چیزیں پہلے ہی سے دکھائی دینے لگ جاویں۔ اور پرمیہ جو سورج ہے وہ پیچھے دکھائی دیوے۔ دونوں ایک دم دکھائی دیتے ہیں۔

اب گتوتم کے اصول کے مطابق ہر ایک ہستی دھرمی ہے۔ اور ہر ایک صفت دھرم ہے۔ گتوتم رشی نے شاستر دل پر وچار کرنیوالے ہم نئے لوگوں پر بڑا احسان

کیا ہے۔ زمانۂ حال میں ایک طرح کا واک چھل (لفظی دھوکہ) مچ رہا ہے۔ اِس واک چھل کی تعریف گئوتم نے عُمدہ طور پر کی ہے۔

अविशेषाभि हितेर्थेन वक्तुभि सायादर्थान्तर कल्पना वाक् छलम् ॥

(دیکھو گئوتم کا نیائے شاستر ادھیائے اول - آہنک دل سوتر ۵۲)

اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے بولنے والے کے مطلب کے برخلاف سمجھنا واک چھل ہے) اِسکی تمثیل کسی نے کہا ہے۔

नव कंवलोयं मारा वक: ॥

اِس جملہ میں جو لفظ नव ہے۔ اُس کے دو معنی ہیں۔ ایک نیا اور دوسرا نو ۹ اِن میں اپنے مطلب کے موافق بولنے والے کے مطلب کے برخلاف جو معنے لئے جاویں وہ واک چھل کہا دیگا۔ معمولی طور پر नव کے معنی نیا مستعمل ہوتے ہیں اس لئے نو ۹ کے معنی اغلب نہیں ہیں۔ گئوتم رشی نے جاتی (یعنی جنس) ویکتی (یعنی شخصیت) اور آکرتی اِن کا عُمدہ طور سے وچار کیا ہے۔ جاتی کا لکشن کیا ہی کہ

समान प्रसवात्मिका जाति: ॥

(دیکھو گئوتم کا نیائے شاستر ادھیائے اول - آہنک اول سوتر ۵۹)

اِس تعریف کے مطابق جاتی شبد کا استعمال اِس طرح پر ہونا چاہیے۔ کُرنشیہ جاتی پشو (حیوان) جاتی وغیرہ۔ حال میں جو جاتی کے معنی اقسام کے کرکے ایک ہی جنس کی قسموں پر جو اُس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اُسکو گوتم کے سوتر سے کوئی مدد نہیں ملتی۔

شروتن۔ منن اور ندھی دھیاسن کا وچار یوگ شاستر میں کیا ہی ہیمانسا شاستر میں دھرم اور دھرمی کے لکشن کہے ہیں۔ کنادرشی کے ویشیشک شاستر

میں دربیہ اور گُن کا ٹھیک وچار کیا ہے۔ گئوتم کے شاستر میں یہ بیان کیا ہے کہ
پرمان اور پرمیہ پر کئونکر وچار کرنا چاہئے۔ اِن تینوں میمانسا۔ ویشیشک اور
نیائے) شاستروں نے گویا شرون اور منن کے سادھن کا ہی طریقہ بتلایا ہے۔ اب
شرون اور منن کے آگے ایک سیڑھی ہے۔ یعنی ساکشات کار کرنا۔ اِس بارے میں
یوگ شاستر نے نشانہ لگایا ہے۔ یوگ شاستر میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ چت کی
برتیوں کو نرودھ کرنے اور اَوِدیا کی نورتی سے گیان بڑھتا ہے۔ لیکن وہ نورتی
کس قسم کی ہونی چاہئے؟ اِس پر وچار نے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ سب بیرونی چیزوں
کا گیان ہوتے ہوئے بھی من باہر کھنچا ہوا نہ رہے۔ بیرونی گیان کی موجودگی میں
انترمکھ ہوکر سِتھر رہنا اِسی کا نام نورتی ہے۔ مثلاً کوئی ایک ندی کا بہاؤ بند
کر دیوے تو پانی پورے طور پر بھر جاتا ہے۔ اِسی طرح بیرونی وشیوں سے چت
کو ہٹا کر خود بخود استقلال پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ یوگ شاستر کا سدّھانت ہے
صرف بیرونی وشیوں کا گیان کر لینا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ مطلب ہے بیرونی
وشیوؤں میں پھنسا نہ رہے۔ یوگ شاستر میں کہا ہے۔ کہ ایکانت جگہ (گوشہ)
میں بیٹھ کر سمادھی لگانا چاہئے۔ وجہ یہ ہے کہ ایکانت میں بیٹھنے سے چت نورت
ہوتا ہے لیکن ہر وقت ایکانت میں ہی رہنا بھی اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ محض گوشہ
نشینی سے گیان حاصل نہیں ہوتا۔ ست سنگ سے ہی گیان حاصل ہوتا ہے۔ یوگ شاستر
کی کوشش ایشور کے ساکشات کرنے پر ہے۔

तदा द्रष्टुः स्वरूपेऽवस्थानम् ॥

(دیکھو یوگ شاستر پاد اول سوتر ۳)

یہیں درشٹا سے مراد ایشور ہے۔ یوگی وبھوتی کو سِدّھ کرتا ہے۔ یہ یوگ شاستر میں

لکھا ہے - انڑیما وغیرہ وبھوتیاں ہیں (مفصل لوگ شاستر میں دیکھنا چاہئے)
یہ کُل دھرم (انڑیما وغیرہ صفتیں) یوگی کے چت میں پیدا ہوتے ہیں - دُنیا دار لوگ
جو یہ مانتے ہیں کہ یہ دھرم یوگی کے جسم میں پیدا ہوتے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے - انڑیما
کے معنی یہ ہیں کہ لطیف سے لطیف چیز کی نسبت بھی زیادہ تر لطیف ہوکر اُس چیز
کو اپنے والا ہوتا ہے - اِسی طرح بڑے سے بڑے پدارتھ کی نسبت بھی زیادہ تر بڑا
ہوکر یوگی کا من جو اُس کے گیان کو گھیر لیتا ہے - اُسے گریما کہتے ہیں - یہ من
کے دھرم ہیں جسم میں انکی طاقت نہیں ہے - اس طرح پر شردن - من اور ندہی
دھیان ساکنات کا - ہوجانے سے بے عیب صاف گیان حاصل ہوتا ہے - چنانچہ
مہرشی پتنجلی جی فرماتے ہیں -

तत्रध्यान जं ज्ञानं निरामयं ॥ तत्रऋतंभरापज्ञः ॥

اب یوگ کے آٹھ انگ کہے گئے ہیں - یم - نیم - آسن - پرانایام - پرتیہار
دھارنا - دھیان - اور سمادھی - یم پانچ ہیں - یعنی اہنسا - ستیہ - استیہ - برہمچریہ
اور اپری گرہ - اِنکی اور نیموں کی تشریح پہلے بخوبی کیجا چکی ہے -

स्थिरसुखमासनं ॥

یہ آسن کا لکشن کہا ہے - جب آسن وہی ہے جس میں کہ سُکھ سے بیٹھ کر ایشور سے
یوگ ہو سکے تو پھر نئے لوگوں کا یہ کہنا کہ چوراسی آسنوں والا بھان متی کا تماشہ
ٹھیک ہے کیسے مان لیا جاوے - اسی طرح پر پرانایام کے بارے میں بھی تماشہ بن
رہا ہے - پرانایام کی ٹھیک تعریف پہلے ہی بیان کرچکے ہیں - ناک اور مُنہ باندھ کر
پران کا اوردھن کرنے سے کُمبھک ہوتا تو جو لوگ کہ پھانسی پر چڑھتے ہیں انہیں
کو کُمبھک کا ٹھیک سادھن سمجھنا چاہئے - اصل سوروپ کمبھک کا یہ ہے کہ ہوا کو باہر
کی باہر روک رکھنا - باہر نکالتے ہیں زیادہ کوشش کرنے سے ریچک ہوتا ہے - اندر

کے اندر پران رکھنے سے یوگ ہوتا ہے۔ یہ پرانایام کی قسمیں ہیں۔ ان ٹھیک تعریفوں کو ایک کنارے رکھ کر ہٹھ یوگ کا طریقہ بہت اول رہا ہے۔ اُن کا تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔

ہٹھ یوگ میں وستی वस्ति اُسے کہتے ہیں کہ مقعد کے راستہ سے پانی چڑھا کر صفائی کرنا۔ ٹکٹکی لگا کر اس طرح پر دیکھنے کو کہ جیسں پلک نہ جھپکے تاٹک नाटक کہتے ہیں۔ ناک میں سے سوت ڈالکر منہ سے نکالنے کو نیتی नेति کہتے ہیں۔ ململ کا چار انگل چوڑا اور ۱۶ سے لے کر ۲۰ ہاتھ تک لمبا کپڑا منہ کے راستے پیٹ میں ڈالکر پھر واپس باہر نکال لینے کو دھوتی کہتے ہیں۔ یہ بازیگری کے کھیل ہیں۔ ان سے کب فرصت پاکر یوگ سادھن کر سکتے ہوں گے۔ یہ ہٹھ والے ہی جانیں۔ ان کاموں میں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

اب پرانایام کا وچار کیا جاتا ہے۔ پران بمعنی ہوا (سانس) اور آیام بمعنی لمبا (استقلال) سانس کی لمبائی یا استقلال کو پرانایام کہتے ہیں۔ پرانایام کا مطلب یہ ہے کہ بہت دیر تک سانس کو روکا جاوے۔ اسوقت اسکی کیفیت جیسے خیالات کہ مادہ پرست لوگوں کے ہیں وے آپ لوگوں پر روشن ہی ہیں۔ ایسے مدت تک سانسوں کے رکنے سے چت ایکاگر ہو جاتا ہے۔ پرانایام کا اصلی فائدہ یہ ہے کہ اگر یوگ شاستر کے اصولوں کے مطابق کو اندر اور باہر چھوڑا جاوے تو صحت جسمانی میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ ایشور میں لو لگانے کو پرتیہار کہتے ہیں۔ خاص خاص جگہوں میں چت کو ٹھہر کرنے کا نام دھارنا ہے۔ آتما من اور اندریوں کو کسی چیز میں لگا کر اُس چیز پر من کرنیکا نام دھیان ہے۔ اور ایشور میں محو ہونے کا نام سمادھی ہے۔ جب دھارنا۔ دھیان اور سمادھی تینوں اکٹھی ہو جاویں تو اُسے سنیم کہتے ہیں۔ اسطرح پر پتنجلی منی نے اُپاسنا کا سلسلہ بتلایا ہے۔ اور مکتی (نجات) تک کے تمام سادھنوں کا ٹھیک بیان کر دیا ہے

پرمیشور میں چت کے لگانے کی ہدایت کرتے ہوئے کہیں بھی یہ نہیں بتلایا گیا کہ مورتی پوجا بھی کوئی سادھن ہے۔ اس یئے اپاسنا کے بیان میں کہیں بھی مورتی پوجا کو سہارا نہیں ملتا۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ سانکھیہ شاستر کی پرورتی کیسے ہوئی۔ سانکھیہ شاستر کی بنیاد محض پدارتھوں کی گنتی کرنے کے واسطے ہے۔ سانکھیہ کے مصنف (کپل دیو) فرماتے ہیں۔

नवयं षट पदार्थ वादिनो वैशेषकादि वत ॥

"میں ویشیشک وغیرہ کیطرح چھہ پدارتھوں کو ماننے والا نہیں ہوں"

اور پھر بہت سی بحث کے بعد یہ ثابت کرتے ہیں کہ اوستو کا ابھاو سے ودیک ہوتا ہے

اب اسپر یہ سوال قایم ہوتا ہی کہ یہ سانکھیہ کی دوسرے شاستروں کے ساتھہ مخالفت نہیں تو کیا ہے۔ لیکن یہ مخالفت صرف بیرونی نظر سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ شاستر والے اپنے خاص مضمون کی عقدہ کشائی کے لئے بعض اوقات باتیں فرض کرتے ہیں انت میں سانکھیہ کا مصنف اسی نتیجہ پر پہونچتا ہے۔ جو کہ دیگر شاستر کاروں کا سدّھانت ہے۔ کیونکہ سانکھیہ کا مصنف اودیک کی تصویر کھینچتا ہے۔ اور گیان۔ اودیا۔ بھرم اور اودیک سب ایک ہی معنی میں آتے ہیں۔

دوسرے ملکوں کے نئے عالم لوگ تتو तत्व شبد کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ جو غیر مرکب یعنی مفرد ہو۔ اور اس طرح پر آریہ شاستر کاروں کے پانچ تتو (یعنی پرتھوی۔ جل اگنی۔ وائیو۔ آکاش) ماننے پر اعتراضات اٹھاتے ہیں۔ لیکن یہ دوش ہرگز نہیں آسکتا۔ کیونکہ گندھ۔ رس۔ روپ۔ سپرش۔ اور شبد۔ ان پانچوں صفتوں کے موصوفوں کو جدے جدے نام دئے گئے ہیں۔ اور وہی پانچ مہابھوت کہلاتے ہیں۔ سانکھیہ شاستر میں پچیس پدارتھوں کا نروپن کیا ہے۔ جو مفصل اس شاستر کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

یاسک آچاریہ نے النکار شاستر تصنیف کئے ہیں جنپر کہ والیائن نے بہاشیہ کئے ہیں (یعنی تفسیریں لکھی ہیں) اس آرش گرنتھ میں گندے اور ادھرم کی طرفیں پر شہوت کے بڑہانے والے رس بالکل نہیں ہیں۔ اِن کا مقابلہ نئے النکاروں گرنتھوں کے ساتھ کیجئے۔ جن میں کہ گندہ پن اور جھوٹے سرنگار رس بھرے پڑے ہیں مثلاً

नालिंगंता प्रेम भरेणनारी हृदयागतं तस्वनरस्य जीवितं ॥

(یعنی جس مرد نے کہ پریم میں مست ہوکر عورت کو گلے نہیں لپٹایا۔ اُسکی زندگی بیفایدہ ہے)

اور پھر اس قسم کے بیہودہ ہنگے النکار ہیں مثلاً "ہے عورت! تیرا مُنہ چندرمان کے سمان ہے۔ وغیرہ" بھلا اس قسم کے گندے النکار بھی پتی برت دھرم یا برھمچریہ آشرم کی بیوستھا کو قایم رہنے دیں گے۔؟

چھٹا درشن ویدانت (اُتر میمانسا) ہے۔ جسکے مصنف کہ دیاس جی ہیں۔ اُنہوں نے برھم کو کارن (سبب) بتلاکر جگت کو کاریہ (نتیجہ) قائم کیا ہے۔ اور کاریہ اور کارن اِن دونوں پدارتھوں کی پڑتال کی ہے۔ ویاس جی نے سرشٹی کا بیان کیا ہے۔ مختلف شاستروں میں مختلف اقسام کے پرلئے بیان کئے گئے ہیں یعنی ویشیشک میں پانچکی حالت تک گوتم نے پرمانوؤں (ذرّوں) تک سانکھیہ کے مصنف نے پرکرتی تک بیان کئے ہیں لیکن ویدانت میں آخری پرلے یعنی مہا پرلے کا بیان کیا گیا ہے۔ اِس مہا پرلے میں پرماتما اور اُس کا سامرتھ ہی قایم رہتا ہے۔ اسطرح پر دوربین عقل سے دیکھا جاوے تو ہر چھ شاستر اپنے اپنے مضمون کے لحاظ سے بیان کرتے ہیں۔ اُن میں اختلاف کسی طرح کا بھی نہیں ہے۔ اب مورتی پوجا (بُت پرستی) پر پھر کسی قدر وچار کیا جاتا ہے۔

پارشکر اور آشو الائن گریہ سوتروں میں مورتی پوجا کا نام بھی نہیں ہے۔ مانو کلپ سوتر میں بھی مورتی پوجا کا بیان نہیں ہے۔ اِن گرنتھوں پر پرِی شِشٹ[8] परिशिष्ट رچے گئے ہیں۔ اُنمیں شاید مورتی پوجا ہووے۔ عالم لوگ جانتے ہیں کہ مورتی پوجا کی ضرورت بالکل نہیں ہے۔ اور نہ ہی پُرانے گرنتھوں سے اُسکی تائید ہوتی ہے پھر اب پھر راجوں کے اِتہاس کا کچھ بیان شروع ہوتا ہے۔ راجہ شنتنو نے ستیہ وتی سے بیاہ کیا۔ اُس سے دو بیٹے۔ چترانگد اور وچتر ویرج پیدا ہوئے۔ اِس کے بعد بھیشم پتامہ کاشی کے راجہ سے تین کنیائیں (لڑکیاں) لایا۔ اُنمیں سے امبا کا بیاہ شالو سے ہوا۔ اور امبکا اور امبالیکا دونوں نے چترانگد اور وچتر ویرج کے ساتھ بیاہ کیا۔ یہ سب لاولد رہے۔ تب ویاس کے ساتھ نیوگ ہونے سے پانڈو۔ دھرتراشٹر۔ اور داسی (لونڈی) کا لڑکا وِدُر پیدا ہوئے۔ پانڈو نے دو عورتوں کے ساتھ بیاہ کیا۔ اُن کے نام کُنتی اور مادری تھے۔ مادری ایران کے راجہ کی لڑکی تھی۔ دھرتراشٹر کی عورت گاندھاری قندھار کی رہنے والی تھی۔ اُسکا بھائی شکنی۔ کابل قندھار کا راجہ تھا۔ وہ دُریودھن کے ساتھ ہستناپور میں رہتا تھا۔ کُنتی اور مادری دونوں نے اولاد کے لئے نیوگ کیا تھا۔ اُن سے دھرم (یدھشٹر) بھیم۔ اور ارجن پیدا ہوئے۔ اور اِسی طرح پراشونی کمار سے نیوگ کرنے پر نکل اور سہدیو دونوں پیدا ہوئے۔ جنمیں اندر۔ وایو۔ انسانوں کے نام سمجھنا

8 اِسوقت کے نئے مورتی پوجکوں کا قاعدہ ہے کہ اُن کا جو سِدّھانت کہ پُرانے اصل گرنتھوں میں نہیں ملتا۔ اُسے پرِی شِشٹ کے طور پر لکھدیتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اصل میں دوسرے گرنتھوں سے مضمون ڈالا جاتا ہے۔ اِس طرح پر بعض لوگوں نے وید منتروں کے اندر بھاگوت وغیرہ پورانوں تک کی شلوک گھسیڑ کر اُن کا نام پرِی شِشٹ رکھدیا ہے۔ لیکن یہ ڈاکہ زنی سے بھی بڑھکر کام ہے ۔۔

چاہیئے ورنہ صاف ظاہر ہے کہ ہوا کی صحبت سے اولاد پیدا نہیں ہو سکتی - نیز یہ کہنا
بھی غیر اغلب ہے کہ دھرتراشٹر کے یہاں ایک ہی حمل سے سو بیٹے پیدا ہوئے۔
اِن سب پُرانے آریہ لوگوں میں سوئمبر ہوتا تھا (یعنی لڑکی خود اپنا ور پسند کرتی
تھی) زمانہ حال کے مطابق بکری بیاہ یا حیوانی بیاہ نہیں ہوتا تھا - مارواڑی لوگوں
نے اِسپر اور بھی حاشیہ چڑھا دیا ہے - وے لڑکی لڑکے کا اُسی وقت ناطہ کر دیتے
ہیں جبکہ دونوں حمل میں ہی ہوتے ہیں - یہ کیسی فضیحتے کی بات ہے - بیاہ کے موقعہ
پر دھرم - ارتھ اور کام کے باہمی حصول کے لئے وعدہ ہوتا ہے - وہ وعدہ بڑا کھائی
کے کیسے پورا ہو سکتا ہے - پورانے آریوں میں یہ پختہ قاعدہ تھا کہ ہر ایک انسان
ویدوں کا ابھیاس کرے - جب تک کہ علم کے زیور سے آراستہ نہیں ہوتے تھے -
تب تک مرد اور عورت کو بیاہ کرنیکی اجازت راج سبھا سے نہیں ملتی تھی -
جنمیجے کے راج تک چاروں ورنوں کا باہمی برتاؤ ہوتا تھا - اور ساماجک نیم (مجلسی
قواعد) راج سبھا اور ودیا سبھا کے انتظام میں چلتے تھے - یہ امر کہ چاروں ورنوں
کا باہمی برتاؤ کیسا تھا آپ لوگوں کو مہابھارت کے راج سویہ پرب اور اشومیدھ
پرب کے دیکھنے سے معلوم ہو جاویگا - منو جی نے فرمایا ہے کہ پُرانے زمانہ میں
عورتوں اور مردوں کے حقوق برابر تھے - اِسوقت تو سب انتظام ہی اُلٹا ہو گیا
ہے - اب گھاس کا تنکا توڑنے میں دیر لگتی ہے - لیکن ہمارے دھرم ٹوٹنے میں
دیر نہیں لگتی - چوٹی میں گانٹھ نہ لگی تو دھرم گیا - انگرکھا (انگہ) لمبا پہنا گیا
تو دھرم رفو چکر ہوا - کھانے پینے میں تو بڑا بھاری بکھیڑا کھڑا ہو گیا ہے - اِن
کھانے پینے کی بندشوں نے جنگجو قوموں کو بھی بُزدل بنا دیا - اور چوکا لگا کر بیٹھے
بیٹھے اپنی ساری فضیلت پر چوکا پھر گیا - پورانے زمانہ میں سب کشتری راجے اور
براہمن رشی وغیرہ ایک ہی جماعت و قطار میں بیٹھ کر بھوجن کیا کرتے تھے - زمانہ حال میں

اس قسم کا قاعدہ سکھوں میں رنجیت سنگھ کے وقت تک تھا۔ بیہودہ رسوم اور نامعقول دستور العمل سے کبھی بھی زندگی کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ براہمن لوگ چوکا کے گرد پردہ تو لٹکا دیتے ہیں لیکن کیا اس پردے سے ہینگ شکر وغیرہ نہ دھوئی ہوئی چیزوں کی خرابی دور ہو جاتی ہے؟ اگر یہہ کہو کہ صرف دیکھی کا ہی دوش ہوتا ہے تو جو چیز دکھلائی نہ دے کیا اس کا دوش نہیں ہے۔ کیا غلطی سے اگر بھانگ کھالی جاوے تو نشہ نہ کریگی؟ بڑی بڑی برادریوں کے اندر بہت سی فرقہ بندیوں کی وجہ سے برادریوں کے متعلق خرچ بہت زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔ خواہ کوئی مرے خواہ کسی کا بیاہ ہو۔ گجرات دیش میں دونوں موقعوں پر برادری کو کھلانا پڑتا ہے۔ ایسا خرچ کس کام آوے گا۔ ایک کا مرنا اور ہوکھنڈوں کا پیٹ بھرنا۔ متوفی کے نزدیکیوں کا پشتوں کے لئے قرض میں ڈوبنا اس سے بڑھکر دیوانہ پن اور کیا ہوسکتا ہے۔ ان برادریوں کے جھگڑوں اور دیگر وجوہات سے جنگ میں کیسی کیسی رکاوٹیں سد راہ ہوتی ہیں! ایک بات کہتا ہوں۔ سننے کے لائق ہے۔ پنجاب کے راجہ رنجیت سنگھ کا ھری سنگھ (نلوا) نامی ایک سردار تھا۔ اسنے کابل قندھار پر چڑھائی کی۔ اور ان پر فتح پاکر قیام کیا مسلمانوں نے یہ سمجھکر کہ ہندو دشمن ہیں۔ ان کا سامان جو آرہا تھا۔ اسے راستہ میں روک دیا۔ دوپہر کے وقت تک جب کچھ نہ ملا تو ھری سنگھ کے سپاہی بھوکھ سے تنگ آکر گھبرا گئے۔ اور سب ملکر ہری سنگھ کے پاس گئے۔ اس وقت ہری سنگھ نے (مسلمانوں کے جواب میں) الٹی تدبیر نکالی۔ اور سپاہیوں کو کہا کہ مسلمانوں کا کل کھانا جمع کرو۔ یہ حکم پاکر سکھوں کی فوج نے دھاوا کر دیا اور کھانا کہ مسلمان لوگوں نے اپنے لئے طیار کیا تھا۔ وہ سب لوٹ لائے اور اس کا ہری سنگھ کے روبرو ڈھیر لگا دیا۔ پھر ہری سنگھ نے کہا کہ سؤر کا ایک دانت لے آؤ۔

سے دانت لے آئے۔ وہ سؤر کا دانت ہری سنگھ نے اُس کھانے کے ڈھیر کی چاروں طرف پھیر دیا۔ اور سپاہیوں کو کہا اب یہ سارا انّ شُدھ* ہو گیا۔ اب اس کے کھانے میں ہندوؤں کو ذرا بھی دوش نہیں ہے۔ ایسا کہہ کر آپ بھوجن کیا جس پر سب سپاہیوں نے پیٹ بھر کر اپنی تکلیف کو دور کیا۔ سامعین! کیا جو سے کی بکھیڑے میں تم اپنا دھرم قائم رکھ سکتے ہو۔ اس پر وچار کرو ؞

اوم شانتیہ شانتیہ شانتیہ

باہواں ویاکھیان

اِتہاس یعنی تواریخ

گزشتہ ویاکھیانوں میں آریہ لوگوں کا اِتہاس مہاراجہ سگر، انگد اور چندرگپت تک پہونچایا گیا تھا۔ پُرانے آریہ لوگوں میں بہت عرصہ تک برہمچریہ پالن کرنا پڑا کرتا تھا چھوٹی عمر کے بیاہ کا نام و نشان نہ تھا۔ کیونکہ پورانی ہر ایک تحریر میں سوئمبر کا ہی ذکر آتا ہے۔ ودھوا بواہ (شادی بیوگان) کا رواج صرف شودروں میں تھا اور

* اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ سؤر کا دانت مسلمان کے کھانے کو شدھ کر دیتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح پر کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کی ضعیف الاعتقادی سے فائدہ اٹھا کر انہیں تنگ کرنا چاہا۔ اسی طرح پر اسی ضعیف الاعتقادی کی برکت سے ہری سنگھ نے انہیں شکست دی۔

تین اعلیٰ ورنوں (یعنی براہمن کشتری اور ویشیہ) میں نیوگ کا رواج تھا۔ بدھوا
بواہ کی مخالفت جو لوگ کرتے ہیں اُنکی تردید کرنا میرا کام نہیں ہے (کیونکہ میں
خود اول ۳ ورنوں کے لئے بدھوا بواہ کو ممنوع سمجھتا ہوں) لیکن اسقدر کہنا ضروری
ہے کہ ایشور کے روبرو مرد اور عورت یکساں ہیں۔ کیونکہ وہ نیائے کاری (منصف)
ہے۔ اُسمیں طرفداری کا نشان تک نہیں ہے۔ جب مردوں کو پھر بواہ کرنیکی اجازت
دیجاوے تو عورتوں کو دوسرے بواہ سے کیوں روکا جاتا ہے۔ پُرانے آریہ لوگ
بھی۔ وچارشیل اور گیانی ہوتے تھے۔ زمانہ حال کے لوگ اناریہ بن گئے ہیں
خواہ کوئی مرد کتنی ہی عورتیں کیوں نہ کرلیوے۔ وہ شاستر کے احکام کے برخلاف
نہیں سمجھا جاتا۔ کیسا اندھیر ہے! کیسی بے انصافی ہے! کیسا ادھرم پھیل رہا ہے!
پُرانے آریہ لوگوں میں گارگی۔ میتریئی وغیرہ کیسی کیسی عالمہ عورتیں تھیں زمانہ
حال میں نئے پنڈت لوگوں نے ایسے شلوک گھڑ لئے ہیں کہ عورت کو حصول علم کا
استحقاق نہیں وہ شودر کے برابر ہے۔ اگر عورتیں عالمہ ہوتیں تو ان کے کہنے کو ایک
نُسنتیں۔ اور ایک گھڑی میں انکی بڑبڑ کی تردید کرکے انکا منہ بند کردیتیں۔ اگر اسوقت
ہمارے اندر بال بواہ (شادی صغر سنی) کا رواج نہ ہوتا تو بدھواؤں کی تعداد میں
بھی کمی ہوتی۔ اور نہ ہی اولاد کشی کا رواج ہوتا۔ نہ ہی اتنی بیماری دکھائی دیتی
پورانے زمانہ میں اگر دولتمند آدمی لاولد ہوتا تو اُسکی دولت کا مالک کرنیکی غرض سے
آریہ سبھا میں وچار ہوکر اولاد نرینہ کے لئے کسی بدھوا عورت سے نیوگ کرنیکی اجازت
دیجاتی تھی۔ اور عموماً بیشمار بدھوائیں برہمچریہ کا برت پالن کرتی تھیں۔ براہمن
کشتری اور ویشیہ ورنوں میں اکثر نیوگ کرکے نرواہ ہوتا تھا۔ یہاں بعض لوگ سوال
کرتے ہیں کہ نیوگ اور پنر بواہ میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پنر بواہ سے
مرد اور عورت کا تعلق جنم بھر کے لئے ہوتا ہے۔ اور جو لڑکے پیدا ہوتے وے دوسرے

بواہ کے خاوند کے سمجھے جاتے ہیں۔ برخلاف اسکے نیوگ کا تعلق صرف ایک یا دو اولاد ہونے تک رہتا ہے۔ اُس کے بعد مرد اور عورت کا بالکل قطع تعلق ہو جاتا ہے۔ وے لڑکے پہلے خاوند کے ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اور سُبھی کا نام چلاتے ہیں۔ آریہ لوگوں میں بدہوا بواہ کی نسبت نیوگ اچھا ہے۔ کیونکہ اگر بدہوا بواہ کی اجازت ملجادے تو بدمعاش عورتیں اپنے خاوندوں کو زہر دینا شروع کر دیویں۔ اور اگر پہلی خاوند کی جائداد لے کر بدہوا عورت دوسرا پتی کر لیوے تو اُسکے اور اُسکے پہلے پتی کے وارثوں کے درمیان بڑا بھاری بکھیڑا کھڑا ہو جاتا ہے۔ جس بدہوا کا بواہ ہوتا ہے۔ وہ شودروں میں شامل ہو جاتی ہے۔

بواہ میں باہمی مرد اور عورت کا یہ اقرار ہوتا ہے کہ دونوں کے من چت وغیرہ ایک ہوں گے۔ اور وے کبھی ایکدوسرے کے برخلاف نہ جاویں گے۔ لڑکپن میں بیاہ ہونے سے بھلا لڑکا لڑکی اِن باتوں کو کیا جان سکتے ہیں۔ اور ایسے ایسے منتروں وغیرہ کا ترجمہ کر کے کوئی سمجھاتا بھی نہیں ہے۔ نئے پنڈت لوگ کہتے ہیں کہ صرف منتر کے سُننے سے بڑا پُن ہوتا ہے۔ خواہ منتر لوینے والا اُس کا مضمون سمجھے یا نہ سمجھے۔ براہمن کو دکھشا دیگئی کہ فوراً سب دھرم سدھ ہو جاتا ہے۔ واہ رے تمہارا مجلسی انتظام! آجکل کا مجلسی انتظام دیکھ کر تو ماننا پڑتا ہے کہ اس سے بدہوا بواہ ہر طرح سے اچھا ہے۔ یہ بات (یعنی اول تین درنوں میں نیوگ اور شودروں میں بدہوا بواہ) پُرانے آریہ لوگوں کے رواج کے برخلاف نہیں ہے۔ اسکی تائید میں رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۰ کا منتر ۲ دیکھنے کے لائق ہے۔ پُرانے زمانہ میں گرہستی لوگ اپنی عورتوں کو ساتھ رکھا کرتے تھے۔ اسی کے متعلق اُس منتر میں بیان کیا گیا ہے۔ بعض پنڈت اس منتر میں لفظ دیور کے معنی خاوند کے چھوٹے بھائی کے کرتے ہیں۔ یہ غلط ارتھ ہے۔ نروکت میں دیور دوسرے خاوند کا نام بتلایا ہے۔ اسی ضمن میں رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۸ کا منتر ۸ بھی ملاحظہ طلب ہے۔

اِس کے متعلق ایک بات اور کہنے کے لائق ہے۔ بعض حالتوں میں خاوند کی زندگی

ہیں بھی نیوگ کی اجازت ملتی تھی۔ اور عورت کو کل دس خاوندوں تک نیوگ کرنیکی اجازت تھی۔ اِسمیں رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ کے منتر ۴۵ کا حوالہ ہے۔ رگوید کے اسی منڈل کے اسی سوکت کے منتر ۴۵ کے بھی آج کل کے پنڈت من مانے ارتھ کرتے ہیں۔ وہ ماننے کے لائق نہیں ہے۔

(तद्धित) (تدّہت) میں لکھا ہے۔

एकादश पूर्णां धे ॥

عورت کا ہمجنس پتی ہے۔ اندر سے مراد وہی ہے۔ ورنہ اندر دیوتا ہوا وغیرہ غیر جنس کا جوڑ لگا کر صرف معنی ہی بگڑ جاتے ہیں۔ پھر منوجی نے بھی نیوگ کی اجازت دی ہے۔ پورانے آریہ لوگوں میں خاوند کی زندگی میں بھی نیوگ ہوتا تھا۔ اسکی تائید میں مہابھارت میں لکھی ہوئی بہت سی مثالیں پیش کیجا سکتی ہیں۔ ویاس جی بڑے پنڈت اور مہکرد تھے۔ اُنہوں نے چترانگد اور وچتر ویرج اِن دونوں کی بیویوں سے نیوگ کیا۔ اور اُن میں سے ایک کے بطن سے دھرتراشٹر اور دوسرے کے بطن سے پنڈ دو بیٹے پیدا ہوئے۔ اور یہ پہلے ہی بیان ہو چکا ہے۔ کہ پنڈو کی زندگی میں ہی اُسکی عورت نے دوسرے مرد کے ساتھ نیوگ کیا تھا۔ اِس طرح پر نیوگ کا اُس زمانہ میں پرچار تھا۔ اسلئے پُنر بواہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ زمانہ حال میں نیوگ اور پُنر بواہ دونوں کے بند ہونے سے آریہ لوگوں میں جو جو بھرشٹاچار پھیلا ہوا ہے۔ وہ آپ لوگ دیکھ ہی رہے ہیں۔ ہزاروں حمل گرائے جاتے ہیں۔ وہ حمل گرنے سے انیک برہم ہتیا کا پاپ ہوتا ہے۔ سوچو کہ اِس مُلک میں کتنی برہم ہتیا روز ہوتی ہیں! کیا کوئی شمار کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اِن سب پاپوں کا بھار نئے گرے ہوئے آریوں کے سر پر ہے۔ دیکھو! پورانے عمدہ مجلسی اور اخلاقی قواعد کو توڑنے سے ہمارے مُلک کی کیسی درگت ہوگئی ہے۔ وید مارگ کو ایک طرف دھکیل کر نِشٹھی مارگ چمک رہا ہے

مہنتوں اور مہاراجوں کے چاروں طرف عیش و عشرت کے سامان مہیا رہتے ہیں دیوی دواروں مٹھوں اور مندروں میں پاپ کی بھیڑ ہو رہی ہے۔ نہ جانے کتنے حمل گرائے جاتے ہوں گے! یہ پاپ دُراچار اور انرتھ کا سمہ بن رہا ہے۔ جب تک کہ مجلسی قواعد کی نسبت مناسب غور کے سہارے سے نہ چلکرا پادھیا۔ بھکھاری۔ اور شاستری مہاراج کے کہنے کے مطابق لوکا چار کی زبردستی چلیگی۔ اور اندھی پرم پرا کو ہی سچ مانا جاویگا۔ تب تک مُلک کی ترقی کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔ دہرم کے معاملہ میں لوگ پرم پرا کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ لیکن کیا دُنیا داری میں بھی ایسا ہی ہے؟ کیا اگر باپ غریب ہو تو پرم پرا کے دھیان سے بیٹا بھی غریب ہوگا؟ اگر باپ اندھا ہو تو کیا بیٹے کو بھی پرم پرا کی خاطر اپنی آنکھیں پھوڑ لینی چاہیئے؟ زمانہ درمیانی کے پاگل پن کو پرم پرا کا خطاب دینے سے ہمیں باز آنا چاہیئے۔ سچائی اور سچا اپدیش کرنے والے رشیوں کی تصانیف اور ویدوں کا قائم کیا ہوا جو پرم پرا ہے۔ اُسکی پیروی کرنی چاہیئے۔ دھرتراشٹر راجہ سوبھاؤ سے کنجوس تھا۔ اور پنڈو نیک خصلت تھا۔ پنڈو کی ایک رانی مادری ستی ہوگئی تھی۔ ستی ہونے کے لئے وید کی اجازت نہیں ہے لیکن وید برودہ ستی ہونیکی یہ رسم پہلے پہل پانڈو راجا کے وقت سے چلی۔ کورو۔ اور پانڈو دونوں اعلیٰ تعلیم کے حاصل کرنے میں لگ گئے۔ دھرتراشٹر نے اپنے اور پنڈو دونوں کے لڑکوں کو درونا چاریہ اور کرپا چاریہ کے سپرد کر دیا۔ اُس زمانہ میں براہمن آچاریہ قواعد جنگ کے پیشہ ور تھے۔ ارجن نے گرو کے پاس دھنُروِدیا کی بڑی بھاری مشق کی۔ اسی لئے فنِ حرب میں اُسکی لیاقت کی بڑی بھاری شہرت پھیل گئی۔ ارجن کا مقابلہ کرنیوالا صرف کرن ہی تھا۔ لیکن کرن نیچ قوم کے باپ کا بیٹا تھا۔ اسلئے ارجن نے کرن کی توہین کی تھی۔ لیکن اس واقعہ کا فائدہ اُٹھانے کی نیت سے دریودھن نے کرن کو تمام بنگالہ کا راج دیکر اسے کشتری کا ادھکار دیدیا تھا۔ اس طرح بیجا غرور کے ذریعہ

سے اِس راج کُل میں دویش کی آگ بڑھکی۔ اُسی دویش سے اپنے آریہ ورت کی ساری دُردشا ہوئی۔ وہ بیان کرنے کے لائق نہیں ہے۔

اُسی موقعہ پر دھرتراشٹر کے پاس ایک نیچ۔ چھچھورا سٹھوت پرست شاستری کنک نامی تھا۔ اُسنے دھرتراشٹر کے دل میں پانڈوں کی نسبت اُلٹی اُلٹی باتیں جادیں۔ پھر اِس شاستری کی صلاح سے ایک لاکھہ کا گہر بناکر پانڈوں سے چھل کرنیکی صلاح ٹھیرائی گئی۔ راج سبھا کا انتظام تو پہلے سے ہی بگڑتا چلا آتا تھا۔ پھر راج سبھا کی سنجیدگی کہاں رہ سکتی تھی۔ شکنی۔ دُشاسن۔ دُریودھن۔ اور کنک شاستری۔ کی چنڈال چوکڑی جمگئی۔ اِس چنڈال چوکڑی کے مشوروں سے راج کی جیسی حالت ہوئی اور اُس کے خطرناک نتائج۔ یعنی خاندان اور مُلک کی بربادی جیسی ہوئی۔ اُسکا مفصل حال مہابھارت میں بیان کیا ہوا ہے۔

بِدُر کو دُریودھن کی چنڈال چوکڑی کا منصوبہ معلوم تھا۔ لاکھہ کے گہر کا مفصل حال اور اُسکا بھید بِدُر نے یُدہشٹر کو ملک بربر کی زبان میں بتلایا تھا۔ وہ زبان ہم راجا (یُدہشٹر) کو آتی تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اِسی لئے پانڈو لاکھہ کے گہر میں آگ لگائی جانے پر بھی اُس کے خطرناک دُکھہ سے بچ گئے تھے۔

دیکھو بِدُر۔ یُدہشٹر۔ بہیشم وغیرہ کو بہت سی زبانوں سے واقفیت تھی۔ وہ عربی زبان بھی بول سکتے تھے۔ نئے شاستری مہاراجوں سے اگر کہو کہ یونی اور انگلش بہاشا سیکھنے میں کوئی ہرج نہیں تو وے کہتے ہیں کہ

नवदेद् यावनी भाषां प्राणैः कण्ठगतैरपि ।
हस्तिनाताड्यमानोपि नगच्छेज्जैनमन्दिरम् ॥

(پرمان۔ سندھو پران)

یعنی اگر سانس گلے تک آجائے (یعنی جانکدنی کی حالت ہوجاوے) تب بھی

یاونی بھاشا (یعنی مسلمانوں وغیرہ کی زبان) نہیں بولنی چاہیے - اور مست ہاتھی بھی سامنے سے آتا ہو تو جین مندر میں ہرگز پناہ نہ لیوے - اِس شلوک کو شاستری لوگ پیش کرتے ہیں -

ارجن کی مچھہ بیدہ ودّیا میں بڑی شہرت تھی - لیکن یہ بات مت سمجھو کہ ہمارے مُلک میں سے بہادر لائق آدمی ضایع ہو گئے - ہم نے خود راجپوت لوگوں کو مچھہ بیدہ سے بھی زیادہ تر مشکل کام کرتے ہوئے دیکھا ہے -

کرن کو جو تھوڑا اسا دھکارا تھا - اس لئے وہ دروپدی سے چھل کرنے پر امادہ ہوا یہ کہانی سب جانتے ہی ہیں - راج بھا نے یہ قرار دیا کہ راجا یُدھشٹر ہونا چاہیئے لیکن دھرتراشٹر نے ظلم سے چھین لیا تھا - اِس کے بعد جو جو تکالیف کہ پانڈوں کو برداشت کرنی پڑیں - وہ سبکو معلوم ہیں - پھر جب پانڈوں کا عروج ہوا - تب اُنہوں نے راج سویہ یگیہ رچا - مے نامی ایک بڑا کاریگر تھا - اُسنے ایک عجیب و غریب سبھا بنائی - پرانے آریہ لوگوں کی کاریگری کا اِتہاس سُننے کے لائق ہے - اِس راج سویہ یگیہ میں ہزاروں لوگ آئے تھے - کاریگری کی وجہ سے اُس جگہ سخت زمین پر پانی کا شبہ ہوتا تھا - دریودھن نے اُسے سچ مچ کا پانی سمجھ کر چلتے ہوئے اپنے کپڑے اُٹھا کر سمیٹ لئے - اُسے دیکھ کر بھیم سین نے مستی میں آکر بن سے یہ کہہ دیا کہ اندھے کا اندھا ہی پیدا ہوا*- کنک شاستری مہاراج نے حسب عادت بات کا تبنگڑ بنا کر دریودھن کو کھسیانا بنا دیا - اُسوقت ارجن اور کرشن نے دریودھن کو سمجھا بجھا دیا - اُس کے بعد ایک بڑی بھاری دعوت کھانے کی ہوئی - اُس جگہ پرستھی - مُنی - کشتری - راجا - ویشیہ اور شودر سب نے ایک جماعت میں

* دریودھن کا باپ دھرتراشٹر اندھا تھا -

بڑے آنند سے بھوجن کئے۔ اس کے بعد قمار بازی میں یُدہشٹر وغیرہ کو پنیا بن باس اور اگیات[1] باس دیا گیا۔ وراٹ راجا کے شہر میں بستے ہوئے ارجن نے وراٹ راجا کی کنیا اُترا نامی کو ناچنا سکھایا۔ اسطرح پر پورانے زمانہ میں راجاؤں کی لڑکیاں ناچ تک کا علم سیکھتی تھیں۔ چکرورتی راج کا ناش اسوقت تک ہنیں ہوتا جب تک کہ آپسمیں لڑائی نہ ہو۔ یہ حالت اس کورو کُل پر طاری ہو گئی اسوقت آریہ لوگوں میں بدیاں پیدا ہونے لگ گئی تھیں۔ اسکی مثال ایک ہی کافی ہے۔ بہیشم پتامہ جیسے وعدہ وفا اور عالم آدمی نے آزادی سے کوروں اور پانڈوں میں ثالثی کرنے کو جواب دیکر دوسرے کی غلامی قبول کر کے سارے خاندان کی بربادی ہونے دی۔ دیکھئے وہ کیا کہتا ہے۔

अर्थस्य पुरुषोदासो दासस्त्वर्थो न कस्य चित ॥

इति मत्वा महाराज बद्धोस्म्यर्थेन कौरवैः ॥

بہیشم پتامہ جیسے لائق آدمی کا یہ کہنا کہ میں ارتھ یعنی مطلب سے بندھا ہوا کوروؤں کی طرف سے جنگ کرنے لگا ہوں۔ کیسا نفرت کے قابل معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح پر عقل خراب ہونے سے فساد بڑھتا گیا۔ عظیم فساد بڑھنے سے بہیشم۔ درون۔ دریودھن وغیرہ کورد ایک طرف ہوئے اور پانڈو ایک طرف ہوئے۔ اور بڑا بھاری جنگ ہوا۔ اس جنگ میں کرپاچاریہ۔ کرت ورما۔ ساتیہ کی۔ پانڈو۔ اور کرشن۔ یہ پانچوں زندہ بچے تھے۔ اور باقی سب کورد اور پانڈو مارے گئے تھے۔ پورانے آریہ لوگوں کا سب کچھ اس جنگ نے برباد کر دیا۔ اس ساری بربادی کا باعث یہ تھا کہ بیچ لوگوں کے

---

[1] اگیات باس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اگر وقت مقررہ کے اندر پانڈوں کا پتہ کورد لگا لیویں تو اسی قدر عرصہ پھر بن باس میں پانڈوں کو رہنا پڑے +

سپرد صلاح دینے کا کام کیا گیا۔ اسی قسم کے نالائق لوگ اپدیش کرنے لگے۔ جن جگھ
کر شُکنی جیسے کی صلاح سے راج چلنے لگا۔ کنگ شاستری مہاراج دھرم اور ادھرم
کا نرنے کرنے لگے۔ اسجگھ اگر گھر میں فساد ہوکر خاندان برباد ہوگیا تو تعجب کی کونسی
بات ہے۔ اسی طرح پر جس ملک میں محض سچائی کے ابھمان سے لوتھر جیسے ہمسور آدمیوں
نے ہزاروں کے برخلاف ہوتے ہوئے بھی پوپ کے دعوے کے برخلاف اپدیش شروع
کردیا۔ اور اپنی جان تک نیوچھاور کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ اس ملک میں اگر
اینشورج آیا اور اسکی ترقی ہوئی تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس طور پر کورو کل
کا توناش ہوگیا۔ اب کرشن جی دوارکا میں راج کرتے تھے۔ وہاں یادو (علماالعام
جادو) کُل کا بڑا زور تھا۔ اُن میں بھی کم عقلی اور عیاشی کیوجہ سے آپسمیں دشمنی
بڑھ گئی اور خانہ جنگی ہوئی جسمیں کہ ایک ہی مرتبہ سارے یادو کُل کا ناش ہوگیا
دیکھئے سامعین! بدی کا چمتکار! بل دیو شراب پیکر پاگل ہوگیا۔ اور بعد ازاں
ڈوب کر مرگیا۔ ساتیکی سانو سے لڑا۔ اس قسم کی حرکتیں جہاں ہونے لگیں وہاں
سری کرشن سے شریف انسانوں کی بات کون سُنے۔ اُن پورانے آریوں کے بڑے
جنگ کے بعد صرف عورتیں ہی باقی رہ گئی تھیں۔ اُن میں ایک پریکشت نامی چھوکرا
بھی رہگیا تھا۔ وہ بھی پاگل نکلا۔ اُس کے آریہ گرنتھ سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ اسی
وجہ سے اُسکے زمانہ میں پُران کا رواج ہو چلا۔ اُسکے پیچھے دوسرا۔ جنمیجے پاگل ہوا۔
اور اُس کے بعد بجر ناتھ نے راج کیا۔ اتنے عرصہ میں کل شروت کا ناش ہوگیا
راج سبھا۔ دھرم سبھا۔ اور ودیا سبھا۔ تینوں ڈوب گئیں۔ محض ایک راجہ کی
خواہش کے مطابق سب لوگ رہنے لگے۔ نیک چلن عالموں کو جو فرائض اور
ممنوعات کی تمیز کرنے کا حق تھا وہ دور ہوگیا۔ ویاس جیمنی۔ ویشم پاین وغیرہ
مرگئے۔ چکرورتی راج کانٹ چھانٹ ہوکر جگھ بجگھ راجے ہوگئے۔ براہمن لوگوں

میں ودیا کی کمی ہوتی گئی۔ اور غرور بڑھ گیا۔

ब्रह्मवाक्यं जनार्दनं ॥ ब्राह्मणा भूमिदेवा: ॥

(براہمن کا وچن وشنو کا ہی وچن ہے۔ براہمن پرتھوی کے دیوتا ہیں)

اس قسم کی اُلٹی سمجھ لوگوں میں پھیل گئی۔ اس وجہ سے لوگوں کے من حیوانوں کی طرح جڑ ہو گئے۔

पृथिव्यां यानि तीर्थानि तानि तीर्थानि सागरे ।

सागरे यानि तीर्थानि पदे विप्रस्य दक्षिणे ॥

(یعنی کُل تیرتھ براہمنوں کے دہنے پاؤں میں آ گئے) ایسے مطلب سندھ ہو کے جال میں بیچارے بھولے لوگ پھنس گئے۔ پھر اس قسم کی طاقت براہمنوں میں بڑھ چلی۔ انہوں نے سب لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا کر اس قسم کے برت اُپ واس۔ اُدیاپن۔ شرادھ وغیرہ اور مورتی پوجا وغیرہ وید ورودھ کرموں میں لوگوں کو چلانا شروع کیا۔ جس سے کہ اپنی روزی حاصل ہو سکے بصورت مبتلا ہونے کے کھٹ پٹ میں انہوں نے کم عقل لوگوں کو اپنا مرید بنا لیا۔ اور راج کے کاموں میں بھی گھس گئے۔

अविद्वांश्चैव विद्वांश्च ब्राह्मणो दैवतं महत् ।

प्रणीतश्चाप्रणीतश्च यथाग्निर्दैवतं महत् ॥

श्मशानेष्वपि तेजस्वी पावको नैव दुष्यति ।

हूयमानश्च यज्ञेषु भूय एवाभिवर्द्धते ॥

(یعنی آگ وغیرہ کے پرمانوں سے ظاہر کیا ہے کہ براہمن خواہ عالم ہو خواہ جاہل وہ بڑا دیوتا ہی سمجھا جانا چاہیے۔) پُرانی تصانیف میں اس قسم کے مصنوعی شلوک

ڈالکر اور نئی رچنائیں کر کے براہمنوں نے اپنی طاقت بڑھالی - اور اپنا بہت کچھ فائدہ کرلیا - مثلاً حسب ذیل منو کا قول دیکھئے -

एवंयद्यप्यनिष्टेषुवर्तंते सर्वकर्मसु ।
सर्वथा ब्राह्मणाः पूज्याः परमं दैवतंहितत् ॥

اس قسم کے بُرے آچرنوں والے براہمن کی اگر کوئی بُرائی کرتا تو اُسکو برہم دروہی کہہ کر اُسکی ہڈی ہڈی نکال لیتے تھے - چونکہ براہمنوں کو سزا سے مستغنےا کردیا - اسلئے کُل بُرائیاں اُنہیں میں گھر کرگئیں - اور نیکی دن بدن کم ہونے لگی - ریاکاری اور ظلم بڑھ چلا - اس سے جہالت بھی بڑھتی گئی - ایسی دُردشا تک کی جب ہوئی تب غازی پور شہر میں راجا کا لڑکا پیدا ہوا - جو آخرکار بُدھ بنا - اُس نے ویدوں کی مذمت شروع کرکے براہمنوں کے ظلم سے دیگر کُل درنوں کو نجات دلانے کا راستہ نکالا - اُس کے اُپدیش سے ہزاروں لوگ بودھ مذہب کے پیرو ہو گئے - بودھ اور اُس کے بعد جین مذہب کے پھیل جانے سے ایک ایشور کی بھگتی چھوٹ گئی - مورتی پوجا پیدا ہوئی - بودھ اور جین مذاہب میں ایشور نہیں مانتے - وے اُن تیرتھنکروں کی بھگتی کرنا بتلاتے ہیں - جو کہ اچھے لوگ ہوگئے ہیں - اُسی وقت سے بودھوں میں اپنے بڑے آدمیوں کی پتھر کی مورتیاں بناکر رکھنے کا رواج چلا - بودھ لوگ جینیوں کے پارسناتھ - مہابیر وغیرہ چوبیس کو تیرتھنکر کہتے اور انہیں اچھے دیو سمجھتے ہیں - پہلے پارسناتھ وغیرہ کی مورتیاں بناکر جینیوں نے پوجنی شروع کیں - پھر ایک پرماتما کا وید انوکول جو دھرم تھا وہ تو ایک طرف رہا - وید مارگ ہی ڈوب گیا - اسطرح پر اچھے اچھے آدمیوں کے بتوں اور اُنکی تصویروں کی پوجا ہونے لگی - اور اُسی وقت سے مورتی کی ستھاپنا کر کے بتوں کے مندر بنانے شروع ہوئے - اور سب لوگ نکھٹو پن

مندرمیں جاکر مورتی کے درشن کرنے کو سمجھنے لگے۔ جینی لوگ بڑے اُدّمی تھے۔ انہوں نے وید مارگ کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے اُسپر بڑے بڑے اعتراضات جمائے وید میں گندی کہانیاں ہیں۔ وید میں ہنسا ہے۔ وید میں انیک دیوتا مانے ہیں۔ وید میں کشتری وغیرہ جنم سے قایم کرکے طرفداری کی ہے۔ اس اس قسم کے جھوٹے اعتراضات قایم کرکے جینیوں نے جھوٹھے براہمنوں کا کھنڈن کیا۔ انکی بہت سے ورن آشرم وغیرہ کل مجلسی قواعد بگڑ گئے۔ اور ہزاروں پُرانی آریہ کتابیں جلا دی گئیں اس کے بعد گوڑپاد آچاریہ کے مشہور چیلے شنکر آچاریہ جی پیدا ہوئے۔ شنکر آچاریہ وید مارگ اور ورن آشرم وغیرہ کے ماننے والے تھے۔ اُنکی لیاقت اُن کے بنائے ہوئے شاریرک بھاشیہ سے معلوم ہوتی ہے۔ شنکر آچاریہ کے وقت میں جو جو مختلف کھنڈ مت چلے تھے۔ اور جن کا کہ انہوں نے کھنڈن کیا تھا۔ وہ سنکھیا وگ وجے کے حسب ذیل شلوکوں میں درج ہیں۔

शाक्तैः पाशुपतैः पित्तपणकैः कापालिकैर्वैष्णवैः।
शायन्यैरखिलैःखिलैःखलु त्विलदुर्वादिभिर्वैदिकम्॥

اس قسم کا جو شمار کیا ہے۔ اُس سے خیال میں آسکتا ہے۔ کہ شنکر آچاریہ نے کیسی ہمت سے کام کیا۔

اوم شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ

تیرھواں ویاکھیان

اِتہاس یعنی تواریخ

ओ३म् यतो यतः समीहसे ततो नो अभयं कुरु ।
शं नः कुरु प्रजाभ्योऽभयं नः पशुभ्यः ॥

ستو دہنوا نامی جینی راجا اور شنکر آچاریہ کے درمیان مباحثہ ہوا - جس میں اقرار یہ ہوا تھا - کہ اگر شنکر آچاریہ کا مت غلط ثابت ہوا تو اُسے بودھ مذہب قبول کرنا ہوگا - بودھ لوگوں کے پنڈت ویدوں کی مذمت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ ویدوں کے بنانیوالے بھانڈ دھورت اور راکشش ہیں - عجیب دوش ویدوں پر لگاتے تھے - لیکن اگر مہیدھر کی طرح پدارتھ کئے جاویں تو اوپر کہے ہوئے بودھ لوگوں کے اعتراض کو تقویت پہونچتی ہے لفظ गभ کو भग سے بدلکر مہیدھر نے ارتھ کا انرتھ کردیا ہے - شت پتھ براہمن کے راج سمبندھی ارتھوں کو چھوڑکر مہیدھر نے گندے ارتھ کئے ہیں اور اُسی کی پیروی آج کل کے شاستری لوگ کرتے ہیں अश्व (اشو) کے معنی (अग्नि) (آگ) جب حوالہ شت پتھ اگر کئے جاویں - جنہیں کہ مہیدھر نے گندے پن میں گھسیٹا ہے تو بدھ مذہب والوں کے اعتراضات ویدوں پر سے دور ہوجاتے ہیں لیکن اگر ہٹھ سے مہیدھر جیسے بدمعاش ٹیکاکار کی پیروی کیجاوے - تو بودھ لوگوں کے اعتراضات

کیسے دور ہو سکتے ہیں۔ دانا لوگوں کو اسپر وچار کرنا چاہئے۔ چونکہ بھید ہر کیطرح
کے من مانے ارتھ ہونے لگے اِسوجہ سے وید اور ایشور سے بیمکھ نیز تھنگرادیکو ہی بہاد
کو ماننے والے مذاہب پیدا ہو گئے۔ سودھنوا راجا مباحثہ میں ہار گیا۔ اور اُس نے وید مت
کو قبول کیا۔ اِس کے بعد شنکر آچاریہ بدھ گیا[1] میں گئے۔ وہاں کا راجا بدھ مذہب کا پکا
پیرو تھا۔ براہمن کشتری وغیرہ ورنوں کو یہ راجا بالکل نہیں مانتا تھا۔ اُس راجا
کو بھی جیت کر شنکر آچاریہ نے ویدک دھرم کا پیرو بنایا۔ بودھ مت کا اب زوال
شروع ہوا۔ اُسوقت اُسکی شکل بدلکر جین مذہب کا آغاز ہوا۔ جین لوگ صرف دلیل
کو ماننے والے تھے۔ اور چیونٹی۔ کُتّا وغیرہ کی حد سے زیادہ رکشا کرنے والے ہونیکی وجہ
سے انسانی جیو کے بارے میں وے زیادہ دیا (رحم) کا استعمال نہیں کرتے تھے۔ بودھ
اور جین متوں کے پھیلنے سے آریہ کشتری لوگوں کی بہادری کا بہت نقصان ہوا۔ اِسکے
بعد وکرمادتیہ۔ بھرتری۔ بھوج۔ شالی واہن وغیرہ بہت سے راجے ہوئے۔ اُسی
زمانہ میں کالیداس پنڈت پیدا ہوا۔ گوالیار کے بھنڈ نامی شہر میں مصر لوگ رہتے
ہیں۔ اُن کے پاس سنجیونی نامی ایک کتاب ہے۔ اُسمیں مہابھارت کی کتاب کی نسبت
ایسا بیان درج ہے۔ کہ ویاس نے پہلے ہزار شلوک بنائے۔ اُس ہزار کے ویاس کے
چیلوں نے چھ ہزار کر دئے۔ اور اُسکے بعد بھی بیشمار شلوکوں کی بھرتی ہوئی ہے۔ جسوقت
کہ جینی عروج میں تھے۔ اُسوقت تک صرف برہم ویورت پوران۔ وایو پوران وغیرہ
دو تین پوران معلوم تھے۔ آج کل کہنے کو تو صرف اٹھارہ ہی پوران ہیں۔ لیکن یہ نشچے
کرنا مشکل ہے کہ واقعی پوران کتنے ہیں۔ اور اُن میں کیا کیا دھرم گھسیٹا ہے۔ یادنی بہاشا

---

[1] گیا۔ جوکہ آجکل ہندوؤں کا تیرتھ بن رہا ہے۔ پہلے بودھ لوگوں کی متبرک جگہ تھی۔ چنانچہ اب
بعض مورتیاں جنہیں کہ ہندو وہاں پوجتے ہیں۔ بودھ لوگوں کی سمجھی جاتی ہیں ۔۔

نہ ہووے۔ جین مندر میں نہ جاوے۔ اس قسم کے جہالت آب شلوک ہزاروں بن گئے ہیں۔ ہوم کرنیکی جگہیں جن کا نام کہ دیوائتن یا دیوائے تھا اُسے ترک کر دیا۔ لوگ مندروں میں رکھے ہوئے پتھر۔ دہات اور کاٹھہ کے بُتوں کو ڈھونڈھنے لگے۔ جین لوگوں کے دیول کی مورتیوں کو دیکھ کر اُنہی کی پوجا کرنے لگے اور جین کے دیول میں مورتی بٹھاکر بڑے بڑے گپوڑے چھانٹنے لگے۔ اور طرح بطرح کی چالاکیوں سے لوگوں کو مورتیوں کا چمتکار بتلانے لگے۔ لوگ بھی آج کل کی طرح ہوشیار نہیں تھے۔ اسواسطے پوجاریوں کے پھندوں میں پھنسنے لگے۔

सर्वंमगलिगात्मकंजगत ॥

اس قسم کے گندے قول وام مارگیوں (اُلٹے راستے چلنے والوں) نے گھڑ لئے اس کے نمونے دیکھئے۔

सहस्रभगदर्शनान्मुक्तिः ॥ काश्यां तु मरणान्मुक्तिः ॥ हरिस्मरणान्मुक्तिः ॥ अकालमृत्युहरणं सर्वव्याधिविनाशनं ॥

ان نمونوں کے شلوک ظہور میں آئے۔ ان شلوکوں کے پھیلانے والے مطلبی پوجاری ویراگی گوسائیں وغیرہ کا زور بڑھ چلا۔ یہہ کہنے لگے کہ اٹھارہ پوران ستیہ وتی کے لڑکے ویاس نے بنائے ہیں۔ اسطرح پر بناوٹی شلوکوں کا سکال (بہتات) اور گیان کا دُشکال (قحط) پڑ گیا۔ پرتشٹھا مئوکہہ اور پرتشٹھا ہاکر میں منتر کے نمونے دیکھئے۔

इन्द्रियाणी हगच्छन्तु चिरंतिष्ठंतु स्वाहा ।

اس پران پرتشٹھا کے گپوڑے کو آریہ شاستروں سے سہارا کہاں مل سکتا ہے [illegible]

اِس اِس قسم کے نئے اشُدہ اپنے فرضی من گھڑت منتر پورانک زمانہ میں لوگوں نے گھڑ کے ایسی بازیگری رچ لی ہے۔ کہ پران پرتشٹھا سے مورتی میں پوجا کا ادھکار پیدا ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مورتی پوجا جین مذہب والوں سے ہم لوگوں میں گھس آئی ہے۔ اور پوران وغیرہ کی اناچار کو سہارا دینے کے لئے یہہ قاعدہ بنایا گیا ہے۔

اوتار کے متعلق جال بھی پوران میں ہی ملتا ہے۔ ہری ونش میں نرسنگھ اوتار کی کتھا ہے۔ اوتار وغیرہ کتھاؤں اور مورتی پوجا کے پرچار سے لوگوں کے سوچنے کی طاقت دور ہو کر من کا جھکاؤ کرم مارگ کی طرف ہو گیا۔ من مانے برت۔ اُپواس سانیاس وغیرہ لوگ کرتے ہیں۔ ایسے کاموں سے جسمانی طاقت میں کمی اور بیماریوں کی ترقی ہوتی ہے۔ ایسے بُرے کاموں سے کئی طرحوں کے بُرے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اور شَیو۔ وَیشنو۔ بلبھ آچاری۔ اور سادھو بھی طرح طرح کے پنتھ چلا کر آپس کا فساد بڑھتا ہے۔ بلکہ جڑ مورتی کے آگے بال بھوگ رکھنے۔ اُنہیں سُلانے اور راس لیلا کرنے وغیرہ بُرے چال چلن میں پھنسکر ازلی ویدوں کے دھرم کی توہین ہو گئی۔ ہر ایک حصہ مُلک میں پاپ کی ترقی ہوتی گئی۔ اس قسم کا نقصان مورتی پوجا سے ہوا۔ مندروں میں پوجاری لوگ ویسا ہی پرساد دیتے ہیں۔ جیسی کہ اُنہیں وکشا ملتی ہے۔ اسواسطے مندر کیا ہیں سیٹھ لوگوں کی دوکانیں ہیں۔ پوجاری لوگ اپنے فائدہ کے لئے آلسیہ اور جہالت کو بڑھانے والے بہت سے نئے مقولے بنا کر لوگوں کو پھنساتے ہیں۔ بہت سے مقولوں کا اپنے مطلب کے مطابق جوڑ بیل کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ

पठितव्यं तदपि मर्तव्यं दंतकटाकटेति किं कर्तव्यं॥१॥

[illegible]

(۱) پڑھکر پھر بھی جب مر جاتا ہے تو دانت کٹا کٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

(۲) اگر علے الصباح اُٹھ کر شیولنگ کا درشن کرلیوے تو سب پاپ دور ہو جاتے ہیں واہ! کیا پورشارتھ ہے۔ گیان کے بغیر پُرشارتھ کرنے سے راحت کبھی نہیں ہو سکتی مگر جہاں اوپر کہے ہوئے طریقے پر پورشارتھ کی سمجھ ہے۔ تو وہاں بھاگوت جیسے پورانوں کا زور کیوں نہ ہوگا۔ ہ تحصیل علم حقیقی کو ایک طرف ہٹا کر پوران بھی صرف سُننے میں کُل مہاتم لاکر دھر دئے ہیں۔ ہر ایک پوران کے خاتمہ پر اُس کے سُننے کے من مانے فائدے بیان کر دئے ہیں۔

اس طرح پر دھرم بُدھی بگڑ جانے سے لوگ کمزور اور بزدل ہوگئے۔ تب ہی تو ایسے توہمات میں پھنس گئے۔ کہ نو گرہوں سے ہمارا نقصان ہوگا۔ اسی اصول پر سپت جیوتش تیار کر کے اُس کے مطابق نو گرہوں کے جپ کے منتر تیار کر دیئے۔ ان منتروں کی مضامین کا اُن کاموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ جنکو کرتے وقت کہ وہ استعمال کئے جاتے ہیں اس امر پر کبھی بھی کسی نے وچار نہیں کیا۔ تمثیل کے لئے ایک ہی (شنو دیوی) शन्नो देवि: والا منتر دیکھئے۔ اسکو سنیچر دیوتا کا منتر ٹھہرا دیا ہے۔ اور جیوتشی جی مہاراج نے اپنا کھیت پکا لیا۔ اسی طرح سمپردائی لوگوں نے تن من دھن گوسائیں جی کے ارپن ایسے ایسے اُپدیشوں سے بھولے بھالے لوگوں کے من بھرشٹ کر دئے۔

اے سامعین! یہاں اچھی طرح پر وچار کرو۔ کہ پرماگیان کیا ہے۔ اور بھرم گیان کیا ہے۔ دیکھو! جو چیز جس شکل کی ہو اُس کا ویسا ہی علم ہونا پرماگیان جان لیجئے۔

प्रमा रगैरर्थ परी दशा म॥

اس مقولہ کی کسوٹی پر لگا کر سچ جھوٹھ کی تمیز کریئے۔

ہمارے پنڈت بھائی توجھ کر بیٹھے ہیں۔ یہ ہم سبکی بدقسمتی ہے۔ ہماری بہت کمینڈ دیش سے ویدملک کا بہت سا دھرم چلا گیا ہے۔ آج کل بھی آپ لوگوں کے روبرو

روز بروز نشٹ ہو رہا ہے - اور اُسکی جگہ پر اناچار - پاکھنڈ - ریاکاری - بڑھتے جاتے ہیں - کیسی جلدی سداچار اور سچائی دور ہو رہی ہے - تبھی تو ہم سبکی درگت ہو رہی ہے - اسمیں تعجب ہی کیا ہے - سناتن آریہ گرنتھوں (ویدوں) کے پورانوں کے بادلوں کے اندر چھپ جانے سے الہ دین جیسی کہانیوں کی عزت ہو رہی ہے - اگر مجھ سے کوئی یہ سوال کرے کہ آیا اس پاگل پن کا کوئی علاج بھی ہے یا نہیں تو میرا جواب یہ ہے کہ اسکا بھی علاج ہے - گو ہمارے ملک کی بہت ہی خراب حالت ہو گئی ہے پھر اگر پرماتما کی کرپا ہو گی تو بیماری لا علاج نہیں ہے - وید اور چھہ درشنوں جیسی قدیم کتابوں کے مختلف زبانوں میں ترجمے کر کے سب لوگوں کو جس سے آسانی سے قدیم علم حاصل ہو سکے - ایسی کوشش کرنی چاہئے - اور تعلیم یافتہ عالم لوگوں کو سچے دھرم کا اُپدیش کرنیکی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے - اور گانؤ گانؤ میں آریہ سماج قایم کر کے اور مورتی پوجا کے دور کرنے کے اُپائے کر کے برہمچریہ سے جپ وغیرہ سامرتھ بڑھا کر سب ورنوں اور آشرموں کے لوگوں کو بلکہ جسمانی اور روحانی طاقتوں کو بڑھانا چاہئے ایسے ایسے نیک کاموں کے کرنے سے فوراً ہی لوگوں کی آنکھیں کھُل جائینگی اور گری ہوئی حالت دور ہو کر اعلیٰ حالت حاصل ہو گی - میرے جیسے ایک کمزور آدمی کی کوشش سے یہ کام کیسے ہو سکیگا - اس لئے آپ سب عقلمند لوگوں سے امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے اس مبارک کام میں مدد دیں گے ۰۰

اوم شانتیہ - شانتیہ - شانتیہ

چودھواں ویاکھیان

آہنک یعنی نتیہ کرم اور مکتی

(روزانہ فرائض و نجات)

ہر ایک مرد اور عورت کے جو روزانہ فرائض ہیں اُنہیں آہنک کرم کہتے ہیں۔ دھرم سمبندھی کرنیکے جو کرم ہیں وے نتیہ کرم ہیں۔ وے کرم کیسکو کس طرح پر اور کہاں تک کرنا چاہئے اور کیسکو نہ کرنا چاہئے۔ اِس مضمون پر وچار کیا جاتا ہی۔ بچہ جاہل اور چھوٹا ہونے کی وجہ سے ماں باپ کے آدھین رہتا ہے۔ اور آٹھ برس کی عمر تک اُسمیں دھرم سمبندھی کام کرنیکی لیاقت نہیں ہوتی۔ اِس لئے ہمارے دھرم شاستروں نے برت بندھ (یگیوپویت) ہونے سے پہلے زمانہ کے لئے بچہ کو اپنے مناسب اور نامناسب فعلوں کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح پر ورن۔ آشرم۔ ودیا۔ جسمانی صحت وغیرہ کے لحاظ سے نتیہ کرم کی لیاقت دیکھکر شاستروں میں یوستھا لکھی ہے۔ دھرم انوشٹھان کے متعلق نتیہ کرم (روزانہ وظائف) حسب ذیل ہیں۔

اول برھم یگیہ۔ سو بذریعہ روزانہ ویدوں کے پڑھنے پڑھانے کے ہوتا ہی۔ برھم کے معنی ودّیا۔ وید۔ اور پرماتما تینوں ہیں۔ یگیہ کے معنی وچار ہیں اِس لئے برھم یگیہ کے معنی ویدوں کا وچار یا پرماتما کے متعلق وچار ہوئے۔ برھم یگیہ

کے اِن ٹھیک معنوں کو من میں جگہ دیکر یہ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ زمانہ حال میں جو برمھ یگیہ کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ بالکل بیفائدہ ہے۔ اور پھر یہ اعتراض دل میں کبھی جگہ نہ پکڑے گا کہ برمھ یگیہ شاستر کے مطابق نہیں ہے۔ یا یہہ کہ برمھ یگیہ کا ادھیکار صرف انسانوں کو ہی کیوں حاصل ہے۔ پس پہلا روزانہ فرض انسانی برمھ یگیہ ہے۔

دوسرا روزانہ فرض دیو یگیہ ہے۔

यदग्नौ क्रीयते सदेव यज्ञः॥

(جو آگ میں ہوم کیا جاتا ہے وہ دیو یگیہ کہلاتا ہے)

بعض لوگ دیو یگیہ سے مراد دیوتوں کی پوجا سمجھتے ہیں لیکن براہمن گرنتھوں اور منوسمرتی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس (دیو یگیہ) کے ٹھیک معنی ہوم یعنی اگنی ہوتر کے ہیں۔ اگنی دو قسموں کی معلوم دیتی ہے۔ ایک جٹھر اگنی دوسری بیرونی آگ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ

होमैर्देवान्यथाविधि अर्चयेत॥

(ہوم سے دیدوانوں کا باقاعدہ ستکار کرنا چاہئے)

لفظ ہوم کے اصطلاحی معنی بعض اوقات دان (خیرات) اور وصول کے بھی ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی کوئی شخص کسی طرح پر مورتی پوجا کو دیو یگیہ میں شامل نہیں کر سکتا۔

تیسرا روزانہ فرض پتری یگیہ ہے۔

पितृभ्योददातिस पितृयज्ञः।

(جس میں بزرگوں کو دیا جاوے۔ یعنی اُنکی خدمت کیجاوے۔ اُسے پتری یگیہ کہتے ہیں)

یہاں لفظ پتری کے معنی پر غور کرنا چاہئے۔

न तेन वृद्धो भवति जनास्तं स्थविरं विदुः ।
न हायनैर्न पलितैर्न वित्तेन न च बन्धुभिः ॥
ऋषयश्चक्रिरे धर्मं यो नूचानः स नो महान् ।
अज्ञो भवति वै बालः पिता भवति मन्त्रदः ॥

اچھی نیتی۔ دہرم۔ سچائی اور نیک چال چلن وغیرہ صفات سے موصوف۔ بڑے حلیم الطبع بڑے مہاتما جو پُرانے بزرگ ہو گذرے ہیں۔ اُنہیں ریاضت کی طاقت کی وجہ سے وسو۔ رُدر۔ اور آدتیہ کے خطاب ملا کرتے تھے۔ ایسے رشی سچے پتری ہوتے تھے۔ اور اُن کا آدر ستکار کرنا۔ پتری یگیہ کہلاتا تھا۔ چوبیس برس کی عمر تک جو برہمچریہ کرے۔ وہ وسو۔ چوالیس (۴۴) برسوں کی عمر تک برہمچریہ کرنیوالا رُدر اور اڑتالیس (۴۸) برسوں تک برہمچریہ کرنے والا آدتیہ کہلاتا ہے۔ چہاندوگیہ اُپنشد میں پراتہ (صبح) مدھیم (دوپہر) اور سایم (شام) سون بیان کئے گئے ہیں (جو تینوں قسم کے برہمچاریوں سے تعلق رکھتے ہیں) اِن سب کے مطلب پر غور کرکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کے ذریعہ سے یا روحانی جنم دینے والا ہی پتری کہلاتا ہے۔ پھر رشی منتر درشٹا یعنی وید منتروں کے اصلی مطلب کو جاننے والے کو کہتے ہیں۔ اِسوقت پتری یگیہ کہنے سے جو مُردوں کا شرادہ اور ترپن سمجھا جاتا ہے۔ وہ ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ منوجی نے بھی کہا ہے کہ شردھا سے جو کام کیا جاتا ہے۔ اُسے شرادہ کہتے ہیں۔ اور ترپت یعنی سیر کرنے کو ترپن کہتے ہیں۔ اِن سب معنوں اور استعمالوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل جو دیو یگیہ اور پتری یگیہ کا بیان کیا جاتا ہے وہ شاعرانہ مبالغہ ہی ہے۔ بھلا سوچئے کہ شاعرانہ مبالغہ سے ٹھیک مطلب کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ ودیا ستکار یعنی رشی ستکار۔ اور پتری ستکار یعنی وِدوان کے ستکار کو پتری یگیہ ماننا چاہئے۔ شردھا کے بغیر جو کام کیا جاتا ہے وہ دہرم کرم یعنی

شرادھ نہیں ہوتا۔ منوجی نے کہا ہے۔

पाषण्डिनो विकर्मस्थान वैडाल व्रतिकान्शठान।
हैतुकान् वक वृत्तींश्च वाङ्मात्रेणापि नार्चयेत॥

(پاکھنڈی۔ ویدوں کے احکام کی برخلاف کام کرنیوالے بلّی کی خاصیت والے ہٹھی کو بی اور بگلہ بھگت انسانوں کا زبان سے بھی ستکار نہیں کرنا چاہئے)

ویدوں کی بنیادی قدامت کو چھوڑ کر اور سچے ٹھیک کرموں کو خیرباد کہہ کے سمندر۔ پہاڑ ندی۔ درخت وغیرہ ترپن میں گھس گئے۔ اور جب شرادھ ہونے لگا۔ بھلا یہ پاکھنڈ نہیں تو اسے اور کیا کہنا چاہئے؟ قدیم دستورالعمل ہی اگر لینا تھا تو رشیوں کا دستورالعمل تو اختیار کرتے۔

چوتھا روزانہ فرائض بھوت یگیہ ہے۔

यद भूते करोति स भूत यज्ञः।

اس بارے میں زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (معمولی جانداروں کی پرورش کرنا بھوت یگیہ ہے۔

پانچواں روزانہ فرض اتھتی یگیہ ہے۔ منوجی فرماتے ہیں۔

अनित्यहिस्थितो यस्मात्तस्मादतिथिरुच्यते॥

(جسکی آنیکی کوئی مقررہ تاریخ نہ ہو وہ اتھتی کہلاتا ہے) اتھتی یگیہ کا ہر ایک غیر معین تاریخ پر آنیوالا مہمان مستحق ہے۔ خواہ کسی ذات کا ہو۔ یہ نہایت ہی اعلیٰ اصول ہے۔ اب پھر سے برھم یگیہ کا دچار کرنا چاہئے۔ اس یگیہ کی متعلق سندھیو پاسنا ضرور کرنی چاہئے۔ اس اُپاسنا کی بارے میں ایک سندھیو پنشد ہے۔ اس کتاب میں زیادہ تشریح کیگئی ہے۔ اس اُپاسنا کا حق لڑکے اور لڑکیوں دونوں کو برابر ہے۔ دن اور رات کے سندھی یعنی میل کے وقت یہ اُپاسنا کرنی چاہئے۔ ایسا سندھی سمے دو وقت دیتی ہے

اور شام) آتا ہے۔ تین مرتبہ نہیں آتا۔ اسواسطے دوپہر کی تیسری سندھیا کا فرمان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ سام براہمن اور یجروید کا براہمن دیکھ لیجئے۔

तस्मद हो रात्रस्य संयोगे संध्यामुपासीत ॥

("دن اور رات کے میل کے وقت سندھیوپاسنا کرنا چاہئے" دیکھو سام براہمن)

उद्यंतमस्तंयांतमादित्यमभिध्यायन् ॥

(دیکھو یجروید کا براہمن)

اِن حوالوں سے صرف دو سندھیا ہی ثابت ہوتی ہیں۔ سندھیوپاسنا کی متعلق گایتری مہامنتر کے معنی وچار کرنے چاہئیں۔ اِس منتر میں سارے جہان کو پیدا کرنیوالے پرماتما کا جو اُتم تیج ہے۔ اُس کا دھیان کرنے سے اپنی عقل کی جہالت دور ہوجاتی

ہے۔ اور دھرم میں چلنے کی اُسے ہدایت ہوتی ہے۔ دوسرے کسی مذہب میں پرارتھنا کے منتروں میں اسطور کی گہرائی اور سچائی نہیں ہے۔ عیسائی لوگوں کی پرارتھنا (دعاء) کے منتر کا مطلب اس طور پر ہے کہ ہر روز ہم کو روٹی کھانے کو ملے یہ مانگنا چاہئے۔ اسکی نسبت اِن آریوں کے مہامنتر کا ارتھ کیسا گمبھیر ہے۔ زمانہ حال میں جو جو مذاہب نکلے ہیں۔ ان کے اُپدیش کے پوشیدہ منتر اس مہامنتر کے روبرو کیسی ناچیز ہیں؟ اسپر ہر ایک سمجھدار کو غور کرنا چاہئے۔ سندھیوپاسنا ہمیشہ صبح اور شام کرنا ہی ہم کو مناسب ہے۔ اِن دونوں وقتوں میں من کی رغبت یکسو ہونے میں قدرتی طور پر ہوتی ہے۔ سوتک* میں بھی سندھیا ضرور کرنی چاہئے۔ التوا نہیں کرنا چاہئے۔ التواء کے بارے میں منوجی نے لکھا ہے۔

वेदोपकरणे चैव स्वाध्याये चैव नैत्यके ।
ननिरोधोस्त्यनध्याये होममंत्रेषु चैव हि ॥

* ہندوؤں میں جب کسی گھر اولاد پیدا ہو تو اُس کے سمبندھیوں کے یہاں خاص دنوں تک سوتک پڑجاتا ہے۔ اس عرصہ میں پوجا پاٹھ وغیرہ کی ممانعت ہوتی ہے +

(وید پاٹھ اور روزانہ ہوم میں تعطیل کی کہیں اجازت نہیں ہے)

نتیہ کرم کا مقصد یہہ ہے کہ اپنے من کا نشانہ پرمیشور کو بنایا جاوے۔ اس لئے ہر ایک کرم کے خاتمہ پر یہ کہنے کا قاعدہ ہے۔ کہ "میں اس فعل کو برھم پرماتما کے ارپن کرتا ہوں" یہاں تک روزانہ فرائض کا بیان ہوا۔

اب یہاں سے مُکتی (نجات) کے بارے میں تھوڑا سا وچار کیا جاتا ہے۔ لفظ مُکتی کے معنی ہیں چھوٹنا۔ یہاں سوال ہوتا ہے۔ "کس سے چھوٹنا؟" جواب صاف ہے کہ دُکھ یعنی بندھن سے چھوٹنا مُکتی ہے۔ جہاں بندھن نہیں وہاں مُکتی بھی نہیں۔ جیوآتما بندھ (بندھا ہوا) ہے۔ اس لئے اُسکو مُکتی کی ضرورت ہے۔ ایشور سدا مکت ہی یعنی بندھن سے علیحدہ ہے۔ اسواسطے اُسکو مکت سوبھاؤ کہتے ہیں۔ مُکتی حاصل کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے مُکتی کی حالت میں ابدی سُکھ کا انوبھو ہوتا ہے۔ آج کل تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی بھاجی کیطرح من مانے کاموں سے مُکتی ملتی ہے۔ لیکن یہ مورکھپن کی سمجھ ہے۔ اسطرح پر مُکتی کے علیحدہ علیحدہ چار اقسام لوگ بیان کرتے ہیں۔ یہ تقسیم بھی غلط ہے۔ مُکتی ایک ہی قسم کی ہے۔ مُکتی کے من مانے چار اقسام جو لوگ بیان کرتے ہیں یہ ہیں یعنی سایُجیہ۔ سارُوپیہ۔ سامیپیہ۔ اور سالوکیہ۔ لیکن مُکتی کی اس قسم کی تقسیم کے لئے ویدوں میں کوئی سہارا نہیں ملتا۔

तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय ॥

اُس (پرماتما) کو جانکر موت کے پار ہو سکتے ہیں۔ دوسرا اور کوئی راستہ نہیں ہے" اس یجروید کے منتر سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مُکتی کا راستہ ایک ہے۔ اور وہ راستہ پرمیشور کا گیان ہی ہے۔ اسپر سوال ہوگا۔ کہ وہ پرمیشور کیسا ہے۔

न तस्य प्रतिमाऽस्ति यस्य नाम महद्यशः ॥

"اُس پرماتما کی کوئی پرتما (یعنی مورتی - ماپ وغیرہ) نہیں ہے۔ جس کا یش کہ بڑا ہی"
پھر تلوکار اُپنشد اور ورہدارنیک اُپنشد بھی ملاحظہ طلب ہیں۔ جنمیں بتلایا ہے۔ کہ
جیو آتما کے بھی اندر وہ پرماتما ویاپک ہے۔ نیز اُسے زبان - من - آنکھوں - کانوں اور
پرانوں کو بھی اپنے اپنے کاموں میں لگانیوالا - اور خود اُن کے ذریعہ سے نہ جانا
جانے والا مانا ہے۔ نیز رگوید کا ملاحظہ کیجئے۔ جنمیں کہ اُسے سارے برہمانڈ سے بھی
بڑا اور برہمانڈ کو نیمانوسار چلانیوالا مانا ہے۔ اور اُسے ایک اور لاثانی مانا ہے۔ اِن
کُل مقبولوں کو امکان کے اصول پر پڑتانے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پرمیشور کی بھجن
(عبادت) کے بغیر مُکتی حاصل کرنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ وہ پرمیشور
اروپ یعنی لاشکل - ازلی - ابدی سب سے بڑا اور سبکا آخری سہارا ہے۔ آجکل کی مُکتی
تو یہ سمجھی جاتی ہے۔ کہ یہ گیان ہونا کہ جیو اور پرماتما ایک ہی ہے مُکتی ہے۔ یہ آجکل
کے ویدانتیوں کا مت ہے۔ اِس امر کی پڑتال کرنے پر کہ چھ درشنوں کے مُصنفوں کی مُکتی
کے بارے میں کیا رائے ہے۔ خلاصہ حال معلوم ہو جائیگا۔ پہلے پوروہیمانسا مُصنّفہ مہرشی جیمنی
میں یہ کہا ہے۔ کہ ہوم یعنی یگیہ سے مُکتی ملتی ہے اور وہاں यज्ञो वै विष्णुः ॥
وغیرہ شت پتھ براہمن کے حوالہ جات بھی دیئے ہیں۔ اسپر غور کیجئے۔

پھر کنادمنی کے ویشیشک شاستر میں کہا ہے کہ تتو گیان (یعنی علم حقیقی) سے مُکتی ہوتی
ہے۔ نیائے سوتروں کے مُصنّف گوتم نے دُکھوں کے بالکل دور ہونیکو مُکتی مانا ہے جو جھوٹے
گیان کے دور ہونے سے بُدھی واک اور شریر صاف ہوتے۔ اور اس سے جو شدھ گیان
پیدا ہوتا ہے وہی مُکتی کی حالت ہے۔ یوگ شاستر کے مُصنّف یہ مانتے ہیں کہ چت کو یکسو
کرنے سے شانتی اور گیان پیدا ہوتا ہے۔ اور اُس سے کیولیہ نامی مُکتی ملتی ہے۔ سانکھیہ
شاستر کے مُصنّف مہامُنی کپل کہتے ہیں کہ تینوں طرح کے دُکھوں سے چھٹکارا ہونا چاہئے۔ اب
دیکھئے کہ اُتر میمانسا یعنی ویدانت شاستر کے مُصنّف وادرائن ویاس کیا فرماتے ہیں۔

अविभागेन दृष्टत्वात् चिति तन्मात्रेण तदात्मक त्वात् इत्यौडुलोमिः ॥

अभावं बादरिराह ह्येवम् ॥

اس داورائین کے مت سے دونوں بدھی نکلتی ہیں یعنی یہ کہ مکت حالت میں ابہاؤ اور بہاؤ دونوں رہتے ہیں - نجات یافتہ جیو آتما کا پرمیشور کے ساتھ ویاپیہ ویاپک سمبندھ (یعنی یہ تعلق کہ پرمیشور جیو آتما کے اندر موجود ہے) رہتا ہے - دونوں ایک یعنی جیو کا بالکل ابہاؤ ہرگز نہیں ہوتا -

भोगमात्रसाम्यलिङ्गाच्च ॥

پرمیشور کے گیان - سامرتھ اور آنند کسی قدر جیو آتما کو حاصل ہوتے ہیں - ایشور کا آنند بے حد ہے - اس طرح کا آنند مکت جیو آتما کو ہو نہیں سکتا - جیو آتما کو برہم میں ابھید روپ لیے فرض کرنے سے دھرم انوشٹھان کے یوگ سادھن - ندھی دھیاس شانتی شم وغیرہ سب غلط ہو جائیں گے - اس لئے پرماتما اور جیو آتما کو ابھید فرض کرنا ٹھیک نہیں ہے - ویاپک اور ویاپیہ سوامی اور سیوک - خالق و مخلوق یہ تعلق ہی جیو آتما کی پیدائش اور موت کے بندھنوں سے چھٹکارے کے باعث ہوتے ہیں ॥ اوم شانتیہ شانتیہ شانتیہ

۱۵
پندرھواں ویاکھیان

خود بیان کردہ سوانح عمری

ہم سے بہت سے لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم کیسے جانیں کہ آپ برہمن ہیں - آپ اپنے دوستوں

بھائی برادری کی چٹھیاں منگا دیویں۔ یا کسی کی شناخت کا حوالہ دیویں۔ ایسا کہتے ہیں سو اپنا حال بیان کرتا ہوں۔ اسمگ کی نسبت گجرات میں موہ زیادہ ہے۔ اگر میں اپنے گزشتہ دوستوں یا بھائی اور برادری کے لوگوں کو اپنا پتہ دوں۔ یا خط وکتابت کروں تو مجھکو ایک ایسی بلا لگ جاویگی۔ جس سے کہ میں چھوٹ چکا ہوں۔ اس خوف سے کہ مبادا وہ بلا میرے پیچھے لگ جاوے۔ میں خط وغیرہ منگا دینے کی کوشش نہیں کرتا ہوں۔ دھرانگدھرا نامی ایک راج کی جگہ گجرات دیش میں ہے۔ اسکی سرحد پر ایک موروی شہر ہے۔ وہاں میری پیدائش ہوئی تھی۔ میں اُودیچیہ براہمن ہوں۔ اُودیچیہ براہمن سام ویدی ہوتے ہیں لیکن میں شکل یجروید پڑھا تھا میرے گھر میں بہت ہی اچھی طرح کی زمینداری ہے۔ اسوقت میری عمر ۴۹ یا ۵۰ برسوں کی ہوگی۔

آٹھویں سال میرے بعد ایک بہن پیدا ہوئی تھی۔ میرا ایک چچا تھا۔ وہ مجھ سے بہت ہی محبت کرتا تھا۔ ہمارے گھرانے کی برادری کے اسوقت پندرہ گھر تھے۔ مجھکو لڑکپن میں ہی رودرادھیائے وغیرہ چھوٹے چھوٹے گرنتھ سکھلا کے شکل یجروید کا پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ میرے باپ نے مجھ کو شیو کی پوجا میں لگا دیا۔ دسویں برس میں میں پارتھو (مٹی کے مہادیو کی) پوجا کیا کرتا تھا مجھے باپ نے شیوراتری کا برت رکھنے کو کہا تھا۔ لیکن میں نے شیوراتری کا برت نہ کیا۔ اس کے بعد شیوراتری کی کتھا مجھے سنائی۔ وہ کتھا میرے من کو بہت میٹھی لگی۔ اور میں نے بھوکوں رہنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ میری ماں کہتی تھی کہ اُپواس مت کر لیکن ماں کا کہنا نہ سنکر میں نے اُپواس کیا۔ لیکن مجھ سے بھوکھا رہ نہ گیا۔ میرے یہاں شہر کے باہر ایک بڑا شیوالہ ہے وہاں شیوراتری کے روز رات کی وقت بہت لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور پوجا ارچا کرتے ہیں۔ میرا باپ میں اور دیگر بہت سے آدمی جمع ہوئے تھے۔ پہلے پہر کی پوجا کر لی۔ دوسرے پہر کی پوجا بھی ہو گئی پھر بارہ بجگئے اور آہستہ آہستہ غنودگی کے باعث جہاں کے تہاں لوگ جھکنے لگے۔ اور جہاں تہاں لوگ سب گر پڑے۔ میرے والد بھی لیٹ گئے۔ اتنے میں پوجاری باہر گیا۔ میں اس خوف سے

نہ سویا کہ مبادا میرا اُپواس بیفائدہ جاوے۔ اتنے میں یہ چمتکار ہوا کہ مندر میں بل سے چوہا باہر نکلا اور مہادیو کی پنڈی کے چاروں طرف پھرنے لگا۔ پنڈی پر جو چانول چڑھائے ہوئے تھے۔ اُنہیں اوپر چڑھکر کھانے بھی لگا۔ چونکہ میں جاگتا تھا اس لئے یہ سارا عجیب ماجرا دیکھ لیا۔ اِس سے پہلے شیو راتری کی کتھا میں سُن ہی چکا تھا۔ اُس میں شیو کے خطرناک دوتوں اُس کے پاشوپت۔ استر بیل کی سواری اور اُسکے حیرتناک بیج وغیرہ کی کتھا بہت کچھ سُن رکھی تھیں اِسواسطے چوہے کی اِس کھیل کو دیکھکر میری لڑکپن کی عقل حیرت میں پڑ گئی۔ اور میں نے سوچا کہ جو شیو اپنے پاشوپت استر سے بڑے بڑے دیتوں کو مارتا ہے۔ کیا وہ ایسے ناچیز چوہے کو بھی اپنے اوپر سے ہٹا نہیں سکتا۔؟ اِس قسم کے بہت سے اعتراضات میرے دل میں اٹھنے لگے میں نے باپ کو جگاکر پوچھا کہ ایسے مہادیو اِس چھوٹے چوہے کو کیوں نہیں ہٹا دیتے۔ باپ کہنے لگا کہ تیری بدھی بڑی خراب ہے۔ یہ تو فقط دیوتا کی مورتی ہے۔ تب میں نے ارادہ کیا کہ جب میں اُسی ترشول دھاری مہادیو کو پرتکش دیکھوں گا تب ہی پوجا کروں گا۔ ورنہ ہرگز نہ کروں گا۔ ایسا مصمم ارادہ کر کے میں گھر کو گیا۔ بھوکھ بھی خوب لگ رہی تھی۔ ماں سے کھانے کو مانگا۔ ماں کہنے لگی۔ دیں میں تجھ سے پہلے ہی کہتی تھی کہ تجھ سے بھوکھا نہیں رہا جائے گا تو نے ہی ہٹھ کر کے اُپواس کیا ہا، ماں نے پھر مجھے کھانے کو دیا اور کہا دو روز تو اُن سے (یعنی پتا کے) پاس مت جائیو۔ اور نہ اُن سے بولیو ورنہ مار کھائے گا" کہا کر میں سو گیا۔ دوسرے دن آٹھ بجے اُٹھا۔ میں نے سارا حال اپنے چچا سے کہہ دیا۔ میرے چچا نے عقلمندی سے میرے باپ کو سمجھا دیا کہ اِسے تحصیل علم کرنا ہے۔ اِس لئے اُپواس وغیرہ اِس سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اُسوقت میں اُن سے یجروید پڑھتا تھا۔ اور دوسرے ایک پنڈت مجھے ویاکرن پڑھاتے تھے سولہویں یا سترہویں برس میں یجروید ختم ہوا۔

اس کے بعد میں اپنے زمینداری کے گاؤں میں پڑھنے کے لئے گیا۔ وہاں ہمارے گھر میں ایکروز ناچ ہو رہا تھا۔ اُسی وقت میری چھوٹی بہن کی نزع کی حالت تھی زبان بند ہو گئی تھی۔ میں

نزدیک گیا۔ اور اُس کے بستر کے پاس دیوار کے سہارے کھڑا ہوا۔ سب سے پہلی موت میں نے یہی دیکھی۔ جب میری بہن مر گئی تو مجھ کو بڑا خوف ہوا۔ میرے من میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ سب نے اسی طرح پر مرنا ہے۔ سب لوگ روتے تھے لیکن میری چھاتی میں خوف کی دہک لگ کر ٹکی ہوئی تھی اسواسطے میری آنکھوں سے ایک آنسو بھی نہ گرا۔ میری حالت دیکھ کر باپ نے مجھے پتھر دل کہا۔

میری ماں مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتی تھی لیکن اُسنے بھی ایسا ہی کہا۔ مجھے سونے کے واسطے کہتے تھے لیکن مجھ کو صحت کی نیند نہ آتی تھی۔ بلکہ میں ہر گھڑی مارے ڈر کے چونک چونک اٹھتا تھا۔ اور من میں انیک طرح کے خیالات اُٹھتے تھے۔ جبکہ میری بہن کے مرنے کے بعد ہماری برادری کے رواج کے مطابق پانچ چھ دفعہ رونا ہونے پر بھی مجھے رونا نہ آیا تو سب لوگ مجھ پر لعنت کرنے لگے۔

اُنیسویں برس میں مجھ سے نہایت محبت کرنیوالے میرے چچا کو بھی مرض ہیضہ نے آن دبوچا۔ مرتے وقت اُنہوں نے مجھے نزدیک بُلا لیا۔ لوگ اُنکی نبض دیکھنے لگے۔ میں اُن کے نزدیک بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھ کر اُنکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ مجھ کو بھی اُسوقت بہت رونا آیا۔ میں نے رو رو کر آنکھیں سُجا دیں۔ ایسا رونا مجھے کبھی نہیں آیا تھا۔ اُسوقت مجھے ایسا معلوم ہونے لگا کہ چچا کی طرح میں بھی مر جاؤں گا۔ ایسا یقین ہو جانے پر اپنے دوستوں اور پنڈتوں سے امر ہونے کا اپاؤ پوچھنے لگا۔ جب اُنہوں نے یوگ ابھیاس کرنے کی تلقین کی تو مجھے من میں یہ سوجھی کہ گھر چھوڑ کر چلا جاؤں اُسوقت میری عمر بیس برس کی تھی۔

میری دائمی اُداسی دیکھ کر باپ نے زمینداری کا کام کرنے کو کہا لیکن میں نے نہ کیا۔ پھر یہ صلاح کی کہ میری شادی کر دیں تاکہ میں بگڑ نہ جاؤں۔ اور دنیاداری کی فکر میں لگ جاؤں۔ ایسا وچار کر کے باپ نے گھر میں اس خیال کو پھیلانا شروع کیا۔ یہ معلوم کر کے میں نے مضبوط ارادہ کر لیا کہ بیاہ ہرگز نہ کروں گا۔ یہ راز میں نے ایک رفیق دوست سے ظاہر کیا تو اُسنے اِسے ناپسند کیا۔ اور شادی کرنے کے بارے میں زور دینے لگا۔ میرا ارادہ گھر چھوڑ کر چلے جانیکا تھا۔ لیکن صلاح کسی نے نہ دی۔ جو کہتے وہ شادی کرنیکی ہی نصیحت کرتے۔ ایک مہینہ کے اندر شادی کی تیاری ہو گئی۔ شادی کی کل تیاریاں

دیکھکر میں ایک روز شام کے وقت پاخانہ کے بہانہ سے صرف ایک دھوتی کے ساتھ گھر سے نکل پڑا۔ اور ایک دوست کے گھر کو گیا۔ گھر والوں کو سپاہی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ میں ایک نزدیک کے گانؤ کو جاتا ہوں۔ یہ کہلوا کر ہم تو نکل پڑے۔ رات کے دس بجے تک اِدھر اُدھر ہماری راہ تاکتے رہے۔ اُسی رات کو چار گھڑی کے تڑکے میں نے نکلکر راستہ لیا۔ اور اپنے گانؤ سے تقریباً ۱۵ کوس کے فاصلہ پر ایک گانؤں میں ہنومان کے مندر میں قیام کیا۔ وہاں سے چلکر لالا یوگی نامی ایک آدمی تھا اُس کے پاس گیا۔ لیکن وہاں پہنچی مجھے شانتی نہ ملی۔ اور لوگوں سے سُنا کہ لالہ بھگت نامی ایک یوگی ہیں۔ اسواسطے اُسکی طرف چل پڑا۔ راستہ میں ایک بیراگی ایک مورتی (بُت) رکھ کر بیٹھا ہوا تھا۔ بات چیت ہونے پر وہ بولا کہ انگلی میں سونے کا چھلا ڈالکر ویراگ کی سِدھی کیسے ہوگی۔ مجھے اسطرح پر کہہ کر اُسنے میرے تینوں چھلے مورتی کی بھینٹ کرائے۔

لالہ بھگت کے پاس جاکر میں یوگ سادھن کرنے لگا۔ رات کو ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا تو درخت کے اوپر سے جانور گھو گھو کرنے لگا۔ وہ سُنکر مجھے بھوت کا خوف پیدا ہوا۔ میں اُٹھ کر مٹھ میں آگیا۔ پھر وہاں سے بھی احمد آباد کے نزدیک کوٹ کانگڑہ نامی گانؤ میں آگیا۔ وہاں بہت سے بیراگی رہتے تھے۔ ایک کسی جگہ کی رانی بیراگی کے پھندے میں آگئی تھی اُس رانی نے میرے ساتھ ٹھٹھہ کرنا شروع کیا۔ لیکن میں اُس سے چھوٹ گیا۔ مجھ میں تین چھینی رہا تھا۔ چونکہ اُس جگہ بیراگی مجھ پر ہنسی اڑانے لگے۔ اس لئے جو ریشمی کنارہ دار دھوتی میں پہنتا تھا وہ میں نے پھینکدی۔ میرے پاس صرف تین روپیہ باقی تھے اُنسے سادی دھوتی خریدکر پہن لی۔ اور تب سے اپنا برہمچاری نام رکھ لیا۔ اِسی عرصہ میں میں نے سُنا کہ کاتک کے مہینے سِدّھ پور کے مقام پر بہت بڑا مجمع ہوتا ہے۔ یہ سوچکر کہ شاید وہاں مجھے کوئی یوگی ملجاوے اور اعر ہونے کا راستہ دکھا دے میں نے سِدّھ پور کا راستہ لیا۔ راستہ میں مجھے اپنے گانؤ کا ایک آدمی ملا۔ اُس نے جاکر میرے باپ کو بتلا دیا کہ میں سِدّھ پور کی طرف چلا گیا ہوں۔

میرا باپ اور گھر کے لوگ برابر تفتیش میں ہی تھے - اُس آدمی کی زبانی میرا پتہ سُنکر میرے والد معہ چار سپاہیوں کے سِدّھ پور کو آئے - ایک روز میں ایک مندر میں بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتاً میرا باپ اور چار سپاہی میرے آگے آکر کھڑے ہو گئے - میرا کلیجہ دیکھتے ہی دھڑکنے لگا اس خوف سے کہ مبادا والد میری بہت خرابی کریں - میں نے اُٹھ کر باپ کے پاس جاتے ہی اُن کے پانو جھٹ پکڑ لئے - وہ مجھ پر بہت ہی غصہ ہوئے میں نے اُن سے کہا کہ ایک دھورت بہکا کر مجھے یہاں لایا ہے میں گھر جانیکو تیار ہی تھا کہ آپ آ گئے - اُنہوں نے میرا تونبہ توڑ ڈالا اور میری کفنی پھاڑ ڈالی اور اپنے دیش کی پوشاک مجھے دی - میرے پیچھے دو سپاہی کر دئے رات کو جہاں میں سوتا تھا ایک سپاہی میرے سرہانے بیٹھا جاگتا رہتا تھا - میرا ارادہ یہ تھا کہ اُس پہرہ دار سپاہی کو دھوکھا دیکر نکل جاؤں - اور اس لئے میں یہ تحقیق کرنے کیلئے کہ آیا سپاہی رات کو سوتے ہیں یا نہیں - خود بھی جاگتا رہا - سپاہی کو تو یقین ہوا تھا کہ میں سو رہا ہوں لیکن میں ناک سے جھوٹھ موٹھ گھُر گھُر کر دیا کرتا تھا - اس طرح تین راتیں جاگنا پڑا - چوتھی رات سپاہی کو نیند آگئی - تب ایک لوٹا ہاتھ میں لے کر ڈیرے سے باہر نکلا - گانو کے باہر ایک باغ تھا اُس میں چلا گیا - صبح کی روشنی کا وقت آتے ہی ایک درخت پر چڑھکر بیٹھ گیا - اس طرح پر ایک دن بھر اُس درخت کے اوپر بھوکھا بیٹھا رہا - رات کے سات بجے نیچے اُتر کر راستہ پکڑا - اپنے گانو اور گھر کے لوگوں سے یہی آخری ملاقات دل میں ٹھان لی - اِسکے بعد ایک مرتبہ پریاگ (الہ آباد) میں میرے گانو کے بہت سے لوگ مجھکو ملے لیکن میں نے اُن کو پہچان نہیں دی - اُس وقت سے آج تک کوئی نہیں ملا -

سِدّھ پور سے میں بڑودا کو آیا - وہاں سے نربدا ندی کے کنارے پھرنے کو گیا اُس وقت نربدا کے کنارے پر یوگانند سوامی رہتے تھے - اُس جگہ پر ایک پت یادن

دکشنی برہمن کرشن شاستری بھی رہتے تھے۔ اُن کے پاس میں کچھ کچھ پڑھتا رہا۔ اِس کے بعد راج گرو کے پاس سے ویدانت پڑھا۔ ۲۳ یا ۲۴ سال کی عمر میں مجھے چانڈود کرنالی میں ایک سنیاسی ملا۔ مجھے پڑھنے کا شوق بہت تھا۔ اور سنیاس آشرم میں تعلیم حاصل کرنیکی بڑی آسانی ہوتی ہے۔ اِسواسطے اُسی کے اُپدیش سے میں نے شرادھ وغیرہ کر کے سنیاس لے لیا۔ تب سے ہی دیانند سرسوتی نام دھارن کیا۔ میں نے دنڈ گورو کے پاس ڈیرہ رہا۔ موضع چانڈود میں دو گوسائیں آئے جو راج یوگ کرتے تھے میں بھی اُن کے ساتھ احمد آباد تک گیا۔ وہاں پر ایک برہمچاری ملا لیکن کچھ دنوں بعد میں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ وہاں سے میں چلتے چلتے ہردوار پہونچا۔ وہاں اُسوقت کنبھ کا میلا جمع تھا۔ وہاں سے ہمالہ پہاڑ پر اُس جگہہ گیا جہاں سے کہ الک نندا ندی نکلتی ہے۔ برف بہت پڑی ہوئی تھی اور پانی بھی از حد ٹھنڈا تھا۔ وہاں پر پانی میں چلتے ہوئے کچھ لگنے سے میرے پاؤں میں زخم پہنچ گیا۔ بہت سی ایذا ہوئی ہمالہ پربت پر پہونچکر یہ ارادہ ہوا کہ جان گنوا دوں۔ پھر من میں خیال آیا کہ گیان (علم حقیقی) حاصل کرنے کے بعد جان دینا چاہئے۔ یہ نشچے کر کے میں متھرا میں آیا۔ وہاں مجھے ایک سنیاسی بطور گورو ملے اُن کا نام ورجانند سوامی تھا۔ وے پہلے الور میں رہتے تھے۔ اُسوقت اُنکی عمر اکیاسی برس کی ہو چکی تھی۔ اُنہوں نے ویدشاستر وغیرہ آرش گرنتھوں کو بیخوف ہو کر قبول کیا تھا۔ یہ مہاتما دونوں آنکھوں سے اندھے تھے اُن کے پیٹ میں شول کی بیماری تھی۔ نئے کومدی شیکھر وغیرہ گرنتھ پسند نہیں کرتے تھے۔ بھاگوت وغیرہ پرانوں سے وے بہت ہی نفرت کرتے تھے۔ سب آرش گرنتھوں کے وہ بھگت تھے۔ اُن سے ملاقات ہو جانے پر اُنہوں نے فرمایا کہ تین برس میں ویاکرن آ جاتا ہے۔ پس میں نے اُنہیں کے پاس پڑھنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ متھرا

میں ایک شریف آدمی امر لعل نامی تھے۔ اُنہوں نے میری تعلیم کے زمانہ میں جو جو نیک سلوک میرے ساتھ کئے میں اُن کو بھول نہیں سکتا۔ کتابوں اور کھانے پینے کا کُل انتظام اُنہوں نے نہایت خوبی سے کر دیا تھا۔ جب اُنہیں کہیں باہر کھانے کے لئے جانا ہوتا تو وے پہلے ہی میرے لئے بھوجن بنا کر اور مجھے کھلا کر باہر جاتے تھے۔ یہ بڑے فراخدل آدمی مجھے ملے تھے۔ تعلیم ختم ہونے پر میں شہر آگرہ میں دو برس تک رہا لیکن کبھی کبھی بذریعہ خط و کتابت یا خود مل کر سوامی جی کے پاس سے اپنے شکوک رفع کر لیتا تھا۔ آگرہ سے میں شہر گوالیار کو گیا۔ وہاں پر تھوڑا سا ویشنو مت کا کھنڈن کیا۔ وہاں سے بھی سوامی جی کو خطوط بھیجا کرتا تھا۔ وہاں مادھو مت کے ایک اننت آچاریہ نامی رہتے تھے۔ وے راج صاحب کا سوانگ بھر کر بحث سُننے کے واسطے بیٹھا کرتے تھے۔ ایک آدھ مرتبہ جب میری زبان سے غلط لفظ نکلا تو اُنہوں نے غلطی پکڑ لی۔ میں نے اکثر مرتبہ اُن سے پوچھا کہ آپ کون ہو۔ لیکن اُنہوں نے یہی جواب دیا کہ میں ایک مصاحب ہوں۔ میری تقریر سنتے ہوئے جو کچھ اُنہیں خود معلوم ہوتا تھا کہہ دیا کرتے تھے۔ ایک روز اسبارہ میں مباحثہ شروع ہوا کہ ویشنو لوگ جو پیشانی پر کھڑی ریکھا لگاتے ہیں وہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ میں بولا کہ اگر ایک کھڑی ریکھا لگانے سے سورگ (بہشت) ملتا ہے تو سارے مُنہ کو لیپ لینے سے سورگ سے بھی آگے کی ایک آدھ پدوی ملتی ہوگی۔ یہ سُنکر اُن کو بڑا غصہ آیا۔ اور وے اُٹھ گئے۔ تب لوگوں سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہی اُننت آچاریہ ہیں۔

گوالیار سے میں ریاست قرولی کو گیا۔ وہاں پر ایک کبیر پنتھی ملا۔ اُس نے یک بیر के معنی کئے تھے۔ اور کہنے لگا کہ ایک कबीर آنند ہی ہے۔ اس سے آگے میں جے پور کو گیا۔ وہاں ہری چندر نامی ایک بڑے عالم پنڈت تھے وہاں پہلے میں نے ویشنو مت کا کھنڈن کر کے شیو مت ستھاپن کیا۔ جیپور سے

راجا مہاراجہ سوائی رام سنگھ بھی شیومت میں داخل ہوئے۔ پس شیومت کے پھیلنے پر ہزاروں رودراکش کی مالائیں بینے اپنے ہاتھوں سے لوگوں کو پہنائیں وہاں شیومت نے اسقدر زور پکڑا کہ ہاتھی گھوڑوں کے گلوں میں بھی رودراکش کی مالائیں پہنائی گئیں۔

جیپور سے میں پشکر کو گیا۔ وہاں سے اجمیر کو گیا۔ اجمیر پہونچکر شیومت کا بھی کھنڈن کرنے لگا۔ اسی عرصہ میں جیپور کے مہاراجہ صاحب لاٹ صاحب کو ملنے کے واسطے آگرہ کو جانیوالے تھے۔ اس خیال سے کہ برنداہن کے رہنے والے مشہور رنگاچاریہ سے کہیں شاستراتھ ہو جاوے۔ راجہ رام سنگھ نے مجھے بلوایا۔ اور میں بھی جے پور پہونچگیا۔ لیکن یہ معلوم ہونے پر کہ میں نے شیومت کا کھنڈن شروع کر دیا ہے۔ راجہ صاحب نے اعتراض کیا اسلئے میں بھی جیپور کو چھوڑکر متھرا میں سوامی جی کے پاس گیا اور شنکا سمادہان کرلیا۔ وہاں سے میں پھر ہردوار کو گیا۔ وہاں اپنے مٹھ پر "پاکھنڈمردن" نامی لکھ کر جھنڈا گھڑا گیا۔ وہاں بحث مباحثہ بہت سا ہوا۔ پھر میرے دلمیں یہ خیال آیا۔ کہ سارے جگت سے مخالف ہوکر بھی گرہستوں سے بڑھکر کتابیں وغیرہ کا جنجال لئے پھرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اسوجہ سے مینے سب کچھ چھوڑکر صرف ایک کوپین (لنگوٹ) لگالیا۔ اور مون (خاموشی) اختیار کیا۔ اس وقت جو بدن میں راکھ لگانا شروع کیا تھا وہ گزشتہ سال بمبئی میں آکر چھوڑا تھا۔ وہاں تک لگاتار رہا تھا۔ جب سے ریل میں بیٹھنا پڑا۔ تب سے کپڑے پہننے لگا۔ جو میں نے خاموشی اختیار کی تھی وہ بہت عرصہ تک قایم نہ رہسکی کیونکہ بہت لوگ مجھے پہچانتے تھے۔ ایک روز میری چتوں کی کٹیا کے دروازہ پر ایک آدمی یہ بکنے لگا۔ کہ

निगमकल्पतरोर्गलितं फलम् ॥

یعنی بھاگوت سے اعلیٰ تر اور کچھ نہیں ہے۔ وید بھی بھاگوت کے نیچے ہے۔
تب مجھ سے وہ برداشت نہ ہو سکا۔ تب مَون برت کو چھوڑ کر
میں نے بھاگوت کا کھنڈن شروع کر دیا۔ پھر خیال آیا کہ ایشور کی کرپا سے جو تھوڑا
بہت گیان اپنے کو ہوا ہے وہ سب لوگوں پر ظاہر کرنا چاہئے۔ اس خیال کو دل میں
لے کر میں فرخ آباد کو گیا۔ وہاں سے رام گڑھ کو گیا۔ رام گڑھ میں مباحثہ شروع
کیا۔ وہاں پر جب دو چار پنڈت بولتے تھے تب میں لفظ کولاہل بولتا تھا۔ پہلے
آج تک وہاں کے لوگ مجھے کولاہل سوامی کہا کرتے ہیں۔ وہاں پر چکرانگدوں
کے چیلے دس آدمی مجھے مارنے کیواسطے آئے تھے۔ لیکن بڑی مشکل سے میں اُنسے
بچکر چھوٹ گیا۔ وہاں سے میں فرخ آباد ہو کر کانپور کو آیا۔ کانپور سے پریاگ
(الہ آباد) گیا۔ پریاگ میں بھی مارنیوالے مجھے مارنے کے لئے آئے تھے۔ لیکن ایک
مادھو پرساد نامی نیکمرد تھا۔ اُس نے مجھے بچا دیا۔ یہ گرہستی مادھو پرساد عیسائی مذہب
قبول کرنے کو طیار تھا۔ اور اُس نے سب پنڈتوں کو نوٹس دے رکھا تھا کہ اگر
اپنے آریہ دھرم میں تین مہینوں کے اندر میرا اعتقاد نہ کرویں گے تو عیسائی مذہب
اختیار کروں گا۔ میرے آریہ دھرم پر نشچہ دلا دینے پر وہ عیسائی ہونے سے باز
رہا۔ پریاگ سے میں رام نگر کو گیا۔ وہاں کے راجہ کے کہنے پر کاشی کے پنڈتوں سے
بحث مباحثہ کرنے کو گیا۔ اس مباحثہ میں یہ مضمون پیش ہوا تھا۔ کہ آیا الفاظ پرتما
وغیرہ (प्रतिमा) ویدوں میں ہیں یا نہیں۔ میں نے یہ ثابت کرکے دکھا دیا
تھا کہ لفظ پرتما تو ویدوں میں ملتا ہے۔ لیکن اُسکے معنی تول۔ ناپ وغیرہ کے ہیں
اُس مباحثہ کا حال اُن لوگوں نے اُلٹا چھاپکر شایع کیا ہے۔ وہ سب بیوں کو پڑھکر
دیکھ لینا چاہئے۔ لفظ اتہاس سے برہمن گرنتھ ہی سمجھنے چاہئیں۔ اسپر بھی بحث ہوئی

تھی۔ سالگزشتہ کے ۱۰ مہینوں میں میں کاشی میں تھا۔ آج تک چار مرتبہ کاشی میں جاچکا ہوں۔ جب جب کاشی میں جاتا ہوں۔ تب تب نوٹس دیتا ہوں کہ اگر کسی کو وید میں مورتی پوجا کے ثبوت میں کوئی پرمان ملا ہو تو لیکر میرے پاس آجاوے۔ لیکن اب تک کوئی بھی پرمان نہیں نکل سکا۔

اس طرح پر شمالی ہند کے کل حصوں میں میں نے دورہ کیا ہے۔ دو برس ہوئے کہ کلکتہ۔ لکھنؤ۔ الہ آباد۔ کانپور۔ جبلپور۔ وغیرہ شہروں میں میں نے بہت لوگوں کو دھرم اُپدیش دیا ہے۔ کاشی۔ فرخ آباد۔ وغیرہ میں چار پاٹھ شالائیں آریہ ودیا پڑھانے کے لئے قائم کی ہیں۔ اُن میں مُعلّموں کی بدمعاشی سے جیسا فائدہ کہ ہونا چاہئے تھا نہ ہوا۔ سالگزشتہ میں بمبئی آیا۔ بمبئی میں گوسائیں مہاراج کے عقیدوں کی بہت کچھ اُدھیڑبن کی۔ بمبئی میں آریہ سماج قائم ہوگیا۔ بمبئی۔ احمد آباد۔ راجکوٹ وغیرہ کی طرف کچھ عرصہ دھرموپدیش کیا۔ اب تمہارے اس شہر میں دو مہینوں سے آیا ہوا ہوں۔

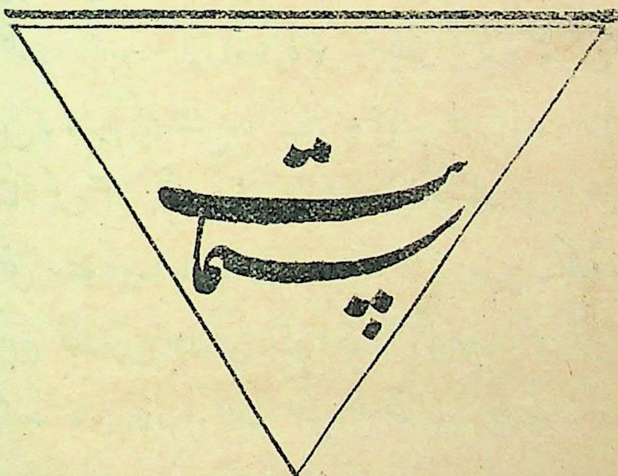
اس طرح کا میرا گزشتہ حال ہے۔ آریہ دھرم کی ترقی ہونے کے لئے مجھ سے بہت سے اُپدیشک آپکے اس مُلک میں پیدا ہونے چاہئیں۔ ایسا کام اکیلا آدمی اچھی طرح پر نہیں کرسکتا۔ پھر بھی یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ اپنی عقل اور ہمت کے مطابق جو کچھ دیکھتا ہی ہے اُسے چلاؤں گا۔

ایشور سے یہ پرارتھنا کرتا ہوں

کہ ہر جگہ آریہ سماج قائم ہوکر مورتی پوجا وغیرہ دُشٹ آچار

بند ہو جاویں۔ وید شاستروں کا سچا مطلب سمجھ میں آوے۔ اور اُنہیں کے مطابق لوگوں کے چال چلن ہو کر دیش کی اُنتی ہو جاوے۔ پوری امید ہے کہ آپ سب سجنوں کی مدد سے میری دلی خواہش پوری ہو گی۔

اوم شانتیھ۔ شانتیھ۔ شانتیھ



اخبار ستیہ دھرم پرچارک



ہر ہفتہ جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے۔ پراچین ویدک
دھرم کی خوبیاں ظاہر کرنا اور بلاتعصب روحانی جسمانی اور مجلسی
مضامین پر بحث کرنا اس اخبار کا مقصد ہے سچے دھرم کا
پیغام ہزاروں تک پہونچانا اسکا فرض ہے۔ اور جس خوبی سے اس فرض کو
اسنے ادا کیا ہے۔ اُس سے ایک زمانہ آگاہ ہے۔ ہر ایک گھر
میں اسکی ایک کاپی موجود ہونی چاہیئے۔ خریداری کی درخواست
مینیجر ستیہ دھرم پرچارک جالندھر شہر کے نام بھیجیے۔

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک ... ... للعہ

طالبعلموں سے ... ... ے

المشتہر
مینیجر اخبار ستیہ دھرم پرچارک جالندھر شہر

پنڈت گوپی ناتھ کی مکمل پبلک لائف

المعروف

ستیہ دہرم پرچارک

پر

ہتک عزت کیس

اس مقدمہ کو جس دلچسپی کی نظر سے تمام پبلک نے بلا لحاظ ملت و قوم کے دیکھا ہے اُسنے لازمی کر دیا کہ اسکا مفصل حال چھپایا جائے۔ مہاشے منشی رام جی کے قلم سے نکلی ہوئی ایک زبردست تمہید کے علاوہ اسمیں کُل ضروری دستاویزات کی نقل بجنسہ۔ اور وکلاء فریقین کی تقریروں کا بڑا بھاری حصہ درج کیا گیا ہے ضخامت ۳۱۲ صفحہ تک پہونچگئی ہے۔ چھپائی نہائت صاف اور کاغذ بہت عمدہ لگایا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ایکروپیہ (عه)

شرح کمیشن

۲۵ یا اس سے زیادہ کے خریدار کو ۱۰ے ۵۰ یا اُس سے زیادہ کے خریدار کو ۱۰ے ۱۰۰ یا اس سے زیادہ کے خریدار کو عــہ فیصدی ملیگا

المشتہر

لبھی رام اسسٹنٹ مینیجر مطبع ستیہ دہرم پرچارک

